مرغوب الفقہ

۲

کتاب الصلوٰۃ

از

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر

جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مرغوب الفقہ جلد:۲

کتاب الصلوۃ

نماز کے متعلق: تین: مقالے اور: ۸/رسائل کا مجموعہ:

حرج کی وجہ سے نماز عشاء وقت سے پہلے پڑھنا.	امامت...........................
راستہ یا گھر وغیرہ حائل ہوتے ہوئے امام کی اقتدا	عورت کی امامت..................
مخالف مذہب امام کی اقتدا..............	نماز کی مسنون سورتیں.............
نماز کے تیرہ مسائل اور ان کے دلائل...........	سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا.............
نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا...........	مسجد میں اور فرض کی جگہ سنن ونوافل پڑھنا

..مسجد کبیر وصغیر اور مرور امام المصلی..

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

اجمالی فہرست رسائل

مقالہ	حرج کی وجہ سے نماز عشاء وقت سے پہلے پڑھنا	۱۴
مقالہ	راستہ یا گھر وغیرہ حائل ہوتے ہوئے امام کی اقتدا	۱۹
۱	امامت........................	۲۵
۲	عورت کی امامت..................	۸۵
۳	مخالف مذہب امام کی اقتدا............	۱۲۳
۴	نماز کی مسنون سورتیں................	۱۵۴
مقالہ	نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا...........	۲۰۳
۵	نماز کے تیرہ مسائل اور ان کے دلائل........	۱۲۸
۶	سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا................	۲۴۷
۷	مسجد میں اور فرض کی جگہ سنن ونوافل پڑھنا..	۲۶۵
۸	مسجد کبیر وصغیر اور مرور امام المصلی	۲۹۲

فہرست مقالہ:''حرج کی وجہ سے نماز عشاء وقت سے پہلے پڑھنا''

حرج کی وجہ سے نماز عشاء وقت سے پہلے پڑھنے پر آثار........................	۱۸
شفق سے مراد شفق احمر ہے..	۲۰
راستہ یا گھر وغیرہ حائل ہوتے ہوئے امام کی اقتدا	۲۳

فہرست رسالہ ''امامت''

منصب امامت، امامت کے فضائل، امام کی ذمہ داریاں..........	۲۹
پیش لفظ..........	۲۹
امام پر اعتراض اور تنقید نہ کیا کرے	۳۰
امام کا نہ ملنا قیامت کی علامت ہے..........	۳۱
امام کے لغوی و اصطلاحی معنی..........	۳۲
امامت کے فضائل..........	۳۴
بہتر کو امام بناؤ..........	۳۴
امام امیر ہے..........	۳۶
مسجد میں موجود لوگوں میں افضل امام ہے..........	۳۶
نزول رحمت کی ابتدا امام سے ہوتی ہے..........	۳۶
مقتدی کی تعداد کی مقدار امام کو اجر ملتا ہے..........	۳۷
امامت پر دخول جنت کا اجر..........	۳۷
سات سال ایک مسجد میں امامت پر وجوب جنت کا وعدہ کیا یہ حدیث ہے؟.	۳۸
تین شخص کو قیامت کی گھبراہٹ کا خوف نہ ہوگا..........	۳۸
تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے..........	۳۹
امام کے لئے آپ ﷺ کی ہدایت کی دعا..........	۴۰
امامت کی کوتاہی پر وعید..........	۴۲
جس امام سے مقتدی معقول عذر کی وجہ سے ناراض ہوں، اس پر لعنت..........	۴۲

جس امام سے مقتدی ناراض ہوں، وہ سخت عذاب میں ہوگا......................	۴۳
دس آدمی کی نماز اللہ تعالی ہرگز قبول نہیں فرماتے......................	۴۳
امام کی کوتاہی پر مقتدی کا گناہ بھی امام پر ہوگا......................	۴۴
تین آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی......................	۴۶
حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نماز نہ پڑھانے کا عہد کرنا......................	۵۱
نمازیں مختصر پڑھائیں......................	۵۲
آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی......................	۵۵
امام رکوع وسجدہ کی تسبیح کتنی مرتبہ کہے؟......................	۵۷
نماز کے لئے امام کے ذمہ چھ کام......................	۵۹
امام کے لئے پندرہ (۱۵) ہدایات (ماخوذ از: ''المدخل'')......................	۶۰
امام کے لئے ۴۷/ آداب (از: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ).......	۶۱
ائمہ کرام کی خدمت میں چند ضروری گذراشات......................	۶۵
امام کو نماز شروع کرنے سے پہلے موبائیل بند کرنے کا اعلان کرنا چاہئے.....	۶۶
امام کو درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنا چاہئے......................	۶۷
قومہ وجلسہ اطمینان سے کرے......................	۶۷
ائمہ کرام کو چند چیزوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے......................	۷۱
ٹخنوں سے نیچے کپڑا نہ ہو......................	۷۱
نماز میں کپڑوں، ڈاڑھی وغیرہ سے کھیلنے سے سخت پرہیز کرے......................	۷۲
بلاضرورت نماز میں کھجلانا......................	۷۴

بلاضرورت کھانسنا....................................	۷۴
نماز میں نظر کو ادھر ادھر متوجہ کرنا....................................	۷۵
امام صرف اپنے لئے دعا نہ کرے....................................	۷۶
امام کو لہو، کھیل، کھیلنے، دیکھنے اور اس کی کومینٹری سننے سے احتراز کرنا چاہئے....	۷۸
امام کو چاہئے کہ رزق حرام سے بچنے کا اہتمام کرے....................................	۷۹
امام کو سگریٹ نوشی سے بچنا چاہئے....................................	۸۰
امام کو ڈاڑھی اور سر پر سیاہ خضاب لگانے سے احتیاط کرنا چاہئے..............	۸۲
امام سے متعلق چند مسائل....................................	۸۳

فہرست مضامین رسالہ ”عورت کی امامت“

پیش لفظ..	۸۹
آیات قرآنی..	۹۴
احادیث نبوی ﷺ..	۹۵
عورت کی آواز ستر ہے یا نہیں؟..	۹۷
آثار صحابہ رضی اللہ عنہم..	۹۸
عبارات فقہاء رحمہم اللہ......فقہ حنفی ......فقہ شافعی..	۹۹
فقہ مالکی..	۱۰۰
فقہ حنبلی..	۱۰۱
ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال اور اس کا جواب..........	۱۰۲
ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے جواب سے استدلال..	۱۰۵
شریعت کا عمومی مزاج اور عورت کی امامت..	۱۰۹
ایک عجوبہ..	۱۱۳
حقیقت حال ڈاکٹر صاحب کے تصور کے برعکس..	۱۱۳
عورت کو عورتوں کا امام بننا..	۱۱۵
عورت، عورتوں کی امامت کرسکتی ہے؟ چند روایات..	۱۱۵
فقہاء کی عبارتیں..	۱۱۷
اکابر دیوبند کے فتاوی کے حوالجات..	۱۱۸
عورتوں کی نماز فرادی افضل ہے..	۱۲۴

فہرست رسالہ ''مخالف مذہب امام کی اقتدا''

عرض مرتب	۱۲۷
آٹھ سو سال حرم محترم میں ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ کے مصلے رہے ہیں.............	۱۲۷
مذہب مخالف کے امام کی اقتدا کا حکم.....................................	۱۳۱
حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کا فتوی..........................	۱۳۹
نماز میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟..............................	۱۴۱
خاتمہ......مسلکی اختلاف کے باوجود ایثار کا عجیب واقعہ.........................	۱۵۷
ہارون رشید کا پچھنے لگوانے کے بعد نماز پڑھانا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ان کی اقتدا کرنا..	۱۵۷
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اپنے مسلک کے خلاف فتوی دینا........................	۱۵۸
حضرات صاحبین رحمہما اللہ کا عیدین کی نماز میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر عمل کرتے ہوئے بارہ تکبیریں کہنا..............................	۱۵۸
امام شافعی رحمہ اللہ کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسجد میں قنوت ترک فرمانا.........	۱۵۸

فہرست رسالہ ''نماز میں منقول سورتیں''

نماز فجر میں آپ ﷺ سے منقول سورتیں........................	۱۶۲
نماز فجر میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول سورتیں........................	۱۶۴
جمعہ کے دن نماز فجر کی منقول سورتیں........................	۱۷۰
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے حالت سفر میں فجر کی منقول سورتیں...	۱۷۱
نماز ظہر کی منقول سورتیں........................	۱۷۵
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز عصر کی منقول سورتیں............	۱۷۹
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز مغرب کی منقول سورتیں.........	۱۸۱
آپ ﷺ سے جمعہ کی رات میں نماز مغرب کی منقول سورتیں............	۱۸۶
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز عشاء کی منقول سورتیں..........	۱۸۷
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز وتر کی منقول سورتیں............	۱۹۰
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز جمعہ کی منقول سورتیں............	۱۹۳
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز عیدین کی منقول سورتیں.........	۱۹۴
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے سنت فجر کی منقول سورتیں............	۱۹۵
سنت ظہر کی منقول سورت........................	۱۹۶
سنت مغرب کی منقول سورتیں........................	۱۹۶
عشاء کے بعد چار رکعت کی منقول سورتیں........................	۱۹۶
نماز وتر کے بعد دو رکعت نفل کی منقول سورتیں........................	۱۹۷
نماز چاشت کی منقول سورتیں........................	۱۹۸

نمازِ تہجد کی منقول سورتیں..	۱۹۹
صلوۃ التسبیح کی سورتیں..	۲۰۱
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے سورج گرہن کی نماز کی منقول سورتیں.	۲۰۲
چاند گرہن کی نماز کی منقول سورتیں..	۲۰۴
نماز استخارہ کی سورتیں..	۲۰۵
نماز حاجت کی سورتیں..	۲۰۶
نماز سفر کی سورتیں..	۲۰۶
نماز احرام کی منقول سورتیں..	۲۰۷
نماز طواف کی منقول سورتیں..	۲۰۷
نماز استسقاء کی منقول سورتیں..	۲۰۸
حفظ قرآن کی آسانی کے لئے نماز کی منقول سورتیں..	۲۰۸

فہرست رسالہ ’’نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا‘‘

پیش لفظ..	۲۱۰
نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے کے چند مسائل........................	۲۱۱
مسلک احناف کے دلائل..	۲۱۳
نماز میں قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنے کے سلسلہ میں دیگر ائمہ کے مسالک......	۲۱۷
چاروں مسالک کی عبارات کے ترجمے اور حوالے........................	۲۱۸
جواز کے قائلین ائمہ کے دلائل..	۲۱۹
تراویح میں مقتدی کا قرآن کریم دیکھ کر لقمہ دینا........................	۲۲۲
خلاصہ بحث اور ارباب افتاء کی خدمت میں غور کی درخواست................	۲۲۳

فہرست رسالہ ''نماز کے تیرہ مسائل اور ان کے دلائل''

عرض مرتب..	۲۲۵
(۱)......نماز میں پیروں کو چوڑا نہ رکھے........................	۲۲۶
(۲)......تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کا کانوں تک اٹھانا...........	۲۲۸
(۳)......ہاتھوں کو ناف سے نیچے باندھنا........................	۲۲۹
(۴)......نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا.............	۲۳۰
(۵)......بسم اللہ آہستہ کہنا........................	۲۳۲
(۶)......امام کے پیچھے قرأت نہ کرنا........................	۲۳۴
(۷)......آمین آہستہ آواز سے کہنا........................	۲۳۶
(۸)......ترک رفع یدین........................	۲۳۷
(۹)......سجدے سے اٹھتے وقت زمین پر ہاتھوں کا نہ ٹیکنا.............	۲۴۰
(۱۰)......جلسۂ استراحت........................	۲۴۲
(۱۱)......تورک........................	۲۴۵
(۱۲)......تشہد میں انگلی کو حرکت نہ دینا........................	۲۴۸
(۱۳)......فرض نماز کے بعد کی دعا......فرض نماز کے بعد دعا کی قبولیت واہمیت	۲۴۹
نماز کے بعد دعا نہ کرنے پر وعید........................	۲۴۹
آپ ﷺ کا فرض نماز کے بعد دعا فرمانا........................	۲۵۰
فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا........................	۲۵۰
امام صرف اپنے لئے دعا نہ کرے........................	۲۵۱
نماز کے بعد دعا میں ہاتھوں کو اٹھانا........................	۲۵۲

فہرست رسالہ ''سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا''

پیش لفظ..	۲۵۴
سجدہ کی حالت میں ایڑیوں کا ملانا..	۲۵۴
حضرت مولانا احمد نقشبندی صاحب رحمہ اللہ کا ایک واقعہ..........................	۲۵۴
''احسن الفتاوی'' کا جواب..	۲۵۶
تطبیق..	۲۵۷
ترجیح..	۲۵۷
سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا..	۲۵۸
''احسن الفتاوی'' کے جواب پر تبصرہ..	۲۵۸
ضم فخذین..	۲۶۱
تنبیہ..	۲۶۱
حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی چند باتوں کا جواب.................	۲۶۲

فہرست رسالہ ’’مسجد میں اور فرض کی جگہ سنن ونوافل پڑھنا‘‘

پیش لفظ..	۲۶۶
نو(۹): نمازوں کے علاوہ دوسرے نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے............	۲۶۷
گھر میں نفل پڑھنے کا حکم اور ترغیب.......................	۲۶۸
اس زمانہ میں سنن ونوافل مسجد میں پڑھنے چاہئے..............	۲۶۹
آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسجد میں سنن ونوافل پڑھنا............	۲۷۰
جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں مسجد میں........................	۲۷۲
جمعہ سے پہلے مسجد میں نفل پڑھنے کی صراحت..................	۲۷۴
صحابی رضی اللہ عنہ کا سنت فجر نماز کے بعد مسجد میں ادا کرنا............	۲۷۴
جمعہ میں جلدی جانے کی فضیلت سے استدلال......................	۲۷۵
بات کرنے سے پہلے سنت پڑھنے کی فضیلت.........................	۲۷۶
امام مسجد میں نفل نہ پڑھے مقتدی پڑھے..........................	۲۷۹
اشراق کی نماز مسجد میں..............................	۲۷۹
سفر سے واپسی کے نوافل مسجد میں..........................	۲۸۰
تحیۃ المسجد کے نوافل مسجد میں.........................	۲۸۱
شب قدر کی طرح اجر والی چار رکعت نوافل مسجد میں..................	۲۸۱
اہل مدینہ ترویحہ کے درمیان نوافل مسجد میں پڑھتے تھے..............	۲۸۲
سنن ونوافل فرض کی جگہ پڑھی جائیں یا جگہ بدل کر؟ سے استدلال..........	۲۸۳
فرض نماز کے بعد سنن ونوافل اسی جگہ پڑھی جائیں یا جگہ بدل کر..........	۲۸۴
نوافل وسنن فرض نماز کی جگہ سے ہٹ کر پڑھنے کی روایتیں اور آثار.........	۲۸۴

نوافل وسنن فرض نماز کی جگہ پڑھنے کی روایتیں اورآثار....................	۲۸۷
امام کے لئے نوافل وسنن فرض نماز کی جگہ سے ہٹ کر پڑھنے کی روایتیں.....	۲۸۸
نماز کی جگہ بدلنے کے لئے مسبوق کے آگے سے گذرنا منع ہے................	۲۹۱

فہرست رسالہ ''مسجد کبیر وصغیر اور مرور امام المصلی''

نمازی کے آگے سے گذرنے اور مسجد صغیر وکبیر کے چند مسائل..................	۲۹۳
ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی میں شائع شدہ چند مسائل..........................	۲۹۴
چند فقہی عبارات..	۲۹۶
مرور امام المصلی کا گناہ جان لے تو سو سال تک کھڑا رہے......................	۲۹۷
نمازی کے آگے سے گذرنے والا شیطان ہے............................	۲۹۸
نمازی کے آگے سے گذرنے والا تمنا کرے گا کہ: وہ سوکھا درخت ہوتا........	۲۹۸
ران ٹوٹ جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ نمازی کے آگے سے گذرے........	۲۹۸
نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو بال پکڑ کر بھی روکنا پڑتا تو روکتا........	۲۹۹
گذرنے والا نمازی سے زیادہ نقصان کررہا ہے............................	۲۹۹
زمین میں دھنسنا بہتر ہے اس سے کہ وہ نمازی کے آگے سے گذرے.........	۳۰۰
راکھ ہوکر بکھر جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ نمازی کے آگے سے گذرے......	۳۰۰
آپ ﷺ کا چھوٹے بچوں کو نمازی کے آگے سے گذرنے سے منع فرمانا...	۳۰۱
ابن عمر رضی اللہ عنہما خواتین کے سامنے سے گذرنے کو مکروہ سمجھتے تھے.........	۳۰۱
ابن عمر رضی اللہ عنہما نہ نمازی کے سامنے سے گذرتے، نہ گذرنے دیتے......	۳۰۲
نمازی کے سامنے سے گذرنا کیوں منع ہے؟................................	۳۰۲

حرج کی وجہ سے نماز عشاء وقت سے پہلے پڑھنے پر چند آثار

مرغوب احمد لاجپوری

حرج کی وجہ سے نماز عشاء وقت سے پہلے پڑھنے پر آثار

(۱)......عمر بن الخطاب رضی الله عنه يقول :صلّوا العشاء قبل ان ينام المريض ، ويكسل العامل۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۵۶۰ ج ۱، باب وقت العشاء الآخرة ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۱۲۹)

ترجمہ:......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:عشاء کی نماز بیمار کے سونے سے پہلے اور مزدور کے آرام کرنے سے پہلے پڑھ لیا کرو۔

(۲)......قال عمر رضی الله عنه : عجلّوا العشاء قبل ان يكسلَ العامل وينام المريض۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۸ ج ۳۱، فی العشاء الآخرة تعجل او تؤخر؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۳۶۹)

ترجمہ:......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:مزدور کے آرام کرنے سے پہلے اور بیمار کے سونے سے پہلے جلد پڑھ لیا کرو۔

(۳)......عن نافع قال : أمراؤنا اذا كانت ليلةٌ مطيرة اَبطَؤوا بالمغرب ، وعجِلوا العشاء قبل ان يغيبَ الشفق ، فكان ابن عمر يصلّی معهم لا يری بذلک بأسا ،

قال عبيد الله : ورأيت القاسم و سالما يصلّيان معهم فی مثل تلک الليلة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۵۱ ج ۴، فی الجمع بين الصلوتين فی الليلة المطيرة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۶۳۲۴)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بارانی راتوں میں ہمارے امراء مغرب کو تاخیر سے اور عشاء کو جلدی شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھتے تھے۔حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت عبید اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت قاسم اور حضرت سالم رحمہما اللہ کو بھی ان کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۴)......عن الزهری قال : بلغنی ان ابا هريرة رضی الله عنه قال :من خشی أن ينام قبل صلوة العشاء فلا بأس ان يصلّی قبل أن يغيب الشفق۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۶۲ ج۱، باب النوم قبلها والسهر بعدها ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۲۱۵۰)

ترجمہ:......حضرت زہری رحمہ سے مروی ہے کہ: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی اس بات کا خوف کرے کہ نماز عشاء سے پہلے سو جائے گا (یعنی نیند آجائے گی) تو کچھ حرج نہیں کہ وہ شفق سے پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے۔

(۵)......عن عطاء قال : لقد رأيت معاوية رضی الله عنه :يصلّی المغرب ، ثم ما اطوف الا سبعا أو سبعين حتی يخرج فيصلّی العشاء ، ولم يغيب الشفق ، قال : فكان عطاء يقول : صلّ العشاء قبل ان يغيب الشفق، قال عطاء: وانی لاطوف احيانا سبعا بعد المغرب ثم اصلی العشاء۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۶۰ ج۱، باب وقت العشاء الآخرة ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۱۲۶)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر میں سات چکر طواف کے کر کے نکلا کہ عشاء کی نماز پڑھ لی، حالانکہ ابھی تک شفق غائب نہیں ہوئی تھی۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: شفق کے غائب ہونے سے پہلے عشاء پڑھ لو۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ (یہ بھی) فرماتے

ہیں کہ: میں کبھی مغرب کے بعد طواف کے سات چکر پورا کرتا ہوں اور عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہوں۔

(۶)......عن ابن جریج قال : اخبرنی نافع انّ ابن عمر رضی الله عنهما : كان لا يبالى اقدّمها ام أخّرها، اذا كان لا يغلبه النوم عن وقتها۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۵۵۸ ج ۱، باب وقت العشاء الآخرة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۲۱۱۸)

ترجمہ:......حضرت بن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے حضرت نافع رحمہ اللہ نے بتلایا کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کوئی پرواہ نہیں تھی کہ عشاء کی نماز کو (وقت سے پہلے) جلدی سے پڑھے یا تاخیر سے، جب وقت سے پہلے ان پر نیند کا غلبہ ہوتا۔

(۷)......ابراهيم بن ميسرة قال : رأيت طاووسا يصلّى المغرب ، ويطوف سبعا، ثم يركع ركعتين ، ثم يصلّى العشاء الآخرة ثم ينقلب ، قال : وكان بمنى اذا صلى المغرب ركع ركعتين ثم صلّى العشاء الآخرة ثم انقلب ، قال ولا اعلم ذلك الا قبل غروب الشفق۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۵۵۹ ج ۱، باب وقت العشاء الآخرة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۲۱۲۳)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت طاووس رحمہ اللہ کو دیکھا کہ: انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر سات چکر کا طواف کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر عشاء کی نماز پڑھی اور لوٹ گئے۔ اور حضرت طاووس رحمہ اللہ منیٰ میں تھے تو آپ نے مغرب پڑھ کر دو رکعتیں پڑھیں، پھر عشاء پڑھ کر لوٹ گئے (یا لیٹ گئے)، (حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ: آپ نے شفق غائب ہونے سے پہلے نماز عشاء پڑھی۔

(۸)......عن ابراهيم قال : رأيت طاووسا يصلّی المغرب ثم يطوف سبعا واحدا ثم يصلّی العشاء ثم ينقلب۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۶۰ ج۱، باب وقت العشاء الآخرة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۱۲۷)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت طاووس رحمہ اللہ کو دیکھا کہ: انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر سات چکر کا ایک طواف کیا پھر عشاء کی نماز پڑھی پھر لوٹ جاتے۔

شفق سے مراد شفق احمر ہے

(۱)......ان ابن عمر رضی الله عنهما كان يقول: الشفق الحمرة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۵۹ ج۱، باب وقت العشاء الآخرة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۱۲۲۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۴ ج۳، الشفق ما هو ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۳۸۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: شفق سے مراد شفق احمر ہی ہے۔

(۲)......كان عبادة بن الصامت رضی الله عنه وشداد بن اوس رضی الله عنه : يصلّيان [العشاء] الآخرة اذا ذهبت الحُمرة ، قال مكحول : وهو الشفق۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۵۶ ج۱، باب وقت العشاء الآخرة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۱۱۱۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۴ ج۳، الشفق ما هو ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۳۸۳)

ترجمہ:......حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہما عشاء کی نماز سرخی کے بعد پڑھ لیتے تھے۔ حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: شفق سے مراد شفق احمر ہی ہے۔

(۳)......عن محمد بن راشد قال : خرجنا مع مكحول الى مكة ، قال : فكان ثور بن يزيد يؤذن له، فكان يأمره ان لا ينادى بالعشاء حتى يذهب الحُمرة ، ويقول : هو الشفق۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۵۹ ج۱، باب وقت العشاء الآخرة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۱۲۱)

ترجمہ:......حضرت محمد بن راشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کا سفر کیا- حضرت ثور بن یزید رحمہ اللہ آپ کے مؤذن تھے- حضرت مکحول رحمہ اللہ ان سے فرماتے کہ: عشاء کی اذان شفق احمر سے پہلے نہ دینا،اور فرماتے: شفق سے مراد شفق احمر ہی ہے۔

استفتاء

راستہ یا گھر وغیرہ حائل ہوتے ہوئے امام کی اقتدا

اس سوال میں اس مسئلہ کی وضاحت طلب کی گئی ہے کہ احناف کے یہاں نماز میں امام کی اقتدا کے لئے اتصال صفوف ضروری ہے، مگر اس وقت حرم شریف یعنی مکہ معظّمہ میں تقریبا ہر نماز میں ہجوم اور نماز کے وقت سے بہت پہلے حرم شریف کے دروازوں کا بند کرنا وغیرہ حالات کی وجہ سے بعض مرتبہ صف میں اتصال نہیں ہوتا تو کیا مقتدی فاصلہ سے یا اپنی رہائش کی جگہ اور ہوٹل کی مسجد سے امام کی اقتدا کرے تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

مرغوب احمد لاجپوری

راستہ یا گھر وغیرہ حائل ہوتے ہوئے امام کی اقتدا

مسئلہ:......ایسا راستہ جس پر بیل گاڑی یا لدے ہوئے اونٹ و خچر گذر سکیں امام اور مقتدی کے درمیان حائل ہوتو امام کی اقتدا درست نہیں۔

مسئلہ:...... بڑی نہر جس میں کشتیاں چل سکیں اوراس پر بغیر کسی تدبیر پل وکشتی کے گذرنا ممکن نہ ہواس کے حائل ہونے سے بھی نماز میں امام کی اقتدا درست نہیں۔

مسئلہ:...... بڑے میدان میں امام اور مقتدی کے درمیان دوصفوں کا فاصلہ ہوتو امام کی اقتدا درست نہیں۔(مستفاد: عمدۃ الفقہ ص۱۹۵/۱۹۶ج ۲،قسم دوم شرائط اقتدا،نمبر:۶/۷/۸)

”ولو كان بينه و بين الامام طريق عظيم ' أو نهر عظيم ' أو صف من النساء لا يجوز الاقتداء عندنا ، وقد تكلم المشائخ فى مقدار الطريق الذى يمنع الاقتداء ، قال بعضهم : ان يكون مقدار ما يمر فيه العجلة ' أو حمل بعير ..... وقال بعضهم : اذا كان طريقا يمر فيه العامة ' يكون عظيما يمنع الاقتداء ، وان كان طريقا لا يمر فيه العامة وانما يمر فيه الواحد والاثنان لا يمنع الاقتداء ، واما طريق العامة يمنع اذا كان ذلک قدر الصفين ، [وفى البديعة : وان كان بينه و بين الامام اقل من ثلا ثة اذرع]“۔

(الفتاوى التاتارخانية ص۲۶۲/۲۶۳ج۲، ما يمنع صحة الاقتداء و ما لايمنع ، الفصل :۶/ كتاب الصلوة ، رقم المسئلة :۲۳۷۲)

احناف کا اصل مسلک تو یہی ہے اوراس پر قوی دلیل بھی ہے،مگر کسی مجبوری کی وجہ سے مثلاً حرم شریف یعنی مکہ معظّمہ میں تقریباً ہر نماز میں ہجوم اور نماز کے وقت سے بہت پہلے حرم شریف کے دروازوں کا بند کرنا وغیرہ حالات کی وجہ سے بعض مرتبہ صف میں اتصال نہیں

ہوتا تو کیا مقتدی فاصلہ سے یا اپنی رہائش کی جگہ اور ہوٹل کی مسجد سے امام کی اقتدا کرے تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اور ایسے حالات میں دوسرے ائمہ کے مسلک کو اختیار کر کے اقتدا کی اجازت دی جائے گی یا نہیں؟ اس مقالہ سے اہل علم کی خدمت میں یہ سوال کرنا مقصود ہے کہ عصر حاضر کے ارباب افتاء اس پر کیا فرماتے ہیں۔

اس سلسلہ میں چند آثار بھی ارسال خدمت ہیں، جن میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کا راستہ یا گھر کے حائل ہوتے ہوئے بھی امام کی اقتدا کرنا ثابت ہو رہا ہے۔ وہ آثار درج ذیل ہیں:

(۱)......**کان انس يُجمِّع مع الامام وهو فی دار نافع بن عبد الحارث ، بيتٌ مُشرِفٌ علی المسجد ، له باب الی المسجد ، فكان يجمع فيه و ياتم الامام۔**

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ امام کے ساتھ (یعنی امام کی اقتدا میں) حضرت نافع بن عبدالحارث کے مکان میں جمعہ پڑھا کرتے تھے، وہ مکان مسجد سے تھوڑا بلند تھا، اور اس کا دروازہ مسجد کی جانب کھلتا تھا، آپ اس گھر میں جمعہ پڑھتے اور امام کی اقتدا کرتے تھے۔

(۲)......**عن صالح بن ابراهيم : انه رأى انس بن مالک صلى الجمعة فی دار حميد بن عبد الرحمن بصلوة الوليد بن عبد الملک و بينهما طريق۔**

ترجمہ:......حضرت صالح بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے حمید بن عبدالرحمٰن کے گھر میں ولید بن عبدالملک کی اقتدا میں جمعہ کی نماز ادا کی، جبکہ ان دونوں (یعنی مسجد اور گھر) کے درمیان راستہ تھا۔

(۳)......**قال ابو مجلز : ياتمُّ بالامام ، وان كان بينهما طريق او جدار اذا سمع تكبيرَ الامام۔**

ترجمہ:......حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام کی اقتدا کرے، خواہ ان دونوں (یعنی امام اور مقتدی) کے درمیان کوئی راستہ یا دیوار ہو، جب وہ امام کی تکبیر سن سکے۔

(بخاری، باب اذا کان بین الامام و بین القوم حائط ،کتاب الاذان ، قبل : رقم الحدیث:۷۲۹)

(۴)......عن ابی ابی مجلز قال :تصلی المرأۃ بصلوۃ الامام ‘ وان کان بینھما طریق او جدار بعد ان تسمع التکبیر فلا بأس۔

ترجمہ:......حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:عورت امام کی اقتدا میں نماز ادا کرسکتی ہے اگر چہ ان دونوں کے درمیان کوئی راستہ یا دیوار ہو، بشرطیکہ عورت (امام کی) تکبیر کی آواز سن سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۵)......عن منصور قال : کان الی جنب مسجدنا سطح عن یمین المسجد ‘ اسفل من الامام ‘ فکان قوم ھاربین فی اِمارۃ الحجّاج ‘ و بینھم و بین المسجد حائط طویل یصلون علی ذلک السطح ویأتمُّون بالامام ، فذکرتہ لابراھیم ‘ فرآہ حسنا۔

ترجمہ:......حضرت منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہماری مسجد کے دائیں جانب امام کے (کھڑے رہنے کی جگہ) سے نیچے ایک (مکان کی) چھت تھی، حجاج کی امارت کے دنوں میں کچھ چھپے ہوئے لوگ اس چھت پر نماز پڑھا کرتے تھے، اور امام کی اقتدا کرتے تھے، حالانکہ ان کے اور امام کے درمیان ایک طویل دیوار تھی، میں نے اس بات کا تذکرہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے کیا تو انہوں نے اسے اچھا سمجھا۔

(۶)......سئل محمد عن الرجل یکون علی ظھر بیت یصلی بصلوۃ الامام فی رمضان ؟ فقال : لا اعلم بہ بأسا الا ان یکون بین یدی الامام۔

ترجمہ:......حضرت محمد (بن سیرین) رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ: اگر کوئی شخص رمضان

میں (اپنے مکان کے) کمرے کی چھت پر کھڑے ہوکر امام کی اقتدا کرے تو (اس میں حرج تو نہیں؟) آپ نے فرمایا کہ: میں تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، البتہ اسے امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے۔

(۷)......ان عروۃ کان یصلی بصلوۃ الامام وھو فی دار حمید بن عبد الرحمن بن الحارث ، و بینھما و بین المسجد طریق۔

ترجمہ:......حضرت عروہ رحمہ اللہ عبد الرحمٰن بن حارث کے مکان میں امام کی اقتدا کرتے ہوئے نماز پڑھتے تھے، حالانکہ ان کے اور مسجد کے درمیان راستہ تھا۔

(۸)......عن ھشام بن عروۃ قال : جئت انا و ابی مرۃ فوجدنا المسجد قد امتلأ [امتلئت] فصلینا بصلوۃ الامام فی دار عند المسجد و بینھما طریق۔

ترجمہ:......حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں اور میرے والد (نماز کے لئے) مسجد آئے تو دیکھا کہ مسجد بھر چکی ہے، تو ہم نے مسجد کے قریب (عبد الرحمٰن بن حارث کے) مکان میں امام کی اقتدا میں نما ادا کی، حالانکہ اس گھر اور مسجد کے درمیان راستہ تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۲۸/۳۲۹ ج ۴، من کان یرخص فی ذلک ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۶۲۱۴/ ۶۲۱۸/ ۶۲۱۹/ ۶۲۲۰۔مصنف عبد الرزاق ص ۸۱ ج ۳، باب الرجل یصلی وراء الامام خارجا من المسجد ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۸۸۷/۴۸۸۵/۴۸۸۴)

(۹)......قال الحسن : لا بأس ان تصلی و بینک و بینہ نھر۔

(بخاری، باب اذا کان بین الامام و بین القوم حائط ، کتاب الاذان ، قبل : رقم الحدیث:۷۲۹)

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: جب تمہارے اور (امام کے) درمیان

نہر حائل ہوتو (امام کی اقتدا میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی حالت مجبوری کی بعض صورتوں میں اس طرح کے اقتدا کی اجازت دی ہے، جیسے کوئی شخص کسی گھر میں قید ہواور امام کی آواز اس تک پہنچ رہی ہے تو پانچ نمازیں اور جمعہ اس کی اقتدا میں پڑھنا جائز ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پانچ نمازیں پڑھنے کی اجازت دی ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے صرف جمعہ کی اجازت دی ہے۔

(شرح ابن بطال ص ٤١٩ ج ٢ ۔ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اسی طرح عیدین کی نماز میں کہ ان میں دوصفوں کا فاصلہ مضر نہیں۔اسی طرح نماز جنازہ میں اگر دوصفوں کا فاصلہ ہوتو اس صورت میں حنفیہ کے درمیان اختلاف ہے۔

’’فی مصلی العید الفاصل لا یمنع الاقتداء وان کان یسع فیه الصفین أو اکثر، وفی المتخذ لصلوة الجنازة اختلاف المشائخ‘‘۔

(فتاوی عالمگیری ص ٨٧ ج ١، الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لا یمنع ، الباب الخامس فی الامامة ، کتاب الصلوة)

اکثر فقہاء نے جمعہ، عیدین اور نماز خوف اور ان جیسی نمازوں کے لئے راستہ کے فصل کو مانع نہیں سمجھا ہے، بلکہ اجازت دی ہے۔ (موسوعہ فقہیہ اردو ص ٦٢ / ٦٣ ج ٦ ۔عنوان: اقتداء)

ان جزئیات اور مذکورہ آثار کی وجہ سے حضرات اہل افتاء موجودہ صورت میں حرم شریف کے ازدحام اور قانونی مجبوری کی وجہ سے صف میں فاصلہ ہوتے ہوئے اقتداء کی اجازت دے سکتے ہیں یا نہیں؟

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

٢٠ / رمضان ١٤٤١ھ مطابق: ١٤ / مئی ٢٠٢٠ء، جمعرات

امامت

فضائل' اہمیت' ذمہ داری

اس رسالہ میں امامت کے فضائل' اس اہم منصب کی ذمہ داری' امام کے لئے مفید ہدایات' اور کچھ ضروری امور وغیرہ کو جمع کیا گیا ہیں

مرغوب احمد لاجپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منصب امامت، امامت کے فضائل، امام کی ذمہ داریاں

پیش لفظ

دین کے تمام اعمال میں سب سے اہم اور مقدم نماز ہے' اور دین کے نظام میں اس کا درجہ اور مقام گویا وہی ہے جو جسم انسانی میں قلب کا ہے، اس لئے اس کی امامت بہت ہی بڑا دینی منصب اور بڑی بھاری ذمہ داری' اور رسول اللہ ﷺ کی ایک طرح کی نیابت ہے، اس واسطے ضروری ہے کہ امام ایسے شخص کو بنایا جائے جو موجودہ نمازیوں میں دوسروں کی بہ نسبت اس عظیم منصب کے لئے زیادہ اہل اور موزوں ہو، اور وہ وہی ہوسکتا ہے جس کو رسول اللہ ﷺ سے نسبۃً زیادہ قرب ومناسبت حاصل ہو اور آپ ﷺ کی دینی وراثت سے جس نے زیادہ حصہ لیا ہو۔ (معارف الحدیث ص۲۱۴ ج ۳)

اسلام میں منصب امامت کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ ایک باعزت' باوقار اور باعظمت' اہم دینی شعبہ ہے۔ یہ مصلی رسول اللہ ﷺ کا مصلی ہے۔ امام نائب رسول ہوتا ہے۔ امام اللہ رب العزت اور مقتدیوں کے درمیان قاصد وایلچی ہوتا ہے۔ اس لئے جو سب سے بہتر ہوٗا سے امام بنانا چاہئے۔ (فتاوی رحمیہ ص۲۱۵ ج ۸)

منصب امامت کی اہمیت اور نزاکت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کی امامت کی' اسے تھوک آیا تو قبلہ کی جانب تھوک دیا، آنحضرت ﷺ یہ دیکھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں سے آپ ﷺ نے فرمادیا کہ: یہ شخص آئندہ تمہاری امامت نہ کرے، اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو اسے روک دیا اور بتایا کہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق یہ ارشاد

فرمایا ہے، یہ شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے کہا تھا، راوی کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ: تم نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہونچائی تھی۔

(ابوداؤد ص٦٧ ج١، باب فی کراھۃ البزاق فی المسجد۔فتاوی رحیمیہ ص٩٧ ج٩)

امام غزالی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”بعض سلف کا قول ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے افضل کوئی نہیں اور ان کے بعد نماز کے امام سے افضل کوئی نہیں، کیونکہ یہ تینوں فریق اللہ تعالی اور اس کی مخلوق میں رابطہ کا ذریعہ ہیں۔انبیاء علیہم السلام تو اپنی نبوت کے باعث، علماء علم کی وجہ سے، اور ائمہ کرام دین کے سب سے زیادہ اہم رکن کے سبب“۔

(احیاء العلوم ص٢٨٠ ج١۔ایصال ثواب کے لئے اجتماعی قرآن ویٰسین شریف کی شرعی حیثیت ص١٨٦)

امام پر اعتراض اور تنقید نہ کیا کرے

منصب امامت کی اہمیت ہی کا تقاضہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امام پر اعتراض کو ناپسند فرمایا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوفہ والوں نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ یہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے (ہلکی اور جلدی پڑھاتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں ایسی ہی نماز پڑھاتا ہوں، جیسی نماز حضور پاک ﷺ پڑھایا کرتے تھے کہ شروع کی دو رکعت میں سورہ پڑھا کرتے تھے اور آخر کی دو رکعت میں سورہ کو چھوڑ دیا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بارے میں ایسا ہی گمان تھا کہ (نماز سنت کے مطابق پڑھایا کرتے ہوں گے)۔(مصنف عبدالرزاق ص٢٦١ ج٢)

ف:......اپنے بڑوں پر خصوصا دینی اعتبار سے جو بڑے ہوں ان پر نقد اعتراض کرنا نہایت ہی قبیح اور مذموم امر ہے ''خطاء بزرگاں گرفتن خطا است'' یہ شیطانی ملعون حرکت ہے، جب دینداروں پر ہی اعتراض کریں گے تو پھر ان سے دینی استفادہ کس طرح حاصل کریں گے، نتیجہ یہ نکلے گا دین سے بھی آزاد اور بیزار ہوجائیں گے، چونکہ اعتراض سے استفادہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے' اسی وجہ سے استاذ اور مرشد پر ذرہ برابر اعتراض اور نقد کی گنجائش نہیں' ہاں ادب سے رائے کا اختلاف ہوسکتا ہے۔ (شمائل کبری ص۳۶۳ ج ٦)

امام کا نہ ملنا قیامت کی علامت ہے

اگر ائمہ کی ناقدری کی گئی اور ان کو تنقید و اعتراض کا نشانہ بنایا گیا تو بہت ممکن ہے کہ علماء امامت سے گریز کریں، اور امامت کے شایان شان امام نہ ملے، اور حدیث شریف میں تو اسے قیامت کی علامت بتلایا گیا ہے' چنانچہ حضرت سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان من اشراط الساعة ان يتدافع اهل المسجد لا يجدون اماما يصلى بهم))

قیامت کی نشانیون میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اہل مسجد آپس میں لڑیں گے اور ان کو کوئی نماز پڑھانے والا نہیں ملے گا۔

(ابوداؤد ص٨٦ ج١، باب فى كراهية التدافع عن الامامة)

ایک روایت میں ہے:

((يأتى على الناس زمان يقومون ساعة لا يجدون اماما يصلى بهم))۔

(سنن ابن ماجہ ص٦٩، باب ما يجب على الامام ، ابواب اقامة الصلاة والسنة فيها)

لوگوں پر ایک ایسا دور بھی آئے گا کہ دیر تک کھڑے رہیں گے، لیکن کوئی امام نہ ملے گا

جوان کونماز پڑھائے۔

علامات قیامت سے ہے یہ بات کہ لوگ امامت کو اپنے اوپر سے ہٹائیں گے، ہر ایک نماز پڑھانے سے اپنی جان بچائے گا، غلبۂ جہالت کی وجہ سے۔ یا اس طرح ترجمہ کیجئے: کہ دھکیلے گا ایک شخص دوسرے کو مسجد یا محراب کی طرف تا کہ وہ دوسرا نماز پڑھادے۔ یہ دونوں مطلب تو قریب ہی قریب ہیں۔ ایک تیسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ: لوگ آپس کے اختلاف کی وجہ سے امام کو امامت سے ہٹائیں گے، ایک کہے ہم اس کے پیچھے نہیں پڑھتے' دوسرا کہے ہم اس کے پیچھے نہیں پڑھتے' آپس کی نزاع کی وجہ سے۔

(الدر المنضود علی سنن ابی داؤد ص۱۴۴ ج۲)

شاید اسی ذمہ داری کا احساس تھا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امامت کو زیادہ محبوب نہیں رکھتے تھے، چنانچہ روایت میں ہے کہ: ابوغالب کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مؤذن مسلمانوں (کی نماز کا) ذمہ دار ہے، اور امام ضامن ہے۔ اور مجھے اذان امامت سے زیادہ محبوب ہے۔

(سنن کبری ص۴۳۳ ج۱۔ شمائل کبری ص۴۳۰ ج۵)

اور ایک روایت میں یحی بن کثیر رحمہ اللہ سے خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اذان میں سبقت کرو امامت میں نہیں۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۸۸ ج۱۔ شمائل کبری ص۳۹۶ ج۵)

امام کے لغوی واصطلاحی معنی

امام کے لغوی معنی آگے اور سامنے کے ہیں۔ شریعت میں اس لفظ سے "امیر المؤمنین" بھی مراد لئے جاتے ہیں، ان کو امام اعظم کہا جاتا ہے۔

عام اصطلاح اور عرف میں کسی خاص علم وفن کے مقتدیٰ اور اس کی ممتاز شخصیت کو بھی ''امام'' کہہ دیا جاتا ہے، مثلاً: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ، امام سیبویہ وغیرہ۔

فقہ کی اصطلاح میں یہ لفظ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے، جس کی نقل وحرکت کی پیروی نماز میں کی جاتی ہے اور جس کو ہمارے عرف میں ''امام'' کہتے ہیں۔

(قاموس الفقہ ص ۲۱۸ ج ۲)

ائمہ کرام کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ اپنے منصب اور ذمہ داری کو سمجھئے اور اس عظیم کام کے لئے جو اوصاف مطلوب ہیں، انہیں اپنی زندگی میں لانے کی حتی الوسع کوشش کریں، انشاء اللہ اس کا بڑا اچھا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اللہ تعالی راقم و ناظرین کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

اس مختصر رسالہ میں منصب امامت کی اہمیت، امامت کے فضائل، اور اس کی ذمہ داری کے متعلق چند باتیں جمع کی گئی ہیں۔ اللہ تعالی ان کو قبول فرمائے، آمین۔

شروع میں صرف امام کے چند فضائل لکھنے کے ارادہ سے اس تحریر کا آغاز کیا تھا، مگر لکھتے لکھتے یہ تحریر ایک رسالہ کی شکل اختیار کرگئی۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۰ / ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ مطابق: ۲۷ / اپریل ۲۰۰۸ء

بروز اتوار

امامت کے فضائل

اسلام میں منصب امامت کوئی ملازمت نہیں ، بلکہ عظیم اور اہم ترین منصب ہے۔ احادیث میں امامت کے بڑے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں۔ چند مندرجہ ذیل ہیں:

بہتر کو امام کو بناؤ

(۱)......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فی ما بینکم و بین ربکم))۔

یعنی جو بہتر ہوں ان کو امام بناؤ ، کیونکہ وہ تمہارے اور اللہ تعالی کے درمیان نمائندے ہیں۔**((کنز العمال ، رقم الحدیث:۲۰۴۳۲)**

حضرت ابومرثد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے خوشی کی بات ہے کہ نماز قبول ہو جائے' پس اپنے علماء کو امام بناؤ کہ یہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان قاصد ہیں۔ (مجمع ص۶۴ ج ۲۔اعلاءالسنن ص۲۰۳۔شمائل کبری ص ۳۴۷ ج ۶)

حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ: تمہاری نماز قبول ہوں خوشی کی بات ہے' پس چاہیئے کہ تمہاری امامت وہ کرے جو تم میں سے بہتر ہو (یعنی تقوی اور عمل صالح کے اعتبار سے)۔ (اعلاءالسنن ص۲۲۰ ج ۴۔شمائل کبری ص ۳۴۷ ج ۶)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ امام اللہ تعالی کے حضور میں پوری جماعت کی نمائندگی کرتا ہے، اس لئے خود جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس اہم اور مقدس مقصد کے لئے اپنے میں سے بہتر آدمی کو منتخب کرے۔

رسول اللہ ﷺ جب تک اس دنیا میں رونق افروز رہے، خود امامت فرماتے رہے اور مرض وفات میں جب معذور ہوگئے تو علم و عمل کے لحاظ سے امت کے افضل ترین فرد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے نامزد اور مامور فرمایا۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی مندرجۂ بالا حدیث میں حق امامت کی جو تفصیلی ترتیب بیان فرمائی گئی ہے، اس کا منشاء بھی دراصل یہی ہے کہ جماعت میں جو شخص سب سے بہتر اور افضل ہو اس کو امام بنایا جائے" اقرأهم كتاب الله "اور" اعلمهم بالسنة " یہ سب اسی بہتری اور افضلیت فی الدین کی تفصیل ہے۔

افسوس کہ بعد کے دور میں اس اہم ہدایت سے بہت تغافل برتا گیا اور اس کی وجہ سے امت کا پورا نظام درہم برہم ہوگیا۔ (معارف الحدیث ص ۲۱۸ ج ۳)

اوپر حضرت موصوف رحمہ اللہ نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو، اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو پھر وہ آدمی امامت کرے جو سنت و شریعت کا زیادہ علم رکھتا ہو، اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو، اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں (یعنی سب کا زمانۂ ہجرت ایک ہی ہو) تو پھر وہ شخص امامت کرے جو سن کے لحاظ سے مقدم ہو، اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقۂ سیادت و حکومت میں اس کا امام نہ بنے، اور اس کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی خاص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

(مسلم شریف، معارف الحدیث ص ۲۱۵ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی ارشاد احمد صاحب قاسمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں: ''موجودہ دور کے فتنوں میں سے یہ ہے کہ مساجد کی امامت میں فقہاء کی بیان کردہ شرعی ترتیب کو بالکل ترک کردیتے' اور اپنے احباب' متعلقین' اقربا' اعزہ کو ترجیح دیتے اور مقرر کرتے ہیں' اور ان سے فائق اور لائق اور مستحق بالامامۃ کو اپنے مفاد کی وجہ سے اس کے لئے مقرر نہیں کرتے' یعنی اپنے مصالح کو شرعی امور پر ترجیح دیتے ہیں۔ (شمائل کبری ص ۳۴۵ ج ۶)

امام امیر ہے

(۲)......ایک اور روایت میں ہے: ان الامام أمین أو أمیر، فان صلی قاعدا ، فصلّوا قاعدا و ان صلی قائما فصلو ا قاعدا۔ (صحیح ابن خزیمہ ص ۴۷۷، باب امر المأموم بالصلوۃ جالسا اذا صلی امامه جالسا ، رقم الحدیث: ۱۶۱۳)

ترجمہ:...... بیشک امام امین ہے یا امیر ہے، اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو، اور اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

مسجد میں موجود لوگوں میں افضل امام ہے

(۳)......آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((افضل الناس فی المسجد الامام ثم المؤذن ثم من علی یمین الامام))۔

یعنی مسجد میں موجود لوگوں میں افضل امام ہے، پھر مؤذن، پھر وہ جو (صف میں) امام کے دائیں جانب ہوں۔ (کنز العمال ، رقم الحدیث: ۲۰۳۷۵)

نزول رحمت کی ابتدا امام سے ہوتی ہے

(۴)......نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

’’خیر بقعة فی المسجد خلف الامام ، وان الرحمة اذا نزلت بدأت بالامام ، ثم یمنه ، ثم یسره ، ثم تتغاص المسجد باهله‘‘۔(کنز العمال ، رقم الحدیث:۲۰۵۱۹)

مسجد میں سب سے بہتر جگہ وہ ہے جوامام کے پیچھے ہوتی ہےاوراللہ تعالی کی رحمت کے نزول کی ابتدا امام سے ہوتی ہے، پھر رحمت کا نزول امام کے پیچھے والے، پھر امام کے دائیں والے، پھر امام کے بائیں والے کی جانب، پھر پوری مسجد والوں پر پھیل جاتی ہے۔

مقتدی کی تعداد کی مقدار امام کو اجر ملتا ہے

(۵)......ایک حدیث میں ہے:((للامام والمؤذن مثل اجور من صلی معهما))۔

یعنی امام اور مؤذن کو اتنے نمازیوں کے برابر ثواب ملتا ہے جتنے لوگ ان کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔(کنز العمال ، رقم الحدیث:۲۰۳۷۴)

ائمہ حرمین شریفین کے اجر کا کیا ٹھکانہ۔اس حدیث کی وجہ سے ائمہ کرام کو کبھی کبھی اپنے بیان میں مقتدی کو یہ بھی ہدایت کرنی چاہیے کہ عام طور پر لوگ ائمہ حرم کے بارے میں ادب کے الفاظ نہیں استعمال کرتے‘ مثلا:’’سدیس تو کیا اچھا پڑھتا ہے‘‘شریم تو بہت روتا ہے‘‘گر چہ یہ تعریف کے الفاظ ہیں‘ مگر اس میں ادب نہیں ، ان الفاظ کو اس طرح بھی استعمال کیا جا تا ہے:’’شیخ سدیس حفظہ اللہ تو بہت اچھا پڑھتے ہیں‘‘’’شیخ شریم حفظہ اللہ تو بہت رونے والے ہیں‘‘۔اور بعض لوگ تو ان ائمہ کی برائی تک کرتے ہیں،مثلا:’’حرمین کے امام تو خوامخواہ بہت لمبی نماز پڑھاتے رہتے ہیں‘‘وغیرہ۔

امامت پر دخول جنت کا اجر

(۶)......رُوی عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : جاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال : علِّمنی او دُلَّنی علی عمل یدخلنی الجنة ؟ قال : ’’ کن مؤذنا‘‘

قال : لا استطیع ، قال: " کن اماما " قال : لا استطیع ، قال : " فقم بازاء الامام" ، رواہ البخاری فی تاریخہ والطبرانی فی الاوسط۔

(الترغیب والترہیب ص۱۱۲ج۱، الترغیب فی الاذان وما جاء فی فضلہ ، کتاب الصلاۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ایک صاحب آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ: مجھے کوئی ایسا عمل سکھلا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کردے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مؤذن بن جاؤ! (اس پر) انہوں نے عرض کیا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (تو) امام بن جاؤ! (اس پر) وہ صاحب کہنے لگے: مجھے اس کی قدرت نہیں ،تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر امام کے مقابل (پیچھے برابر میں) کھڑے ہو جایا کرو۔

سات سال ایک مسجد کی امامت پر وجوب جنت کا وعدہ' کیا حدیث ہے؟

نوٹ:......امام غزالی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ: جو شخص ایک مسجد میں سات سال امامت کرے اس کے لئے جنت واجب ہے' اور جو شخص چالیس سال اذان دے' جنت میں بے حساب داخل کیا جاوے گا۔

(مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین ص۲۷۹ج۱، چوتھی فصل)

راقم کو باوجود تتبع وتلاش کے حدیث کی کتابوں میں یہ حدیث نہ مل سکی۔مرغوب

تین شخص کو قیامت کی گھبراہٹ کا خوف نہیں ہوگا

(۷)......عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ((ثلاثۃ لا یھولھم الفزع الاکبر ، ولا ینالھم الحساب ، ھم علی کثیب من مسک حتی یفرغ من حساب الخلائق : رجل قرأ القرآن ابتغاء وجہ اللہ ، وامّ بہ قوما وھم

راضون به ' وداع يدعو الى الصلوات ابتغاء وجه الله ' وعبد احسن فيما بينه و بين ربه وفيما بينه و بين مواليه))۔

(رواه الترمذى باختصار ، وقد رواه الطبرانى فى الاوسط والصغير ، وفيه عبد الصمد بن عبد العزيز المقرى ، ذكره ابن حبان فى الثقات ، مجمع الزوائد ۸۵/۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جن کو قیامت کی سخت گھبراہٹ کا خوف نہیں ہوگا' نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے گا، جب تک مخلوق اپنے حساب وکتاب سے فارغ ہو وہ مشک کے ٹیلوں پر تفریح کریں گے۔ ایک وہ شخص جس نے اللہ تعالی رضا کے لئے قرآن شریف پڑھا اور اس طرح امامت کی کہ مقتدی اس سے راضی رہیں۔ دوسرا وہ شخص جو اللہ تعالی کی رضا کے لئے لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا ہو۔ تیسرا وہ شخص جو اپنے رب سے بھی اچھا معاملہ رکھے اور اپنے ماتحتوں سے بھی اچھا معاملہ رکھے۔ (منتخب احادیث ص۱۸۳)

تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے

(۸)......عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ((ثلاثة على كُثُبَانِ الْمِسْكِ –اراه قال– يوم القيامة يغبطهم الاولون والاخرون: رجل ينادى بالصَّلَوَاتِ الخمس فى كل يوم وليلة' ورجل يؤمّ قوما وهم راضون ' وعبد ادّى حقّ الله و حقَّ مواليه))۔

(ترمذی ص۸۴ ج۲، باب ما جاء فى صفة انهارا لجنة ، ابواب صفة الجنة ، رقم الحديث:۲۵٦٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے' ان پر اگلے پچھلے سب

لوگ رشک کریں گے: ایک وہ شخص جو دن رات کی پانچ نمازوں کے لئے اذان دیا کرتا تھا' دوسرا وہ شخص جس نے لوگوں کی امامت کی اور وہ اس سے راضی رہے۔ تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا بھی حق ادا کرے۔ (منتخب احادیث ص۱۸۴)

امام کے لئے آپ ﷺ کی ہدایت کی دعا

(۹)...... عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ((الامام ضامن والمؤذن مؤتمن ، اللهم ارشد الائمة واغفر للمؤذنين))۔

(ابوداؤد ص۷۷، باب ما يجب على المؤذن ، من تعاهد الوقت ، رقم الحديث :۵۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام ذمہ دار ہے اور مؤذن پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! اماموں کی رہنمائی فرما، اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔

ف:...... ''سنن ابن ماجہ'' میں ہے: حضرت ابو حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے جوانوں کو (امامت کے لئے) آگے کرتے' وہ نماز پڑھاتے، تو ان سے درخواست کی گئی کہ آپ ایسا (کیوں) کرتے ہیں؟ حالانکہ آپ اتنے قدیم الاسلام صحابی ہیں، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمارہے تھے کہ: **الامام ضامن فان احسن فله ولهم ' وان اساء يعنى فعليه ولا عليهم۔**

(سنن ابن ماجہ ص۶۹، باب ما يجب على الامام ، ابواب اقامة الصلاة والسنة فيها)

''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے: **''من امّ الناس فاصاب الوقت فله ولهم ، ومن انتقص من ذلک فعليه ولا عليهم''۔**

جو لوگوں کی امامت کرے اور صحیح وقت پر ان کو نماز پڑھائے تو یہ اس کا ثواب امام کو بھی

ملے گا اور مقتدی کو بھی ملے گا، اور جو (امام) اس معاملہ میں کوتاہی کرے (اور بے وقت نماز پڑھائے) تو اس کا گناہ امام پر ہوگا مقتدیوں پر نہ ہوگا۔

(ابوداؤد ص۸۶، باب فی جُمّاعِ الامامة و فضلها۔ الدر المنضود علی سنن ابی داؤد ص۱۴۳ ج۲)

''ابن خزیمہ'' اور ''ابن حبان'' کی روایت میں: ''فارشد الله الائمّة و غفر للمؤذنين'' کے الفاظ آئے ہیں۔ ایک روایت میں: ''المؤذنون امناء والائمة ضمناء ' اللهم اغفر للمؤذنين وسدّد الائمّة '' کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ ایک روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں: ''الامام ضامن والمؤذن مؤتمن ، فارشد الله الائمة وعفا عن المؤذنين''۔

(الترغيب والترهيب ص۱۱۲ ج۱، الترغيب فی الاذان وما جاء فی فضله ، كتاب الصلاة)

امام کے ذمہ دار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ امام پر اپنی نماز کے علاوہ مقتدیوں کی نمازوں کی بھی ذمہ داری ہے' اس لئے جتنا ہو سکے امام کو ظاہری اور باطنی طور سے اچھی نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں ان کے لئے دعا فرمائی ہے۔ مؤذن پر بھروسہ کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے نماز روزے کے اوقات کے بارے میں اس پر اعتماد کیا ہے، لہذا مؤذن کو چاہئے کہ وہ صحیح وقت پر اذان دے، چونکہ مؤذن سے بعض مرتبہ اذان کے اوقات میں غلطی ہو جاتی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مغفرت کی دعا کی ہے۔ (بذل المجهود۔ منتخب احادیث ص۱۸۴)

امام کے ان فضائل سے معلوم ہوا کہ ائمہ کا مقام بہت بڑا ہے، جس طرح یہ منصب عظیم ہے اسی طرح اس کی ذمہ داری بھی بڑی نازک ہے۔ نماز کامل طریقے سے پڑھانے پر بڑے اجر کا وعدہ ہے اور نماز میں کمی رہ جائے تو مقتدی کی نماز کا گناہ بھی امام پر ہے۔

(دیکھئے! ''انتخاب الترغیب والترہیب'' ص۳۸ ج۲)

امامت کی کوتاہی پر وعید

جس امام سے مقتدی معقول عذر کی وجہ سے ناراض ہوں اس پر لعنت

(۱)......عن انس رضی الله عنه قال : لعن رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ثلا ثةً: رجل امَّ قوماً وهم له كارهون ، وامرأة باتتْ و زوجُها عليها ساخط، ورجل سمع حى على الفلاح ثُمَّ لَم يُجِبْ))۔

(ترمذی ص۸۲، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له كارهون، كتاب الصلاة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ نے تین (طرح کے اعمال کرنے والوں پر) لعنت فرمائی: (پہلا) وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کرے' اور لوگ اس سے (شرعی اور معقول عذر کی وجہ سے) ناراض ہوں، (دوسری) وہ عورت' جو اس حال میں رات گذارے کہ اس کا شوہر اس سے (عورت کے قصور کی وجہ) ناراض ہو، (تیسرا) وہ آدمی جو ''حی علی الفلاح'' (کی آواز) سنے اور جواب نہ دے (یعنی نماز کے لئے نہ جائے)۔

(کنز العمال میں یہ روایت تھوڑے سے الفاظ کے فرق سے آئی ہے، دیکھئے! رقم الحدیث: ۴۴۳۳۷)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اہل علم کی ایک جماعت نے اس کو ناپسند کیا ہے کہ کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرے درانحالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ پس جب امام ظالم نہ ہو' یعنی ناگواری کی وجہ اس میں نہ پائی جاتی ہو تو گناہ انہیں لوگوں پر ہے جو اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

اور امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے حدیث کی شرح میں فرمایا: جب امام کو ایک یا دو شخص یا تین شخص ناپسند کریں تو کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کو نماز پڑھائے، یہاں تک کہ اس کو

اکثر لوگ ناپسند کریں۔(تحفة الالمعی ص۱۸۵ج۲)

جس امام سے مقتدی ناراض ہوں، وہ سخت عذاب میں ہوگا

(۲)......عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال : كان يُقَالُ : اشدَّ النَّاسِ عذابا يومَ القيامةِ اثنانِ : امرأة عَصَتْ زوجَها ، وامامُ قومٍ وهم له كارهون۔

(ترمذی ص۸۳، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له كارهون ، كتاب الصلاة)

عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب دو شخصوں کو ہوگا: (ایک) وہ عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے (دوم) کسی قوم کا امام درانحالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔

دس آدمی کی نماز اللہ تعالی ہرگز قبول نہیں فرماتے

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''منبہات'' میں ایک حدیث ذکر کی ہے کہ:

حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالی ہرگز ان کی نماز قبول نہیں فرماتا:

(۱)......وہ شخص جو تنہا (بلا جماعت) بغیر قرأت کے نماز پڑھتا ہے۔

(۲)......وہ شخص جو زکوۃ ادا نہیں کرتا (حالانکہ زکوۃ اس پر فرض ہے)۔

(۳)......وہ شخص جو زبردستی قوم کی امامت کرے اور لوگ اس سے ناخوش ہوں (اور اس کی کوتاہیوں اور بداخلاقیوں کی وجہ سے امامت کا مستحق نہ سمجھتے ہوں، اور اس کو الگ کرنا چاہتے ہوں مگر وہ زبردستی امامت کرتا ہو)۔

(۴)......بھگوڑا غلام (جو سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے اپنے آقا کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہو)۔

(۵)......دائمی شراب نوشی کرنے والا شخص۔

(۶)......وہ عورت جو اس حال میں رات گذارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو (یہ اس وقت ہے جبکہ عورت کی طرف سے کوتاہی، حق تلفی وغیرہ ہو)۔

(۷)......وہ آزاد عورت جو بغیر اوڑھنی کے نماز ادا کرے (اور بلا پردہ آوارہ پھرے)

(۸)......سود خور۔

(۹)......ظالم بادشاہ۔

(۱۰)......وہ شخص جس کو اس کی نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے نہ روکے، ایسا شخص برابر اللہ تعالیٰ سے دوری میں ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز میں ضرور کوتاہی ہے اور خشوع وخضوع وغیرہ کی کمی ہے، تب ہی تو وہ معاصی اور بے حیائی کے کاموں سے باز نہیں آتا، اس لئے اس کو اپنی کوتاہی کو دور کرنا چاہئے اور نماز کامل خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

(تنبیہات ترجمہ منبہات۔ المعروف بہ ''کام کی باتیں'' از: حضرت مفتی فاروق صاحب میرٹھی مدظلہم)

امام کی کوتاہی پر مقتدی کا گناہ بھی امام پر ہوگا

(۲)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''يُصلُّون لكم فَاِن اصابوا فلكم ، وان اَخطَؤا فلكم وعليهم''۔

تمہیں نماز پڑھائی جاتی ہے، پس اگر امام نے ٹھیک پڑھائی تو اس کا ثواب تمہیں ملے گا، اور اگر غلطی کی تو تمہیں ثواب ملے گا اور گناہ امام پر ہوگا۔

(بخاری شریف ص۹۶ ج۱، باب اذا لم يتمّ الامام واتمّ من خلفه ، كتاب الاذان)

ایک حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

''من امّ قوما فليتقّ الله، وليعلم انه ضامن، مسئول لما ضمن ، فان احسن كان له

من الاجر مثل اجر من صلی خلفه، وما كان من نقص فهو عليه''۔

جوشخص کسی قوم کی امامت کرائے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالی سے ڈرے اور یہ جان لے کہ وہ ضامن ہے، اس سے اس کی ذمہ داری کا سوال ہوگا، اگراس نے عمدہ طریقہ سے اپنی ذمہ داری نبھائی تو اس کو سب نمازیوں کے برابر اجر ملے گا اور اگراس نے اپنی ذمہ داری میں کمی کی تو اس کا وبال اس پر ہوگا۔

(آخرت کے عجیب وغریب احوال (ترجمہ'' البدور السافرة فی امور الآخرة''ص ۳۰۷)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((من امّ قوما فان اتمّ فله التمام ولهم التمام وان لم يتم فلهم التمام وعليه الاثم))

جس نے کچھ لوگوں کی امامت کی اور نماز کامل طریقے پر ادا ہوگئی تو اس کی بھی پوری لکھی جائے گی اور ان (مقتدیوں) کی بھی، اور اگر (کچھ) ناتمام رہ گئی تو لوگوں کی پوری ہوگئی اور (اس کمی کا) گناہ اس پڑھانے والے پر ہے۔ (انتخاب الترغیب والترہیب ص ۳۸ ج ۲)

امام پوری جماعت کی نماز کا ذمہ دار اور اللہ تعالی کے سامنے گویا ان سب کا نمائندہ ہوتا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ جس معاملہ میں وہ نمائندگی کررہا ہے یعنی ......نماز......اس میں وہ اور سب لوگوں سے بہتر ہونا چاہئے، اور چونکہ وہ نبی کریم ﷺ کا نائب ہے اس لئے اس کی زندگی نبی کریم ﷺ کی زندگی سے جس قدر مشابہ ہوگی اور اتباع سنت میں وہ جتنا بڑھا ہوا ہوگا، اسی قدر وہ اس منصب کا اہل ہوگا۔

ہر امام کو اپنی ذمہ داری کا احساس پوری طرح رہنا چاہئے، اگر امام ان صفات کا حامل ہے تو اس ثواب کا وہ مستحق ہے، ورنہ اسی لحاظ سے وہ اس وبال کا بھی ذمہ دار ہے۔

(انتخاب الترغیب والترہیب ص ۳۹ ج ۲)

''سنن ابن ماجہ'' میں یہ روایت ذرا تفصیل سے آئی ہے کہ: حضرت ابوعلی ہمدانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ کشتی میں سوار تھے، جس میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بھی تھے، ایک نماز کا وقت آیا تو ہم نے ان سے درخواست کی کہ امامت کروائیں! اور عرض کیا کہ: آپ ہم سب میں امامت کے زیادہ حقدار ہیں (کہ آپ!) رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، تو انہوں نے انکار کیا، اور فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''من امّ الناس فالصلاۃ له ولهم، ومن انتقص من ذلک شئیا فعلیه ولا علیهم''

جو لوگوں کا امام بنے اور صحیح طریقہ سے امامت کرے تو نماز کا اجر اس کو بھی ملے گا اور لوگوں کو بھی، اور جس نے اس میں کوتاہی کی تو اس امام کو گناہ ہوگا، مقتدیوں کو نہ ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ ص ٦٩، باب ما یجب علی الامام، ابواب اقامة الصلاة والسنة فیها)

تین آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی

(۳)...... عن انس رضی الله عنه: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ثلاثة لا یقبل الله منهم صلاۃ، ولا تصعد الی السماء ولا تجاوز رؤسهم: رجل امّ قوما وهم له کارهون، ورجل صلی علی جنازۃ ولم یؤمر، وامرأۃ دعاها زوجها من اللیل فابت علیه۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کی کوئی نماز اللہ تعالی قبول نہیں فرماتا اور نہ ان کی نمازیں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں، بلکہ ان کے سروں سے اوپر بھی نہیں جاتیں، (ایک) وہ شخص جو لوگوں کو امامت کرے اور وہ اس سے ناخوش ہوں، (دوسرے) وہ شخص جو کسی میت کی نماز جنازہ بغیر (مستحق کی) اجازت کے پڑھائے، (تیسرے) وہ عورت جسے اس کا شوہر رات میں بلائے اور وہ انکار

کردے۔

کوئی نماز قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ تینوں اپنے غلط کاموں پر جمے رہتے ہیں، اس وقت تک ان کی نمازوں کی قبولیت موقوف رہتی ہے۔

امام سے لوگوں کی ناراضی کا مطلب یہ ہے کہ امام کے اندر کوئی ایسی خامی ہے کہ اس کی وجہ سے وہ امام ہونے کا اہل نہیں ہے، یا کسی بدعملی میں مبتلا ہے' اس لئے لوگ اسے نہیں چاہتے، لیکن اگر کوئی ذاتی رنجش کسی محلے والے کو یا متولی یا منتظمین مسجد کو ہوگئی ہے تو اس کا نماز سے کوئی تعلق نہیں اور ذاتی اختلاف کی وجہ سے کوئی امام کی امامت سے اختلاف کرتا ہے تو وہ خود گنہگار رہے.... آج کل ان چیزوں میں دونوں ہی طرف سے بڑی بے احتیاطیاں ہورہی ہیں۔ (انتخاب الترغیب والترہیب ص ۱۴۱ ج ۲)

عورت گنہگار اس وقت ہوگی جب نافرمانی اور نشوز اس کی طرف سے ہو، لیکن اگر مرد کی طرف سے زیادتی ہو یا وہ کسی وجہ سے لڑ جھگڑ کر آئے اور عورت کے ساتھ ناراض ہو تو عورت گنہگار نہ ہوگی۔ (سنن ابن ماجہ مترجم اردو مع مختصر شرح، ص ۳۳۱ ج ۱)

''سنن ابن ماجہ'' کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

''ثلاثة لا تقبل لهم صلاة : الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، والرجل لا يأتي صلوة الا دبارا (يعنى بعد ما يفوته الوقت) ومن اعتبد محررا''۔

کہ تین شخصون کی نماز قبول نہیں ہوتی: اس مرد کی نماز جو کسی جماعت کا امام بنے اور وہ اس سے (کسی شرعی اور معقول وجہ سے) ناراض ہوں اور وہ شخص جو وقت گذرنے کے بعد نماز کے لئے آئے اور وہ شخص جو آزاد کو (زبردستی یا دھوکہ سے) غلام بنالے۔

''سنن ابن ماجہ'' ہی کی ایک روایت میں ہے: ''ثلاثة لا ترتفع صلاتهم فوق

رؤسهم شبرا: رجل امّ قوما وهم له كارهون ، وامرأة باتت و زوجها عليها ساخط' واخوان متصارمان''۔

(سنن ابن ماجہ ص ٦٩، باب من ام قوما وهم له كارهون ، ابواب اقامة الاصالة والسنة فيها)

یعنی تین شخصوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی: وہ مرد جو کسی جماعت کا امام بنے اور وہ جماعت اس سے ناراض ہو (کسی شرعی وجہ سے) اور وہ عورت جو رات اس حال میں گزارے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو (کسی معقول وجہ سے) اور وہ دو بھائی جو باہمی تعلق قطع کر دیں۔

''ترمذی شریف'' کی روایت میں ہے: تین شخصوں کی نمازیں ان کے کانوں سے آگے نہیں بڑھتیں (یعنی قبول نہیں ہوتی، اگر چہ ذمہ سے فارغ ہو جاتا ہے: (ایک) بھاگنے والا غلام یہاں تک کہ (مولی کے پاس) لوٹ آۓ (دوم) وہ عورت جس نے پوری رات گذاری درانحالیکہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہے (سوم) کسی قوم کا امام جس کو لوگ ناپسند کرتے ہیں۔

(ترمذی ص ۸۳ ج ۱، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له كارهون۔ تحفة الالمعی ص ۱۸٦ ج ۲)

حدیث پاک میں اس امام کو جس سے ان کے مقتدی ناراض ہوں' نماز پڑھانے سے منع کیا، اس سے مراد ایسی ناراضگی ہے' جو دین کی بنیاد پر ہو، مثلا: امام فاسق و فاجر ہو' آزاد ہو' لا پرواہ ہو' یا سوء عقیدہ کا حامل ہو' یا سنت وغیرہ کی رعایت نہ کرتا ہو' تب ایسی ناراضگی کا اعتبار ہے، اگر دنیاوی عداوت یا مخالفت ہو یا اس میں نفس کو دخل ہو یا ایک دو آدمی ناراض ہو تو اس قسم کی ناراضگی کا شرعا کوئی اعتبار نہیں، ایسے امام کی امامت مشروع ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں بیان کیا ہے: ''ای كارهون ببدعه أو فسقه أو

جھلہ'' کہ امام کے فسق جہالت بدعت سے قوم ناراض ہو نہ کہ دنیوی وجہ سے'' اما اذا کان بینہ وبینھم کراھۃ وعداوۃ بسبب امر دنیوی فلا یکون لہ''۔(مرقاۃ ص۹۱ج۲)

مزید ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: کثیر مقدار جہلاء کی ناراض ہوں تب بھی انکا اعتبار نہیں، ہاں اہل علم وفضل ناراض ہوں تو ایسے امام کی امامت مکروہ ہے''فلعلہ محمول علی اکثر العماء فلا عبرۃ بکثرۃ الجاھلین''۔(مرقاۃ ص۹۲ج۲)

عموما آج کل ناراضگی اگر ہوتی ہے تو دنیاوی اور نفس کے دخل سے ہوتی ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں، پھر اسے دینی رخ اور جہت دے کر فتنہ پھیلایا جاتا ہے' جو ایک مکروہ و نامناسب حرکت ہے۔(شمائل کبری ص۳۵۰ج۶)

حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم' لعنت والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے تین آدمیوں پر لعنت فرمائی:

اول:......وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرے درانحالیکہ لوگ اس کی امات کو ناپسند کرتے ہوں.....اور یہ ناگواری دنیاوی جھگڑے اور دنیاوی اسباب کی بنا پر نہ ہو، بلکہ کسی دینی وجہ سے ہو۔ ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' میں اس کی تین وجہیں بیان کی ہیں:

(ایک)......امام کا جاہل ہونا، مثلا وہ صحیح قرآن نہیں پڑھتا یا نماز کے بنیادی مسائل سے واقف نہیں، اس لئے لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

(دوسری وجہ)......وہ فاسق و فاجر ہے، برملا گناہ کرتا ہے' سنیما دیکھتا ہے یا کسی اور برائی میں مبتلا ہے، اس لئے لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

(تیسری وجہ)......وہ بدعتی ہے اور مقتدی اہل السنہ والجماعۃ میں سے ہیں، اس لئے امام کو ناپسند کرتے ہیں۔

پس ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔اوراگر ناپسندیدگی کی وجہ مقتدیوں میں پائی جاتی ہو،مثلاامام اہل السنہ میں سے ہے' دیوبندی ہے،اورمقتدی بدعتی ہیں' اس لئے وہ امام کوناپسندکرتے ہیں تو پھر مقتدی ملعون ہیں،ایسے مقتدیوں کی ناراضگی کا قطعااعتبارنہیں۔

دوم:......وہ عورت جو پوری رات اس حال میں گذارے کہ اس کا شوہراس سے ناراض ہوتو اس پربھی لعنت ہے۔دن بھرشوہر کے ناراض رہنے سے عورت ملعون نہیں ہوتی،کیونکہ ممکن ہے عورت کودن میں شوہر کے ساتھ تنہائی کا موقع نہ ملے،مگررات میں میاں بیوی تنہائی میں ہوجاتے ہیں پھربھی عورت شوہرکوراضی نہ کرے تو وہ ملعون ہے۔

ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے اس کی بھی تین وجوہ بیان کی ہیں:

(۱)......نافرمانی:یعنی عورت شوہرکا کہنانہیں مانتی۔

(۲)......بداخلاقی:یعنی عورت بےادب ہےاس کا شوہر کے ساتھ رکھاؤ ٹھیک نہیں۔

(۳)......بددینی:مثلاوہ بےپردہ پھرتی ہے،نمازوں کا اہتمام نہیں کرتی۔

اگرمذکورہ وجوہ میں سے کسی وجہ سے شوہرناراض ہوتو رات پوری ہونے سے پہلے عورت کوچاہئے کہ شوہرکوراضی کرلے ورنہ وہ گنہگار ہوگی۔

اوراگرناراضگی کی وجہ شوہرمیں ہے،مثلا وہ بداخلاق ہے'اس کا برتاؤ ٹھیک نہیں' وہ بددین ہے' وقت ناوقت گھرپہنچتا ہے،اس لئے عورت ناراض ہے تو ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے لکھاہے''فالامر بالعکس''یعنی اب ملعون اور گنہگار شوہرہوگا،عورت پرکوئی گناہ نہیں۔

سوم:......وہ شخص جو''حی علی الفلاح''سنےاورجواب نہ دے۔یہاں اجابت قولی مراد نہیں،ورنہ یوں کہا جاتا کہ جواذان سنےاورجواب نہ دے،بلکہ اجابت فعلی مراد ہے یعنی جو نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہ جائے گھرہی میں نماز پڑھ لے وہ ملعون ہے،البتہ اگرکسی

عذر شرعی کی وجہ سے جماعت سے پیچھے رہے تو پھر گناہ نہیں اور ترک جماعت کے اعذار اکیس ہیں۔(دیکھئے! درمختار۲:۲۹۲، باب الاقامۃ ، مطبع زکریا)

اور اسی قسم کی حدیثوں کی بنا پر امام احمد رحمہ اللہ نے اجابت فعلی کو فرض اور ابن الہمام رحمہ اللہ وغیرہ نے واجب کہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سنت کے تارک پر لعنت روا نہیں۔ اور جمہور جماعت کو سنت مؤکدہ اشد تاکید کہتے ہیں۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ بیشک عام سنت پر لعنت روا نہیں، مگر سنت مؤکدہ اشد تاکید قریب من الواجب ہوتی ہے، پس اس کا تارک ملعون ہے، اور ثمرۂ اختلاف یہ ہے کہ بغیر عذر گھر نماز پڑھنے والے کی نماز امام احمد اور ابن الہمام رحمہما اللہ کے نزدیک صحیح نہیں، اور جمہور کے نزدیک ذمہ فارغ ہوجائے گا، تفصیل گذرچکی ہے۔(دیکھیں ۱:۵۴۰)

فائدہ:...... امام احمد رحمہ اللہ نے کثرتِ رائے کا اعتبار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: چند مقتدیوں کے ناراض ہونے سے کسی شخص کا امامت کرنا مکروہ نہیں، اگر امام سے اکثر مقتدی ناراض ہوں تو امامت مکروہ ہے۔ اور احناف قلت وکثرت کا اعتبار نہیں کرتے، بلکہ اگر ذی علم اور سمجھدار لوگ امام سے ناراض ہیں تو پھر امامت مکروہ ہے خواہ وہ تعداد میں کم ہوں۔

(تحفۃ الالمعی ص۱۸۳/۱۸۴ج۲)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نماز نہ پڑھانے کا عہد کرنا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی، نماز کے بعد فرمانے لگے کہ: شیطان نے اس وقت مجھ پر حملہ کیا، میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ: میں افضل ہوں (اس لئے کہ افضل کو امام بنایا جاتا تھا) آئندہ کبھی میں نماز نہیں پڑھاؤں گا۔

(فضائل نماز (فضائل اعمال ص۵۰۴) باب سوم: خشوع وخضوع کے بیان میں، حدیث نمبر۸)

نمازیں مختصر پڑھائیں

رسالہ کے آخر میں ائمہ کرام کی خدمت میں ایک اہم مضمون نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں' وہ یہ کہ ائمہ کرام اپنی نمازوں میں حتی الامکان اختصار کوملحوظ رکھیں،ضرورت سے زیادہ لمبی نماز پڑھانا' اس غفلت کے دور میں مصلیوں کے لئے نماز یا جماعت سے دوری کا سبب بن سکتا ہے۔اس سلسلہ میں چنداحادیث نقل کی جاتی ہیں۔

(۱)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی امامت کرے تو ہلکی نماز پڑھائے کہ اس میں مریض' ضعیف' بوڑھے لوگ ہوتے ہیں' اور جب خودتنہا پڑھےتو جس قدر چاہے لمبی کرے۔(بخاری ص۹۷، باب اذا صلی لنفسه فليطول ماشاء۔نسائی ص۱۳۲، باب ما على الامام من التخفيف)

آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم لوگوں کونماز پڑھاؤ تومختصر پڑھاؤ،اوراکیلے پڑھوتو جس طرح چاہے پڑھو۔(کنز العمال ۶۲۰۔شمائل کبری ص۳۳۶ ج۶)

(۲)......حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ لوگوں کوتو بڑی ہلکی نماز پڑھاتے اورخود پڑھتے تو بڑی لمبی پڑھتے۔

(مسنداحمد ص ۲۱۸ ج ۵۔سبل الہدی ص ۱۵۸۔شمائل کبری ص۳۳۷ ج۶)

(۳)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے ہلکی نماز پڑھاتے۔(مسند احمد،مجمع الزوائد ص۷۱۔شمائل کبری ص۳۳۵ ج۶)

(۴)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے آپ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے اتنی ہلکی نماز نہیں پڑھی' جتنی ہلکی آپ ﷺ کے پیچھے پڑھی۔

(مجمع الزوائد ص۳۷۔شمائل کبری ص۳۳۵ ج۶)

(۵)......آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کو طائف کا امیر و گورنر بنا کر بھیجا تو آخری وصیت جوان کو کی تھی وہ یہ تھی کہ: نماز ہلکی پڑھائیں۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۳۶۳ ج ۲۔شمائل کبری ص ۳۴۰ ج ۶)

(۶)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ فرماتے: میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی پڑھوں، پھر بچوں کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ بچوں کے رونے سے ان کی والدہ کو تکلیف ہوگی۔

(بخاری ص ۹۸، باب من اخف الصلوۃ عند بکاء الصبی)

(۷)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو قصار مفصل کی دو سورتوں پر ہی اکتفا کیا، آپ ﷺ سے معلوم کیا گیا تو فرمایا: میں نے آخر صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز سنی تو میں نے پسند کیا کہ ان کی ماں (کے ذہن) کو فارغ کر دوں۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۳۶۵ ج ۲۔شمائل کبری ص ۳۴۰ ج ۶)

(۸)......حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے کہا کہ میں فجر کی نماز میں تاخیر کر کے اس لئے شریک ہوتا کہ فلاں صاحب (جو امام ہیں) فجر کی نماز بہت طویل کر دیتے ہیں، اس پر آپ ﷺ اس قدر غصہ ہوئے کہ میں نے نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ غضبناک آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض لوگ (نماز سے لوگوں کو) دور کرنے کا باعث ہیں، پس جو شخص امام ہوا سے ہلکی نماز پڑھنی چاہئے، اس لئے اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت والے سب ہی ہوتے ہیں۔ (بخاری ص ۹۸ ج ۱، باب من شکی امامہ اذا طوّل، وقال ابو اسید طولت بنا یا بُنَیّ)

(۹)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ایک شخص دو اونٹ (جو کھیت وغیرہ میں پانی

دینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں) لئے ہوئے ہماری طرف آیا' رات تاریک ہوچکی تھی، اس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا، اس لئے اپنے اونٹوں کو بٹھا کر (نماز میں شریک ہونے کے ارادے سے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء پڑھی، چنانچہ اس شخص نے نماز توڑ دی' پھر اسے معلوم ہوا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس سے ناگواری ہوئی ہے، اس لئے وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا: معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو؟ آپ نے تین مرتبہ ''فتان'' فرمایا: ''سبح اسم ربک الاعلی ' والشمس وضحها ' والليل اذا يغشى ''تم نے کیوں نہیں پڑھی؟ تمہارے پیچھے بوڑھے' کمزور' حاجت مند سب ہی پڑھتے ہیں۔

(بخاری ۹۸ ج۱، باب من شكى امامه اذا طوّل ، وقال ابو اسيد : طولت بنا يا بُنَيّ)

''ابن ماجہ'' کی روایت میں یہ بھی ہے کہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس الگ نماز پڑھنے والے کے متعلق فرمایا: یہ منافق ہوگیا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۶۹ ، باب من امّ قوما فليخفّف)

(۱۰)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت ابی رضی اللہ عنہ قبا والوں کو نماز پڑھاتے تھے (ایک مرتبہ) طویل سورت شروع کردی، ایک انصاری غلام نماز میں تھے' جب انہوں نے دیکھا کہ لمبی سورت شروع کردی ہے تو نماز سے نکل گئے اور وہ اونٹنی سے سیرابی کا کام کرتے تھے، جب حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے غلام کے الگ ہونے کا واقعہ بتایا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس آئے' غلام کی شکایت کی اور غلام نے آکر اپنی بات بیان کی، یہ سن کر آپ ﷺ بہت غصہ ہوئے' یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر نمایاں ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم

میں سے بعض! لوگوں کو نفرت میں ڈالتے ہیں، جب نماز پڑھاؤ تو ہلکی، مختصر پڑھاؤ کہ تمہارے پیچھے کمزور، بوڑھے، بیمار اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔

(مجمع الزوائد ص۷۲ ج۲۔ فتح الباری ص۱۹۸۔ شمائل کبریٰ ص۳۴۲ ج۶)

آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی

(۱۱)...... حضرت ابو خالد بجلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا حضور ﷺ آپ لوگوں کو اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں میری نماز میں کوئی اشکال ہے؟ میں نے کہا، میں اسی کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، حضور ﷺ مختصر نماز پڑھاتے تھے اور حضور ﷺ کا قیام اتنی دیر کا ہوتا تھا جتنی دیر میں مؤذن مینار سے اتر کر صف میں پہنچ جائے۔

ایک روایت میں یہ ہے: حضرت ابو خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ (اتنی مختصر) نماز پڑھا کرتے تھے کہ آج تم میں سے کوئی اتنی مختصر نماز پڑھا دے تو تم اسے بہت بڑا عیب سمجھو۔

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص۲۱۸ ج۳، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں امامت اور اقتدا)

(۱۲)...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کی نماز سے زیادہ ہلکی اور کامل نماز کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی اور آپ ﷺ کی (عادت یہ تھی کہ) جب آپ ﷺ (نماز میں) کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس اندیشہ سے کہ اس کی

ماں کہیں فکرمند نہ ہو جائے نماز کو ہلکا کر دیتے تھے۔

(بخاری ومسلم۔مشکوۃ ص ۱۰۱، باب ما علی الامام)

تشریح:......''آپ ﷺ کسی بچہ کی رونے کی آواز سنتے'' کی تشریح میں خطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ امام رکوع میں ہونے کی حالت میں اگر آہٹ پائے کہ کوئی شخص نماز میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ رکوع میں اس شخص کا انتظار کرے تاکہ وہ شخص رکعت حاصل کر لے۔

مگر بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے' بلکہ ان حضرات کا کہنا ہے کہ ایسا کرنے والے کے بارہ میں یہ خوف ہے کہ وہ کہیں شرک کی حد تک نہ پہنچ جائے، چنانچہ یہی مسلک حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

حنفی مسلک یہ ہے کہ اگر امام رکوع کو تقرب الی اللہ کی نیت سے نہیں بلکہ اس مقصد سے طویل کرے گا کہ کوئی آنے والا شخص رکوع میں شامل ہو کر رکعت پالے تو یہ مکروہ تحریمی ہوگا، بلکہ اس سے بڑے گناہ کا مرتکب ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے، تاہم کفر وشرک کی حد تک نہیں پہنچے گا، کیونکہ اس سے اس کی نیت غیر اللہ کی عبادت بہر حال نہیں ہوگی۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ: اگر امام آنے والے کو پہنچانتا نہیں ہے تو اس شکل میں رکوع کو طویل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کا ترک اولی ہے۔ ہاں اگر کوئی امام تقرب الی اللہ کی نیت سے رکوع کو طویل کرے اور اس پاک جذبہ کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ ایسی حالت کا ہونا نادر ہے اور پھر یہ کہ اس مسئلہ کا نام ہی ''مسئلۃ الریا'' ہے اس لئے اس سلسلہ میں کمال احتیاط ہی اولی ہے۔ (مظاہر حق جدید ص ۷۴۲ ج ۱)

امام رکوع وسجدہ کی تسبیح کتنی مرتبہ کہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ رکوع میں تین بار اور سجدہ میں تین بار (تسبیح) پڑھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد ص ۱۲۸ ج ۲۔ کتاب الفتاوی ص ۱۷۷ ج ۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ: امام ۳ ر مرتبہ سے زائد رکوع وسجدہ کی تسبیح نہ پڑھے۔ (فتح الباری ص ۱۹۹ ج ۲، شمائل کبری ص ۳۴۳ ج ۶)

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رکوع اور سجدہ ہلکا کرے اور ان کی تسبیحات تین مرتبہ سے زائد نہ کہے۔ (مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین ص ۲۷۹ ج ۱، چوتھی فصل)

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اور رکوع وسجدہ کی تسبیح کو تین بار سے زیادہ کہنا مستحب ہے، جبکہ امام نہ ہو..... اگر امام ہو تو تین بار سے زیادہ نہ کرے تاکہ مقتدیوں پر تنگی نہ ہو، لیکن اس قدر اطمینان سے کہے کہ مقتدی بھی تین بار کہہ سکیں''۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۱۰ ج ۲، نماز کی پوری ترکیب)

فتاوی حقانیہ میں ہے: ''اگر کوئی شخص رکوع وسجود میں تین مرتبہ تسبیح پڑھ لے تو اس سے سنت ادا ہوجاتی ہے اور اس سے زائد پڑھنا استحباب کا درجہ رکھتا ہے۔'' ''تکبیر الرکوع وتسبیحہ ثلاثا''۔ (الفتاوی الھندیۃ ص ۷۲ ج ۱، سنن الصلاۃ)

البتہ امام صاحب کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کا لحاظ رکھ کر نماز ادا کریں اور نماز میں تین مرتبہ ہی تسبیح پر اکتفاء کرے۔ (فتاوی حقانیہ ص ۹۱ ج ۲)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: نماز میں خفت کا مطلب طول طویل قرأت سے بچنا ہے، اسی طرح لمبی دعاؤں اور زائد تسبیحات سے بچنا ہے، اسی طرح مدوغیرہ کے طول سے احتیاط مراد ہے۔ (مرقاۃ ص ۹۶ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۳۴۳ ج ۶)

مظاہر حق میں ہے:

''حنفی مسلک میں یہ مسئلہ ہے کہ امام کے لئے مناسب نہیں ہے کہ تسبیحات وغیرہ کو اتنا طول کرے کہ لوگ ملول ہوں' کیونکہ نماز کو طویل کرنا' نماز کی طرف سے لوگوں کو بے توجہ بنانا ہے اور یہ مکروہ ہے، ہاں اگر مقتدیوں ہی کی یہ خواہش ہو کہ قرأت وتسبیحات وغیرہ طویل ہوں تو پھر ان میں امام زیادتی کرسکتا ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح امام کو یہ بھی نہ چاہئے کہ مقتدیوں کو خوش کرنے کی غرض سے قرأت وتسبیحات میں اس درجہ سے بھی کمی کردے جو سب سے کم مسنون درجہ ہے۔ (مظاہر حق جدید ص۷۴۲ ج۱)

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ امام کو پانچ مرتبہ رکوع وسجدہ کی تسبیحات پڑھنی چاہئے:

''ورُوِیَ عن ابنِ المبارکِ انَّه قال : أَسْتَحِبُّ للامامِ ان یُسبِّحَ خمس تسبیحات لِکَیْ یُدرِکَ مَن خلفه ثلاث تسبیحات، وهکذا قال: اسحاق بنُ ابراهیمَ''۔

یعنی ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے امام کے تعلق سے یہ بات پسند ہے کہ وہ پانچ مرتبہ تسبیح پڑھے' تاکہ جو لوگ پیچھے ہیں وہ بآسانی تین مرتبہ پڑھ لیں۔ یہی بات حضرت اسحاق رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے۔ (تحفة الالمعی ص۵۸ ج۲)

''ینبغی للامام ان یقول خمسا لیتمکن القوم من الثلاث''۔

(مجمع الانہر ص۹۶ ج۱۔ کتاب الفتاوی ص۱۷۷ ج۲)

پانچ مرتبہ کا قول اختیار کرنے کی حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ مقتدی کی تین تسبیح بھی پوری ہوجائے، اس لئے اگر امام تین مرتبہ تسبیح پڑھنے پر اکتفا کرے تو اس طرح اطمینان سے کہے کہ مقتدی بھی تین تسبیح کہہ سکے۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’مستحب یہ ہے کہ امام پانچ مرتبہ تسبیح پڑھے، اگر تین بار کہے تو اس طرح کہے کہ مقتدیوں کو تین تسبیح کہنے کا موقع میسر آئے۔

ونقل فی الحلیة عن عبد الله بن المبارک واسحاق وابراهیم والثوری انه یستحبّ للامام ان یسبّح خمس تسبیحات لیدرک من خلفه الثلاث، اه ۔ شامی ص ۴۶۲ ج ۱‘‘۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۷۱ ج ۴۔ سوال نمبر ۱۲۳۴)

نماز کے لئے امام کے ذمہ چھ کام

امام غزالی رحمہ اللہ ’’احیاء العلوم‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: نماز سے پہلے چھ کام امام پر ہیں:

اول:...... یہ کہ جو قوم اپنے امام کو پسند نہ کرے، ان کی امامت نہ کرے۔

دوم:...... یہ کہ اگر آدمی کو اذان اور امامت میں اختیار دیا جاوے تو چاہئے کہ امامت اختیار کرے۔

سوم:...... یہ کہ امام نماز کے اوقات کو ملحوظ رکھے، اور نماز اول وقت میں پڑھاوے تا کہ اللہ تعالی کی رضامندی ملے، کیونکہ اول وقت کی فضیلت آخر وقت پر ایسی ہے جیسے آخرت کی فضیلت دنیا پر ہے، اسی طرح آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔

چہارم:...... یہ کہ امامت اخلاص کے ساتھ کرے، اور نماز کی سب شرطوں میں اللہ تعالی کی امانت ادا کرے۔

پنجم:...... یہ کہ نیت نہ باندھے جب تک کہ صفیں برابر نہ ہو جاویں اور اپنے داہنے اور بائیں دیکھ لیں اور اگر کچھ صفوں میں خلل دیکھے تو برابر کر لیں۔

ششم:...... یہ کہ تکبیر تحریمہ اور تمام تکبیروں کو پکار کر کہے۔ (مذاق العارفین ص ۲۷۹ ج ۱)

امام کے لئے پندرہ (۱۵) ہدایات (ماخوذ از: ’’المدخل‘‘)

ابن امیر الحاج رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ’’المدخل‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

(۱)......امام کے لئے مناسب ہے کہ خالص اللہ کی رضا کے لئے امامت کرے، امامت کے بدلے کوئی تعریف اور دنیوی راحت‘ کوئی ممتاز حیثیت کا طالب نہ ہو۔

(۲)......اگر قوم (شرعی عذر کی وجہ سے) ناراض ہو تو امامت ترک کردے۔

(۳)......امام کے لئے مناسب ہے کہ اوقات کی پوری حفاظت کرے۔

(۴)......امام کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ کثرت ضحک اور کثرت مزاح سے پرہیز کرے۔

(۵)......امام کو بلاضرورت بازار کی سیر وتفریح، راستوں اور دکانوں پر بلاضرورت بیٹھے رہنے اور جو کام اس کے منصب کے لائق نہ ہو ان سے بھی احتراز کرنا چاہئے۔

(۶)......امام کے دل میں اللہ تعالی کا خوف وخشیت ہو اور علم و رقت قلب کی دولت بھی ہو۔

(۷)......امام کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مقتدی سے اپنے کو افضل و اعلی نہ سمجھے۔ اور اپنی ذمہ داری کا خوف واحساس رکھے۔

(۸)......اور بہت ضروری امر ہے کہ اپنے کو بدعات وخرافات سے بچائے۔

(۹)......امام کے لئے مناسب ہے کہ مسجد ومحراب کی تعمیر میں اور قبلہ کی دیوار میں آیات قرآنی وغیرہ کے لکھنے پر نکیر کرے۔

(۱۰)......امام کے لئے مناسب ہے تمام منکرات پر اپنی استطاعت کے مطابق نکیر کرتا رہے، گرچہ یہ نکیر تو سب پر ضروری ہے مگر امام کے لئے اس کی تاکید زیادہ ہے۔

(١١)......امام کے لئے مناسب ہے کہ اس کا لباس سفید ہو، کہ شریعت مطہرہ میں اس کی فضیلت ثابت ہے۔

(١٢)...... امام کے لئے مناسب ہے کہ خطبہ کے لئے عصا پکڑے تو داہنے ہاتھ میں پکڑے۔

(١٣)......اور امام خطبہ کے لئے ممبر پر چڑھے تو داہنے قدم سے ابتدا کرے۔

(١٤)......اور امام کے لئے مناسب ہے کہ رکوع وسجدہ کی تسبیح اور نماز کے اندر اور نماز کے بعد کی دعا میں جہر نہ کرے کہ یہی سنت ہے۔

(١٥)......اور امام کے مناسب ہے کہ نماز سے فراغت پر اپنی جگہ سے ہٹ جائے، یعنی اپنی ہیئت بدل دے کہ نئے آنے والے مصلی کو نماز میں ہونے کا شبہ نہ ہو، اور سنن ونوافل بھی اپنی جگہ سے کچھ ہٹ کر پڑھنا چاہئے۔ (المدخل ص٤٧٣ تا ٤٨٣ ج ٢)

امام کے لئے ٤٧/آداب (از حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ)

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب تک مندرجۂ ذیل باتیں امام میں موجود نہ ہوں، کسی شخص کا امام ہونا جائز نہیں:

(١)......امام کو امامت کی خودخواہش نہ ہو، بشرطیکہ دوسرا آدمی اس کا انجام دینے والا موجود ہو۔

(٢)......ایسی صورت میں آگے نہ بڑھے جب اس سے افضل شخص موجود ہو۔

(٣)......امام قاری ہو، دین کی سمجھ رکھتا ہو، سنت سے خوب واقف ہو۔

(٤)......لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت سے امام اپنی زبان کی نگہداشت رکھے۔

(٥)......نیکی کا حکم دے اور خود بھی کرے۔ برائی سے منع کرے اور خود بھی باز رہے۔

(٦)......نیکی سے اور نیکوں سے محبت رکھے۔ بدی سے نفرت کرے۔

(٧)......اوقات نماز سے واقف ہو اور ان کا پابند ہو۔

(٨)......اپنے حال کی اصلاح پر اس کی توجہ ہو۔

(٩)...... پاکیزہ شکم (مشتبہ روزی نہ کھانے والا) اور پاکیزہ شرمگاہ والا (یعنی حرام سے اجتناب کرنے والا) ہو۔

(١٠)......فعل حرام سے ہاتھ کو روکنے والا ہو۔

(١١)......سوا خوشنودی اللہ تعالی کے دوسری چیزوں کی کوشش کم کرے۔

(١٢)......(طلب دنیا سے) بیٹھ رہنے والا، بردبار، تکلیف پر صابر، شر سے چشم پوشی کرنے والا ہو۔

(١٣)......لوگ اس کے خلاف سختی کرے تو صبر کرے، جو اس کے خلاف جہالت کرے تو برداشت کرے، جو اس سے برائی کرے اس سے بھلائی کرے۔

(١٤)......نامحرموں سے آنکھیں نیچی رکھے۔

(١٥)......کسی کا عیب دیکھ لے تو پردہ پوشی کرے، کسی کی رسوائی کی بات نظر پڑے تو دفن کردے۔

(١٦)......جاہلوں سے پہلو بچانے والا ہو، اگر کوئی جاہل جہالت کا معاملہ کرے تو کہہ دے: ''اللھم سلاما''۔

(١٧)......خواہش نفس سے اپنی گردن آزاد کرانے کا حریص ہو اور اپنے نفس کی رہائی کا کوشاں ہو۔

(١٨)......اس کے پیش نظر قدر امامت کی عظمت اور مرتبہ امامت کی بزرگی ہو جس کا اس کو

مکلّف بنایا گیا ہے۔

(۱۹)...... بیکار گفتگو نہ کرے۔امام کا حال اور ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کا حال اور۔

(۲۰)......امام محراب میں کھڑا ہو تو سمجھ لے کہ میں انبیاء اور رسول کے خلیفہ کے مقام میں کھڑا ہوں۔اور رب العالمین سے کلام کر رہا ہوں۔

(۲۱)......نماز مختصر پڑھائے ،مگر پورے ارکان کے ساتھ۔

(۲۲)......مقتدیوں میں سے ضعیف ترین مقتدی کی نماز پڑھائے اور یہ سمجھ لے کہ میں سب سے نیچے درجے پر ہوں' امامت میں مجھے مبتلا کر دیا گیا ہے۔اللہ مجھ سے میرے اور مقتدیوں کی امامت کے فریضہ کی ادائیگی کے متعلق پوچھے گا۔

(۲۳)......اپنی اس امامت کی وجہ سے وہ اپنے گناہوں پر روئے، گذشتہ قصوروں' پچھلے گناہوں اور بیکار بیتے ہوئے اوقات پر نادم ہو۔

(۲۴)......مقتدیوں سے اپنے آپ کو بڑا نہ جانے۔نچلے درجہ والوں سے اپنے آپ کو برگزیدہ نہ سمجھے۔

(۲۵)......اگر اس کی غلطی ظاہر کی جائے' اور ان چیزوں کو دکھایا جائے جن سے وہ بری ہے تو نفسانی ہٹ دھرمی نہ کرے۔

(۲۶)......نہ اس بات کو پسند کرے کہ لوگ میری تعریف کریں، نہ کسی کے برا کہنے کو برا سمجھے۔دونوں جماعت ہر حال میں اس کے لئے برابر ہو۔

(۲۷)......اس پر بہتان بندی کا تجربہ نہ کیا گیا ہو۔

(۲۸)......امام کی خوراک پاک ،لباس ستھرا ہو۔اس کے لئے لباس میں بڑائی نہ ہو نشست میں غرور نہ ہو۔

(۲۹)......کسی جرم کی اسلامی حد (سزا) اس کو نہ دی گئی ہو۔

(۳۰)......مخلوق میں متہم نہ ہو۔ کسی بھائی سے کینہ نہ رکھتا ہو۔

(۳۱)......حکام سے کسی بھائی کی چغل خوری نہ کرتا ہو۔

(۳۲)......لوگوں کے راز فاش نہ کرے، لوگوں کی شر کی کوشش نہ کرے۔

(۳۳)......امانت، تجارت اور مانگی ہوئی چیز میں خیانت نہ کرتا ہو۔ خبیث کمائی والا امامت نہ کرے۔

(۳۴)......جو جانتا ہو کہ میرے اندر حسد یا مادۂ ظلم یا کینہ یا چھپی ہوئی عداوت یا کھوٹ یا کسی پر غصہ یا جذبۂ انتقام ہے۔ امام انتقام خون کا طالب نہ ہو۔ اپنے نفس کا بدلہ لینے والا نہ ہو۔ آتش غضب کو آب انتقام سے بجھانے کا خواہش مند نہ ہو۔

(۳۵)......فتنہ انگیزی کی بات نہ کرے۔ نہ فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرے، نہ فتنہ کو قوت پہنچائے، بلکہ اہل حق کی مدد کرے، ہاتھ سے (اگر ممکن نہ ہو تو) زبان سے (یہ بھی ممکن نہ ہو تو) دل سے، خواہ حق تلخ ہی ہو۔

(۳۶)......اللہ کے معاملہ میں کسی برا کہنے والے کے برا کہنے کی پرواہ نہ کرے۔

(۳۷)......اپنے لئے دعا میں خصوصیت نہ کرے، بلکہ جب لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے تو دعا کے وقت اپنے لئے اور سب لوگوں کے لئے عام طور پر دعا کرے۔

(۳۸)......سوا اہل علم کے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دے۔

(۳۹)......دولت مند کو اپنے سے قریب اور غریب کو حقیر سمجھ کر (دور کھڑا نہ کرے)۔

(۴۰)......ان لوگوں کی امامت نہ کرے جن کو اس کی امامت ناگوار ہو۔

(۴۱)......اگر اس کی امامت کی وجہ سے قوم میں فتنہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تو کنارہ کش

ہو جائے اور محراب سے علیحدگی اختیار کر لے، تاوقتیکہ لوگ باہمی صلح نہ کرلیں اور اس کی امامت پر راضی نہ ہو جائیں۔

(۴۲)......امام جھگڑالو، زیادہ قسمیں کھانے والا اور لعنت کرنے والا نہ ہو۔

(۴۳)...... برائی کی جگہ اور تہمت کے مقام پر نہ جائے۔

(۴۴)......امامت کے لئے کسی سے جھگڑا نہ کرے، اور جو شخص امامت کے اس بار کو اس کی جگہ برداشت کرنا چاہتا ہو، اس سے لڑائی نہ کرے۔

بڑے بڑے سلف صالحین کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے امام ہونے سے نفرت کی اور ایسے لوگوں کو آگے بڑھا دیا جو بزرگی اور دینداری میں ان کی طرح بھی نہ تھے، اس فعل سے ان کی غرض یہ تھی کہ ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے، ان کو اندیشہ تھا کہ کہیں امامت میں ان سے کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔

(۴۵)......اگر حاکم موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر آگے نہ بڑھے۔

(۴۶)......اگر کسی گاؤں یا محلّہ یا قبیلہ میں جا کر اترے تو ان لوگوں کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے۔ اسی طرح اگر کسی قافلہ میں یا سفر میں یا کسی مجمع میں لوگوں کے ساتھ جانے کا اتفاق پڑ جائے تو بغیر ان کی اجازت کے ان کی امامت نہ کرے۔

(۴۷)......اپنی نماز کو مکمل، محکم اور عمدہ بنانا امام کا فرض ہے تا کہ مقتدیوں کے برابر ان کی نماز کا ثواب اس کو بھی ملے، ورنہ اگر خرابی اور کوتاہی کرتا رہے گا تو مقتدیوں کے گناہوں کا ویسا ہی گناہ اس کو بھی ہوگا' جیسا مقتدیوں کو ہوگا۔(غنیۃ الطالبین (اردو)۳۸۷ تا ص ۳۹۱)

ائمہ کرام کی خدمت میں چند ضروری گذارشات

(۱)......غسل اور وضو مسنون طریقہ پر کیا جائے، اس کے لئے مسائل کی کتابوں کا مطالعہ کیا

جائے۔

(۲)...... پاکی اور صفائی کا بھی اہتمام کیا جائے۔ کپڑے اور بدن غیر مشکوک طریقہ پر پاک ہوں۔(امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص۲)

امام کونماز شروع کرنے سے پہلے موبائیل بند کرنے کا اعلان کرنا چاہئے

(۳)......ائمہ حضرات کو چاہئے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کبھی کبھی فون بند کرنے کا اعلان کردیا کریں۔آج بھی کئی جگہ صفیں سیدھی کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے، حالانکہ اب اس کی ضرورت نہیں۔آپ ﷺ کے زمانہ میں ہماری طرح لکیر والی صفوں کا رواج نہیں تھا،اس لئے اس کے اہتمام کی ضرورت تھی۔اب تو فون بند کرنے، پاجامہ ٹخنوں کے اوپر کر لینے کے اعلان کی ضرورت ہے۔

احادیث مبارکہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی حسب ضرورت نماز سے پہلے یا نماز کے بعد اعلان فرمادیا کرتے ،مثلا نماز شروع کرنے سے پہلے اہتمام سے صفیں سیدھی کرنے کی تاکید فرماتے۔اور صفیں سیدھی کئے بغیر نماز کی ابتدا نہ فرماتے۔(مشکوۃ ص۹۸، باب تسوية الصفوف)

''ابوداؤد شریف'' کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ دائیں متوجہ ہوکر فرماتے: سیدھے کھڑے ہوجاؤ اور صفوں کو برابر کرلو، پھر بائیں متوجہ ہوکر یہی ارشاد فرماتے۔

(مشکوۃ ص۹۸، باب تسوية الصفوف)

اسی طرح حالت سفر میں نماز کے بعد فرماتے: ''یااھل البلد صلوا اربعا فانا قوم سفر'' اے شہر والو!تم چار رکعت پڑھ لو ہم مسافر ہیں۔

(ابوداؤد ص۱۸۰، باب متى يتم المسافر۔ٹیلیفون کے آداب ومسائل ص۳۴)

امام کو درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنا چاہئے

ہر رکعت کے شروع میں اور سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان میں ’’بسم اللہ الرحمن الرحیم ‘‘ پڑھ لینا چاہئے ۔(امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص ۳)

سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ کی قرأت میں سنت کا خیال رکھنا چاہئے ۔اس بارے میں بہت کوتاہی دیکھی جاتی ہے ۔(امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص ۳)

نمازوں کے بعد دعا آہستہ کرنی چاہئے ‘یہی مستحب اور افضل ہے ۔(مسبوق) مصلیوں کو اگر خلل ہوتا ہو تو جہر جائز نہیں ۔(امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص ۸)

نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کی کوشش کی جائے ۔جس کا طریقہ یہ کہ جو کچھ پڑھا جائے اس کی طرف توجہ اور ہر لفظ کو محض یاد سے نہیں بلکہ مستقل ارادہ سے نکالے ۔

(اصلاح انقلاب :حضرت تھانوی ص ۱۱۴۔امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص ۹)

قومہ وجلسہ اطمینان سے کریں

اس وقت عموماً قومہ وجلسہ میں اطمینان کا فقدان نظر آتا ہے ،ائمہ کرام تک اس مسئلہ میں بے احتیاطی کرتے دیکھے گئے ہیں ۔حالانکہ قومہ اور جلسہ میں تعدیل واجب ہے ۔’’عمدۃ الفقہ ‘‘ میں :صحیح یہ ہے کہ تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ میں اطمینان یعنی کم ازکم ایک مرتبہ ’’ سبحان اللہ ‘‘ کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے ،اگر بھول کر اس کو چھوڑ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا ۔(اکثر لوگ اس کی طرف سے غافل ہیں اور عادتاً اس کے تارک ہیں ‘اس سے نماز واجب الاعادہ ہے ،مؤلف)۔

(عمدۃ الفقہ ص ۳۶۶ ج ۲ ،سجدۂ سہو کا بیان)

’’عمدۃ الفقہ ‘‘ میں دوسری جگہ ہے :لیکن مستحب ہے کہ فرضوں کے جلسہ میں بھی مسنون

دعا پڑھے ..... نیز اس مستحب کی عادت سے جلسہ میں طمانیت کا واجب بھی ادا ہو جائے گا، ورنہ اکثر لوگ طمانیت کے تارک ہیں اور اس کی ضرورت سے غافل ہیں۔

(عمدۃ الفقہ ص ١٠١ ج ٢)

صاحب ''مجالس الابرار'' شیخ احمد رومی رحمہ اللہ نے قومہ اور جلسہ کے اطمینان کے متعلق بہت عمدہ اور قابل غور وتوجہ بات تحریر فرمائی ہے۔ شیخ موصوف تراویح کے باب میں رقمطراز ہیں:

''اور یہ یقینی ہے کہ جو شخص قومہ اور جلسہ اور اطمینان کو چھوڑ کر جس کی مقدار دونوں میں ایک تسبیح کے برابر مقرر ہے' تراویح پڑھے گا تو وہ گنہگار' عذاب جہنم کا مستحق ہے، کیونکہ یہ سب چیزیں امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک فرض ہیں، یہاں تک کہ ان کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ایک روایت میں واجب ہیں، یہاں تک کہ ان کے چھوڑ دینے سے نماز دہرانا واجب ہوتی ہے، اور دوسری روایت میں سنت ہے اور اس روایت کے بموجب ان کا ترک کرنے والا خفگی اور شفاعت سے محرومی کا مستحق ہو کر ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی کوشش دنیا میں اکارت ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں' اور وہ ان لوگوں میں ہوں گے جن کو اللہ تعالی کی طرف سے وہ بات پیش آئی جن کا ان کو گمان نہ ہوتا تھا، اور یہ کھلا خسارہ اور بڑا نقصان ہے۔

پھر یہاں ایک نکتہ ہے جس سے آگاہ کرنا ضروری ہے تا کہ جس میں انصاف اور حق کی جانب میلان ہو وہ نصیحت حاصل کرے، اور وہ یہ ہے کہ:

تراویح بیس (٢٠) رکعتیں ہیں' اور ہر رکعت میں ایک قومہ اور ایک جلسہ ہے' اور ان

دونوں میں اطمینان درکار ہے اور ان میں سے ایک کا چھوڑ دینا بھی گناہ ہے، پس اگر دونوں میں اطمینان نہ ہوا تو چالیس (۴۰) گناہ ہوں گے اور اگر وہ دونوں خود ہی چھوٹ گئے تو سب گناہ اسّی (۸۰) ہوئے، اور اگر اس کے ساتھ اظہار کا گناہ بھی ملالیں تو سب مل کر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) گناہ ہو جائیں گے، اور اگر اس کا دوبارہ نہ پڑھنا جو کہ واجب ہے ملا لیا جائے تو سب کا مجموعہ ایک سو اسّی (۱۸۰) گناہ ہوں گے، باوجودیکہ ان مذاکرات کا ترک کرنا اس کا سبب یہی ہو جاتا ہے کہ ذکر انتقالات کے وقت مشروع ہیں وہ تمام انتقال کے بعد کئے جائیں اور انتقالات کے وقت مقرر کئے ہوئے اذکار کو تمامِ انتقال کے بعد ملانے میں دو قباحتیں ہیں، ایک تو: ان کو ان کے موقع پر نہ کرنا، دوسرے: بے موقع کرنا تو اب ہر رکعت میں چار مکروہ ہوئے اور اس سے چار سنتوں کا ترک لازم آتا ہے، کیونکہ جس نے قومہ یا اس کے اطمینان کو چھوڑ دیا تو ''سمع الله لمن حمده'' اور ''الله اکبر'' جھکتے وقت واقع ہوگا بلکہ ''الله اکبر'' سجدہ کے بعد واقع ہوگا اور سنت یہ ہے کہ ''سمع الله لمن حمده'' رکوع سے سر اٹھاتے وقت کہے اور ''الله اکبر'' سجدہ کے لئے جھکتے وقت، اسی طرح اگر جلسہ یا اس کا اطمینان چھوڑ دیا جائے تو پہلی تکبیر کا کچھ حصہ جھکتے وقت ادا ہوگا بلکہ دوسری تکبیر کا کچھ حصہ سجدہ میں جانے کے بعد پڑھے گا، حالانکہ سنت پہلی تکبیر کا سر اٹھاتے وقت کہنا ہے اور دوسری تکبیر کا جھکتے وقت، تو اب مکروہات کا شمار تمام رکعتوں میں اسّی (۸۰) ہو جائے گا جس سے اسّی (۸۰) سنتوں کا چھوڑنا لازم آئے گا، اور جب ان مکروہات کے اظہار کا گناہ بھی اس میں شامل کریں، کیونکہ مکروہ کا ظاہر کرنا بھی مکروہ ہے، سو اب مجموعہ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) مکروہات اور ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سنتوں کا ترک ہوا، کیا وہ عاقلوں میں شمار کیا جا سکتا ہے جو رمضان کی راتوں میں ہر رات ایک سو اسّی (۱۸۰) گناہ

اور ایک سو ساٹھ (۱۶۰) مکروہ صرف تراویح میں کرتا ہو؟ اور ایک سو ساٹھ سنت چھوڑتا ہو؟ کیونکہ ہر سنت کے چھوڑنے میں ایک عتاب اور شفاعت سے محرومی ہے، پس کیا کوئی عاقل اس بات کو پسند کرسکتا ہے کہ اپنے کو رسول رب العالمین کی شفاعت سے محروم کردے جس کے تمام خلق اللہ حتی کہ انبیاء واولیاء اور صلحاء امیدوار اور خواستگار ہیں۔ اللہ سے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم کو محروم لوگوں میں سے نہ کرے۔

(''مجالس الابرار'' اردو ص ۲۳۹، اٹھائیسویں مجلس: تراویح کی کیفیت اور فضیلت کے بیان میں)

(نوٹ: ایک امام روزانہ سترہ (۱۷) رکعت پڑھاتا ہے، اس کا حساب لگالے کہ روزانہ سترہ رکعت میں اگر تکبیر انتقالات صحیح نہ ہوں تو فرائض میں کتنی سنتیں چھوڑنا اور کتنے مکروہات کا ارتکاب لازم آتا ہے۔)

اس لئے ائمہ کرام کو درج ذیل دعا قومہ وجلسہ میں پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ اس واجب کی ادائیگی صحیح طریقہ سے ہوجائے۔

قومہ (یعنی رکوع سے کھڑے ہونے) کی دعا:

﴿رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ﴾

ترجمہ: اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، بابرکت ہو۔ (ترمذی ص ۶۱ ج ۱)

یا یہ دعا پڑھے:

﴿رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰاتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا بَیْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ﴾۔

ترجمہ: اے اللہ! تیرے لئے تعریف ہو آسمانوں کو بھر کر، اور زمینوں کو بھر کر، اور ان کے علاوہ

جس چیز کوتو چاہے اس کو بھر کر۔

(ترمذی ص۶۱ ج۱، باب ما یقول الرجل اذا رفع رأسه عن الرکوع)

جلسہ (یعنی دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے کی) دعا:

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ ﴾

ترجمہ: اے اللہ! میری مغفرت فرما، اور مجھ پر رحم فرما، اور میری شکستگی دور فرما، اور مجھے ہدایت دے، اور مجھے روزی عطا فرما۔ (ترمذی ص۶۳ ج۱، باب ما یقول بین السجدتین)

نوٹ: ائمۂ کرام کی خدمت میں درخواست ہے، اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لئے راقم کے استاذ محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہم کے رسالہ ''قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان دونوں میں اذکار کا ثبوت'' کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

ائمۂ کرام کو چند چیزوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے

ٹخنوں سے نیچے کپڑا نہ ہو

(۱)......امام صاحب نماز شروع کرنے سے پہلے اپنے پائجامہ کو ضرور دیکھ لیں کہ ٹخنوں سے نیچے تو نہیں ہے۔ بعض حضرات ائمہ کو اس بارے میں کوتاہی کرتے دیکھا گیا ہے۔ اس مختصر رسالہ میں اس وقت اس بارے میں جو وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ان کا احصاء نہ ممکن ہے نہ اس کی ضرورت، صرف نماز میں اسبال سے متعلق دو حدیثیں نقل کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص اپنی تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: جا کر وضو کر! اس نے وضو کیا اور جب وضو کر کے آیا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ: جا کر وضو کر! اس نے پھر جا کر وضو کیا، جب وہ آیا تو ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! آپ نے

وضو کرنے کا حکم کیوں دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالی اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو تہبند لٹکا کر نماز پڑھتا ہو۔

(سنن ابوداؤد ص۱۰۰ ج۱، باب الاسبال فی الصلاۃ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص نماز میں اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے تک از راہ تکبر لٹکائے، اللہ تعالی اس پر نہ جنت حلال کرے گا اور نہ جہنم حرام۔ (سنن ابوداؤد ص۱۰۰ ج۱، باب الاسبال فی الصلاۃ)

نماز میں کپڑوں اور ڈاڑھی سے کھیلنے سے سخت پرہیز کرے

(۲)......بعض حضرات ائمہ کرام کو نماز کے دوران اپنے کپڑوں اور ڈاڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا گیا، حالانکہ حدیث میں ہے: ((ان اللہ کرہ ثلاثا : العبث فی الصلوۃ، والرفث فی الصیام، والضحک فی المقابر))۔

(اخرجہ ابن خزیمۃ فی الصحیح ۲۰۹۔ واخرجہ ابن المبارک فی الزھد ۱۵۵۷۔ ومن طریقہ القضاعی فی "مسند الشھاب" ۱۰۸۷۔ عن یحی بن ابی کثیر مرسلا واسنادہ ضعیف، انظر: "فتح الوھاب تخریج احادیث الشھاب" ۲/۲۱۰۔شامی، مکتبہ باز ص۷۰۴ ج۲، شامی مطبع دمشق ص ۱۳۹ ج۴)

یعنی اللہ تعالی تین چیزوں کو پسند نہیں فرماتے: نماز میں کھیلنا، روزے میں گالی گلوچ کرنا قبرستان میں ہنسنا۔ (شامی ص۵۹۹ ج۱، مکروھات الصلاۃ۔فتاوی رحیمیہ ص۲۹۰ ج۷)

"فتاوی رحیمیہ" (۳۷۴ ج۴) میں ہے:

سوال:......امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں لیکن نماز شروع کرنے کے بعد اپنا ہاتھ، ڈاڑھی اور منہ پر پھیرتے رہتے ہیں اور بار بار اپنا کرتہ درست کرتے رہتے ہیں، رکوع سے اٹھ کر

پائجامہ کھینچ کر سجدہ میں جاتے ہیں نماز میں ان حرکتوں کا کرنا کیسا ہے؟ نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:...... امام کو ایسی فضول حرکتوں سے احتراز کرنا چاہیئے، ان سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور عمل کثیر ہو کر نماز کے فساد کی نوبت آجاتی ہے، لہذا ایسے افعال عبث سے امام اور نمازیوں کو بچنا ضروری ہے،''ویکرہ ایضا ای یکف ثوبه وهو فی الصلوۃ بعمل قلیل بان یرفع من بین یدیه أو من خلفه عند السجود''(۳۳۷) فقط، واللہ اعلم بالصواب۔

(۳)...... بعض ائمہ کرام سجدہ میں جاتے ہوئے پائجامہ کو اوپر اٹھاتے ہیں اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد دامن کو نیچا کرتے ہیں، اور بعض تو سرین کو اٹھا کر دامن کو جسم سے علیحدہ کرنے کا بھی اہتمام کرتے ہیں، ان حرکات سے بھی احتراز کرنا چاہیئے بعض مرتبہ ایسے افعال، عمل کثیر کے زمرے میں داخل ہو کر فساد نماز کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔''فتاوی رحیمیہ''(۳۷۹ ج۴) میں ہے:

سوال:...... اگر کوئی شخص سجدہ میں جاتے وقت اپنے پائجامے کو اوپر کھینچتا ہے اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد اپنے قمیص کے پیچھے کے دامن کو نیچے کرتا ہے، تو اس فعل سے نماز میں کچھ نقصان ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:...... ایسی حرکت اور عادت یقیناً مکروہ ہے، اور بعید نہیں کہ فعل کثیر ہو کر مفسد صلوۃ ہو جائے، لہذا اس عادت سے احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

فتاوی حقانیہ میں ہے:

سوال:...... رکوع سے سجدہ کو انتقال کے وقت شلوار کو اوپر کی طرف کھینچنا، ایسے ہی سجدہ سے اٹھتے وقت اپنے کپڑوں کو صحیح کرنا، کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ...... بغیر حاجت کے کپڑوں کو صحیح کرنا جب عمل کثیر تک نوبت نہ پہنچے تو مکروہ ہے، اور حاجت کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے، اور اگر عمل کثیر تک نوبت پہنچے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاوی حقانیہ ص ۲۱۴ ج ۳)

بلاضرورت نماز میں کھجلانا

(۴) ...... بعض حضرات نماز میں بلاضرورت کھجلاتے رہتے ہیں، اس سے بھی اہتمام سے بچنا چاہئے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ: ''اگر ایک رکن میں تین بار کھجلایا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ اس وقت ہے جبکہ ہر بار ہاتھ اٹھالیوے۔ اور اگر ہر بار ہاتھ نہ اٹھائے، یعنی ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دے تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا، پس اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ بلاضرورت ایک بار کھجانا مکروہ ہے''۔ (عمدۃ الفقہ ص ۲۵۷ ج ۲)

بلاضرورت کھانسنا

(۵) ...... بلاضرورت کھانسنے کا رواج بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ: کھنکارنا یا کھانسنا دو حرفوں سے یعنی ''اح، اح'' کہنا بلا عذر یا بلا غرض صحیح ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کھنکارنا عذر کے ساتھ مثلاً کھانسی کا مرض ہے یا بے اختیار کھانسی آجائے یعنی اس طرح ہو کہ نمازی کی طبیعت سے خود بخود بلا تکلف (بے اختیار) پیدا ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، کیونکہ اس سے بچ نہیں سکتا۔

اور اگر خود اپنی طرف سے کسی صحیح غرض کے لئے کھنکارا تب بھی مسفد نہیں ہے، مثلاً اپنی آواز کو درست کرنے کے لئے یا اچھا کرنے کے لئے کھنکارا یا امام سے کوئی غلطی قرأت میں یا اٹھنے یا بیٹھنے میں ہوئی اور اس کو بتانے کے لئے مقتدی کھنکارا، یا کسی کو اپنے نماز میں ہونے پر اطلاع دینے کے لئے کھنکارا، تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اور اگر کھنکارنے یا کھانسنے سے حروف ظاہر نہیں ہوئے، یا سنے نہیں جاتے تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی، لیکن بلا عذر ہو تو مکروہ ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص۲۵۲ ج۲، مفسدات نماز کا بیان)

نماز میں نظر کو ادھر ادھر متوجہ کرنا

(۶)......بعض حضرات ائمہ کرام کو نماز کے دوران اپنی نظروں کو ادھر ادھر متوجہ رکھتے ہوئے بھی دیکھا گیا، اس کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد مستحضر رہے تو انشاء اللہ اس عادت قبیحہ سے چھوٹنے میں معین و مددگار ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: میں نے آپ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو ایک ڈاکہ ہے جو شیطان بندے کی نماز پر ڈالتا ہے۔ (بخاری ص۱۰۴ ج۱، باب الالتفات فی الصلاۃ، کتاب الاذان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے! خبردار، نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچو، نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت ہے۔

(ترمذی، باب ما ذکر فی الالتفات فی الصلوۃ، ابواب الصلاۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں، جب وہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے آدم کی اولاد! کس کی جانب متوجہ ہوتے ہو؟ کون مجھ سے بہتر ہے؟ جب بندہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو پھر یہی فرماتے ہیں، جب تیسری بار یہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بالکل رخ پھیر لیتے ہیں۔

(الترغیب و الترھیب ص۲۰۹ ج۱، الترھیب من الالتفات فی الصلاۃ وغیرہ مما یذکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھنے والے

کے سر کے اوپر سے خیر کی بوچھار اس کے سر کی مانگ تک آتی رہتی ہے، اور ایک فرشتہ اعلان کرتا رہتا ہے: اگر بندہ جان لیتا کہ وہ کس سے ہم کلام ہے تو پھر ادھر ادھر متوجہ نہ ہوتا۔

(عمدۃ القاری ص ۳۱۱ ج ۵۔شمائل کبری ص ۵۰ ج ۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا:

جب بندہ نماز کی جانب کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، پس جب وہ ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالی کہتے ہیں: کس کی طرف متوجہ ہوتے ہو؟ کون ہے جو مجھ سے بہتر ہے؟ میری جانب متوجہ رہو، اے آدم کی اولاد! میں اس سے بہتر ہوں جس کی طرف توجہ کر رہے ہو۔

(الترغیب و الترهیب ص ۲۰۹ ج ۱، الترهیب من الالتفات فی الصلاۃ وغیرہ مما یذکر)

امام صرف اپنے لئے دعا نہ کرے

(۷)......امام کو چاہئے مخصوص اپنے لئے دعا نہ کریں، بلکہ مقتدیوں کو اپنی دعا میں شامل کر لیا کریں۔حدیث شریف میں ہے:

عن ثوبان رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ((لایحلُّ لِاِمْرِئٍ اَن یَّـنـظُـرَ فـی جـوْفِ بیـتِ امْـرِئٍ حَتّٰـی یَسْتَـأذِنَ ، فان نظر فقد دخل ، ولا یومّ قوما فیخُص نفسَه بدعوۃ دونهم ، فانفعل فقد خانهم ، ولا یقوم الی الصلاۃ وهو حَقِن))۔

(ترمذی ص ۸۲ ج ۱، باب ماجاء فی کراهیة ان یخص الامام نفسه بالدعاء)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے اجازت لینے سے پہلے اس کے گھر میں جھانکنا حلال نہیں، اگر اس نے دیکھ لیا تو گویا وہ اس میں داخل ہو گیا۔اور کوئی شخص کسی کی امامت کرتے ہوئے ان لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لئے دعا

کومخصوص نہ کرے، اگر کسی نے ایسا کیا تو اس نے ان سے خیانت کی۔ اور نماز میں تقاضہ حاجت (پیشاب، پاخانہ) کوروک کر کھڑا نہ ہو۔

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

اس کا مطلب بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ امام کو ادعیہ میں جمع متکلم کا صیغہ استعمال کرنا چاہئے اور واحد متکلم کے صیغہ سے احتراز کرنا چاہئے، لیکن اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے نماز کے بعد جو دعائیں منقول ہیں، ان میں اکثر واحد متکلم ہی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، اور صرف چند ایک ہی دعاؤں میں جمع متکلم کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، لہذا مذکورہ مطلب درست نہیں ہوسکتا۔

پھر اس حدیث کے مفہوم کی تعیین کے لئے شراح نے بہت سی توجیہات کی ہیں:

بعض نے کہا ہے کہ: اس سے مراد صرف وہ دعائیں ہیں جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں، مثلا دعاء قنوت وغیرہ کہ ان میں واحد متکلم کا صیغہ استعمال کرنا جائز نہیں۔

بعض نے کہا کہ: اس کی مردا یہ ہے کہ اپنے لئے دعا کرے اور دوسرے کے لئے بددعا یہ جائز نہیں۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس حدیث کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ امام کو چاہئے کہ ان مقامات پر دعا نہ کرے جہاں مقتدی دعا نہیں کرتے مثلا رکوع وسجود میں، قومہ وجلسہ بین السجدتین میں کہ ان مواقع پر عموما دعا نہیں کی جاتی، اگر امام یہاں دعا کرے گا تو وہ تنہا ہوگا، خواہ کوئی صیغہ استعمال کریں، پھر چونکہ اس دعا میں مقتدیوں کی شرکت نہیں ہوتی لہذا اس کی ممانعت کی گئی۔

لیکن احقر کی ناقص رائے میں ان تمام مفاہیم کے مقابلہ میں ایک چوتھا مفہوم راجح

معلوم ہوتا ہے، جو اگر چہ کہیں منقول نہیں دیکھا، لیکن ذوقا درست معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ اس میں ایسی دعاؤں سے منع کیا گیا جو صرف ذاتی اور گھریلو قسم کی خواہشات پر مشتمل ہوں اور ان کے مفہوم میں کوئی عموم نہ ہو، مثلاً'' اللّٰھم زوّجنی فلانۃ'' یا'' اللّٰھم اعطنی دار فلانیۃ'' وغیرہ۔ رہیں ایسی دعائیں جن میں عموم ہوسکتا ہو وہ ممنوع نہیں، خواہ صیغۂ واحد متکلم کے ساتھ ہوں، مثلا:'' اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا '' وغیرہ، کیونکہ امام قوم کا نمائندہ ہوتا ہے، اور اس حیثیت سے وہ اگر واحد متکلم کا صیغہ بھی استعمال کرے گا، اس کے مفہوم میں پوری قوم شریک ہوگی، جبکہ پہلی قسم کی دعاؤں میں ('' اللھم زوجنی فلانۃ '' یا'' اللھم اعطنی دار فلانیۃ '') یہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ ان میں عموم کا امکان ہی نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔ (درس ترمذی ص۱۳۰ ج۲)

امام کو لہو کھیل، کھیلنے، دیکھنے اور اس کی کومینٹری سننے سے احتراز کرنا چاہئے

(۸)...... ائمہ کرام کو کرکٹ، فٹ بال وغیرہ کھیلنے اور ان کھیلوں کی میچ دیکھنے اور کومینٹری سننے سے بھی خصوصی احتیاط کرنا چاہئے، یہ چیزیں منصب امامت کے لائق نہیں۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

'' لہذا ایسا شخص جو امامت کے عظیم منصب پر فائز ہو، اس کو اس قسم کے بدنام اور بیکار لہو کھیل میں مشغول ہونا، اس سے دلچسپی رکھنا، کومینٹری سننا قطعا اس کے شایان شان نہیں، غافلوں کے ساتھ تشبہ بھی لازم آتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں امام کا وقار بھی کم ہو جاتا ہے، اگر ورزش اور بدن کی تقویت مقصود ہو تو دوسرے جائز طریقے اختیار کئے جائیں، اگر کوئی شخص کرکٹ میں اس قدر منہمک ہو کہ نماز قضاء ہو جائے اور جماعت فوت ہوتی ہو تو پھر ایسا

کھیل بالکل ناجائز اور موجب فسق ہوگا اور ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہوگا۔ ’’کبیری‘‘ میں ہے: ’’وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم‘‘۔(کبیری ص ۴۷۹، فصل فی الامامة)

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۸ ج ۷۔ حضرت کا یہ پورا تفصیلی فتوی ائمہ کرام کو ضرور مطالعہ کرنا چاہئے)

امام کو چاہئے کہ رزق حرام سے بچنے کا اہتمام کرے

(۹)......امام کو چاہئے کہ رزق حلال کا خاص اہتمام کرے۔ برطانیہ میں اکثر حضرات حکومت سے دھوکہ ودغا کے ذریعہ مال کے حصول میں شریعت کے حدود کو پامال کئے ہوئے ہیں۔ ائمہ کرام کو اس معاملہ میں نہایت اہتمام کی ضرورت ہے، آپ کے پیچھے کئی لوگ نماز پڑھتے ہیں، اگر امام کا رزق حلال نہیں تو اس کی نماز بھی قبول نہیں اور مقتدی کا وبال بھی اس کے ذمہ رہے گا۔ راقم کے رسالہ ’’رزق حلال‘‘ میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالی کا ایک فرشتہ بیت المقدس پر ہر رات پکارتا ہے کہ جو شخص حرام کھاوے گا اس کا فرض و نفل کچھ قبول نہ ہوگا۔ (رزق حلال ص ۲۲۹)

نوٹ:......ائمۂ کرام سے درخواست ہے کہ ’’رزق حلال‘‘ کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایک آدمی نے کوئی کپڑا خریدا، دس درہم میں اس میں سے نو درہم حلال کے اور ایک درہم حرام کا۔ نوے فیصد حلال اور دس فیصد حرام، آپ ﷺ فرماتے ہیں: جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر موجود ہے اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی۔ اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دونوں انگلیاں کان میں ڈال لیں

اورفرمایا: ” صمتا ان لم یکن النبی صلی الله علیه وسلم سمعته یقوله “ ۔

یعنی اگر آپ ﷺ کو یہ جملہ ارشادفرماتے ہوئے میں نے نہ سنا ہوتو میرے یہ دونوں کان بہرے ہوجائیں ۔کتنی تاکید؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

” یأتی علی الناس زمان لایبالی المرء ما اخذ منه أمِنَ الحلال ام من الحرام “۔

ایک زمانہ لوگوں پرآئے گا کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال حرام سے حاصل کیا یا حرام سے؟۔

(مشکوۃ ص۲۴۳، باب الکسب وطلب الحلال ، کتاب البیوع۔رسائل المرغوب ص۲۱۶ ج۱)

امام کوسگریٹ نوشی سے بچنا چاہئے

منصب امامت کے ہرگز لائق نہیں کہ ائمہ حضرات سگریٹ و بیڑی اور حقہ نوشی کی عادت بنائے رکھے،اگرکسی کو یہ بری عادت پڑی ہوتو اپنی نفسانی خواہش کا علاج کرکے اس قبیح عادت سے اپنے کوچھڑانے کی کوشش کرنی چاہئے۔”کتاب الفتاوی“میں ہے:

سوال:......زردہ کا پان‘ گٹکا‘ سگریٹ نوشی یہ سب استعمال کرنا جائز ہے یانہیں؟

جواب:......زردہ‘ اس سے زیادہ سگریٹ اور اس سے بڑھ کر گٹکا صحت انسانی کے لئے نقصان دہ ہے،اس لئے اس سے بچنا واجب ہے اوراس کا استعمال مکروہ ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نشہ آوار اور صحت کے لئے مضرت رساں دونوں طرح کی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔اوراب ان چیزوں کا صحت کے لئے نقصان دہ ہونا پوری طرح ثابت ہو چکا ہے۔(کتاب الفتاوی ص۱۸۸ ج۶)

حضرت مولانا خالدسیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہم تحریرفرماتے ہیں کہ:

''اسی طرح تمباکونوشی اور تمباکوخوری بھی کراہت سے خالی نہیں، گو علماء نے اس کی حرمت اور بعض نے اس کی اباحت کا فتوی دیا ہے۔ علامہ عمادی نے تمباکونوشی کرنے والے کی امامت کومکروہ قرار دیا ہے، اور مسجد میں تو اس کا استعمال مکروہ ہے ہی۔

تمباکو کی ممانعت کی وجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت ہے: ''نهى عن كل مسكر و مفتر '' مفتر سے مراد ہر ایسی چیز ہے جو جسم کو ضعف و نقصان پہنچانے والی ہے۔

(درمختار وشامی ص ۲۹۶ و ۱۹۵۔ شامی ص ۴۴ ج ۱۰، کتاب الاشربۃ، مطبوعہ دار الباز، مکۃ المکرّمہ)

علماء ہند میں مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کو فی نفسہ مباح لیکن بے احتیاطی سے بدبو پیدا ہو جانے کی صورت میں مکروہ قرار دیا ہے۔ (کفایت المفتی ص ۹/۱۲۲)

حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے حقہ کے بارے میں لکھا ہے کہ: '' بہر حال اس کا پینے والا گناہ سے خالی نہیں اور اصرار پر سخت گناہ ہے''۔ (حضرت کا یہ تفصیلی فتوی قابل دید ہے)

(امداد الفتاوی ص ۹۸ ج ۴۔ حلال وحرام ص ۱۷۱)

گجرات کے ایک مشہور بزرگ اور عارف باللہ عالم دین حضرت مولانا نذیر احمد صاحب پالنپوری رحمہ اللہ نے اپنی اولاد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

'' تمباکو، بیڑی اور سگریٹ سے بہت دور رہنا، ان چیزوں کا استعمال جائز نہیں۔ فرشتوں کو اس کی بدبو سے بڑی تکلیف ہوتی ہے، ایسا نہ ہو کہ اس کے استعمال سے رحمت کے فرشتے تم سے دور ہو جائیں۔ اس میں دنیا اور آخرت کے بڑے بڑے نقصان پوشیدہ ہیں، کبھی بھی اس کو ہاتھ نہ لگانا اور کوئی بھی نشہ آور چیز کا استعمال مت کرنا، ان چیزوں سے بچتے رہو گے تو بہت سے بھلائیاں حاصل ہوں گی۔ (مختصر سوانح نذیری ص ۳۶)

نوٹ:...... تمباکونوشی کو بعض علماء نے حرام، بعضوں نے مکروہ تحریمی اور بعضوں نے مباح یا

محض مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس پر کسی قدر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔حصکفی رحمہ اللہ اپنے استاذ شیخ نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اسے حرام کہتے ہیں۔اور شامی رحمہ اللہ شرنبلالی کی شرح ''شرح وھبانیہ'' سے ناقل ہیں کہ: اس کے پینے اور خرید وفروخت سے منع کیا جائے گا ''یمنع عن بیع الدخان وشربه''۔ حصکفی رحمہ اللہ ہی اپنے ایک اور استاذ عمادی رحمہ اللہ کی رائے نقل کرتے ہیں کہ وہ اس کو مکروہ سمجھتے تھے اور شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: بظاہر عمادی رحمہ اللہ اس کو مکروہ تحریمی قرار دیتے تھے، کیونکہ انہوں نے عادۃً تمبا کو نوشی کرنے والوں کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے۔ شیخ ابوالسعود رحمہ اللہ کراہت تنزیہی کے قائل ہیں۔علامہ شیخ علی مالکی رحمہ اللہ اس کے حلال اور مباح ہونے پر ایک رسالہ لکھا ہے' جس میں مذاہب اربعہ کے مستند اور معتمد علماء سے اس کا جواز نقل کیا ہے۔اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ نے ''الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے۔موجودہ عرب علماء میں علماء سعودی اس کی حرمت کا فتوی دیتے ہیں، لیکن ڈاکٹر وہبہ زحیلی کا رجحان اس کی اباحت کی طرف ہے۔(الفقه الاسلامی و ادلته ص۱٦٧ج٦)

عدل واور اعتدال پر مبنی رائے یہ ہے کہ یہ کراہت سے خالی نہیں۔

(قاموس الفقہ (خلاصہ) ص۴۰۸ ج۳ بعنوان: دخان)

امام کو ڈاڑھی اور سر پر سیاہ خضاب لگانے سے بھی احتیاط کرنا چاہیے

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ج:......جو امام سیاہ خضاب لگاتا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۲۴۲ ج۲)

امام سے متعلق کچھ مسائل

درج ذیل مسائل حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ کی مشہور و اسم با مسمی تصنیف ''عمدۃ الفقہ'' ج ۲، سے ماخوذ ہیں۔

م:......نماز کے لئے مستحب لباس میں عمامہ بھی ہے، اس لئے امام کو چاہئے کہ عمامہ استعمال کرے۔ (ص ۶۱)

م:......عورتوں کا امام بغیر عورتوں کی امامت کی نیت کے نہیں ہوسکتا۔ اور یہ نیت شروع نماز میں ہونی چاہئے، البتہ جمعہ وعیدین میں صحیح قول کی بنا پر اور نماز جنازہ میں بالا جماع اگر امام عورتوں کی نیت نہ کرے تو بھی عورتوں کی نماز جائز ہے۔

نماز جنازہ و جمعہ وعیدین کے سوا اور نمازوں میں امام کے لئے عورتوں کی نماز درست ہونے کے لئے ان کی امامت کی نیت کا ضروری ہونا اس وقت ہے جبکہ کسی عورت نے کسی مرد کے برابر کھڑے ہوکر کسی نماز میں اس کا اقتدا کیا ہو۔ اور اگر عورت نے مرد کے برابر کھڑے ہوکر اقتداء نہ کیا تو اس میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس وقت بھی صحتِ اقتدا کے لئے عورتوں کی امامت کی نیت شرط ہے اور بعضوں نے کہا کہ شرط نہیں جیسا کہ نماز جنازہ و جمعہ وعیدین میں شرط نہیں ہے۔ اور اس دوسرے قول (نیت امامت شرط نہ ہونے) کی بنا پر اگر عورت کسی مرد یعنی امام یا مقتدی کے برابر یا آگے بڑھی ہوئی نہ ہوگی تب اس کی اقتدا درست ہوجائے گی اور نماز پوری ہوجائے گی اور اگر آگے بڑھ جائے گی یا برابر ہوگی تو اس کا اقتدا باقی نہ رہے گا اور نماز پوری نہ ہوگی۔ (ص ۸۰)

م:......امام کا تکبیر تحریمہ اور ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کی تمام تکبیریں بقدر حاجت بلند آواز کہنا (سنت ہے) تا کہ مقتدیوں کو نماز میں داخل ہونے اور ایک رکن سے

دوسرے رکن کی طرف جانے کی خبر ہوجائے۔اوراسی طرح امام کے لئے ’’سمع اللہ لمن حمدہ ‘‘اور سلام کا لفظ پکار کر کہنا سنت ہے۔اگر امام ضرورت سے زیادہ پکار کر کہے گا تو مکروہ ہوگا،مثلا اس کے پیچھے ایک صف ہے اور وہ اتنا چیختا ہے کہ دس صفوں تک آواز جائے تو مکروہ ہے۔(ص۱۰۳)

م:......امام (قرأت کی) جہر میں بہت کوشش نہ کرے یعنی حسب استطاعت جس قدر جماعت ہواسی قدر آواز بلند کرے،اگر امام جماعت سے زیادہ جہر کرے گا تو برا کرے گا۔ (ص۱۰۰)

م:......امام کو دونوں سلام بلند آواز سے کہنا (سنت ہے)۔

م:......دوسرے سلام کا پہلے کی بہ نسبت پست آواز سے کہنا (سنت ہے)۔

م:......امام کو دل میں صرف مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرنا (سنت ہے) یعنی داہنی طرف کے سلام میں دائیں طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں کی اور بائیں طرف کے سلام میں بائیں طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرے۔(ص۱۰۵)

م:......’’سمع اللہ لمن حمدہ ‘‘رکوع سے اٹھتے ہوئے کہے یعنی سر اٹھانے کے ساتھ ہی یہ الفاظ شروع کرے اور کھڑا ہونے تک پورا کرے، جھکے جھکے یا سیدھا ہوکر نہ کہے۔اور جب سیدھا کھڑا ہوجائے تو ’’ ربنا لک الحمد ‘‘ کہے یہی سنت ہے۔کسی شخص نے رکوع سے اٹھتے وقت ’’سمع اللہ لمن حمدہ ‘‘ نہ کہا اور سیدھا کھڑا ہوگیا تو اب ’’سمع اللہ لمن حمدہ ‘‘نہ کہے۔اوراسی طرح ہر اس ذکر کا حال ہے جو حالت انتقال یعنی رکن بدلنے کے لئے ہے کہ جب اس کو اس کے مقام پر ادا نہ کرے، جیسے تکبیر کہ قیام سے رکوع کی طرف جھکتے وقت یا رکوع سے سجدہ کی طرف جھکتے وقت یا سجدہ سے اٹھتے وقت کہتے ہیں ۔اسی

طرح سجدہ میں جو تسبیح باقی رہ جاتی ہے وہ سر اٹھانے کے بعد نہ کہے، بلکہ ضروری ہے کہ ہر چیز میں اس کی جگہ کی رعایت کرے۔(ص۱۰۹)

م:......(نماز کے بعد) مختصر دعا کے بعد امام فوراً سنتوں کے واسطے کھڑا ہو جائے اور جہاں فرض پڑھے ہوں وہاں سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے، دائیں یا بائیں یا پیچھے کو ہٹ جائے اور اگر چاہے تو اپنے گھر جا کر سنتیں پڑھے، یہی بہتر ہے جبکہ کسی مانع کا خوف نہ ہو۔

م:......جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں، یعنی فجر اور عصر، ان میں امام کو اسی جگہ قبلہ کی طرف منھ کئے ہوئے بیٹھ کر توقف کرنا مکروہ ہے، اور نبی ﷺ نے اس کا نام بدعت رکھا ہے، لیکن یہ کراہت تنزیہی ہے۔(ص۱۱۴)

م:......امام کے لئے مکروہ ہے کہ مقتدیوں پر لقمہ دینے کی مشقت ڈالے، بلکہ امام کو چاہئے کہ اگر اس قدر پڑھ لیا ہے جس سے نماز ہو جاتی ہے (یعنی بقدر مسنون قرأت کر چکا ہے، بعض کے نزدیک اس کو ترجیح ہے۔ اور بعض کے نزدیک بقدر واجب کو ترجیح ہے۔ اور بعض کے نزدیک بقدر فرض کو ترجیح ہے) تو رکوع کر دے اور دوسری آیت کی طرف نہ جائے۔ اور اگر اتنا نہیں پڑھا تو کوئی دوسری آیت پڑھنے لگے، جس کے ملانے سے معنی اتنے نہ بگڑتے ہوں کہ جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہو یا کوئی دوسری سورت شروع کر دے۔

مقتدیوں پر ضرورت ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ بار بار ایک آیت پڑھے یا چپکا کھڑا ہو جائے یا غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہے یا رکوع نہ کرے۔ لیکن اگر امام ایک آیت کا تکرار اس غرض سے کرے کہ اس کی قرأت رواں ہو کر اسے کلمہ یاد آ جائے تو یہ بلا کراہت جائز ہے۔(ص۲۵۰)

م:......امام کو اکیلا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگر دونوں پاؤں محراب سے باہر ہو اور

سجدہ محراب میں کرے تو مکروہ نہیں ۔اگر امام تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو کراہت نہیں ہے۔اسی طرح اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو امام کا اکیلامحراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔(ص۲۷۳)

م:......امام کو دروں (دروازوں اور ستونوں کے درمیان کی جگہ) میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔اسی طرح امام کو جو روزانہ کی نماز کے لئے مقرر ہے یعنی پہلی جماعت کے امام کو بلا ضرورت مسجد کے گوشہ یا کسی طرف میں یا کسی ستون کی طرف کھڑا ہونا اور محراب کو ترک کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اجماع وعمل امت کے خلاف ہے۔اوراس کے لئے سنت یہ ہے کہ محراب یعنی وسط مسجد میں کھڑا ہو،اگر وسط کو چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہوا تو اگر چہ اس کے دونوں طرف صف کے برابر حصے ہوں مکروہ ہے، لیکن ضرورت کے وقت کوئی کراہت نہیں۔(ص۲۷۳)

م:......اگر امام رکوع میں اور کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہو اور رکوع میں اس واسطے دیر کی کہ آنے والے کو رکوع مل جائے،تو اگر آنے والے کو پہچان لیا ہے اوراس کو پہچاننے کی وجہ سے ایسا کیا تو مکروہ تحریمی ہے۔اوراگر نہیں پہچانا تو بقدر ایک دو تسبیح کے دیر کرنے میں مضائقہ نہیں،لیکن پھر بھی اس بات کا ترک اولی ہے۔(ص۲۸۱)

م:......امام نے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا' جس کی وجہ سے اس کی امامت صحیح نہیں ہوئی تو امام کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس امر کی اطلاع مقتدیوں کو کردے' خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے یا خط کے ذریعے سے ہو،اور مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔(ص۱۹۰)

م:......امام کو چاہئے کہ ظہر' عصر اور عشاء کی آخری دو رکعتوں اور مغرب کی آخری ایک

رکعت میں سورۂ فاتحہ اتنی جلدی نہ پڑھے کہ امام کے پیچھے اگر کوئی شافعی، حنبلی یا مالکی مقتدی ہوتو وہ اپنی سورۂ فاتحہ پوری نہ کر سکے۔ ائمۂ ثلاثہ میں سے امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک سری نماز میں مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مستحب ہے (فرض یا واجب نہیں) اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض ہے۔ (تحفۃ الالمعی ص۱۱۴ ج۲)

اور امام کے لئے مناسب ہے کہ دوسرے مسلک کے مقتدی کی رعایت کرے۔

م:...... اگر کسی کی آنکھ کی رگ میں سے ناسور کی طرح پانی بہا کرتا ہوتو وہ بمنزلۂ زخم کے ہے جو کچھ اس کے اندر سے بہے گا، اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ پس جس شخص کی آنکھ سے ناسور یا زخم یا ورم یا کسی اور بیماری کی وجہ سے ہر وقت پانی جاری رہے تو وہ پیپ یا کچ لہو کے احتمال سے احتیاطاً معذور کی طرح ہر وقت کی نماز کے لئے نیا وضو کرے اور تندرست لوگوں کی امامت نہ کرے اور انکار کر دیا کرے۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۴۲ ج۱)

م:...... مباشرت فاحشہ کے بغیر مرد و عورت کے ایک دوسرے کو چھونے سے، یا کسی بے ریش لڑکے کو چھونے سے احناف کے نزدیک مطلق طور پر وضو نہیں ٹوٹتا، خواہ شہوت کے ساتھ چھوئے یا شہوت کے بغیر چھوئے، لیکن اختلاف فقہاء سے بچنے کے لئے اس کو وضو کر لینا خاص طور پر جبکہ وہ امام ہو، مستحب ہے، کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، خواہ اس نے شہوت کے ساتھ مس کیا ہو یا بغیر شہوت کے مس کیا ہو۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اگر شہوت کے ساتھ مس کیا ہوتو وضو ٹوٹتا ہے ورنہ نہیں۔

اور اسی طرح اپنے یا کسی دوسرے کے پیشاب یا پاخانہ کے مقام کو چھونے سے یا آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے احناف کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے، لیکن اس کو ہاتھ دھو لینا مستحب ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۵۳ و۱۵۴ ج۱)

عورت کی امامت

اس رسالہ میں عورت کی امامت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کے متعلق تفصیل سے کلام کیا گیا ہے۔قرآن کریم ،احادیث نبوی ﷺ، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور فقہاء اربعہ رحمہم اللہ کی عبارتوں سے واضح کیا گیا ہے کہ عورت کا مردوں کی امامت کرنا صحیح نہیں۔عورت ،عورتوں کی امامت کرسکتی ہے یانہیں؟ اورعورتوں کی جماعت کیا حکم رکھتی ہے؟ وغیرہ امورکو مع حوالہ بیان کیا ہے

مرغوب احمد لاجپوری

پیش لفظ

مؤرخہ:۱۸/مارچ ۲۰۰۵ءکو نیو یارک کے ایک چرچ میں ورجینا کامن ویلتھ یونیورسٹی میں اسلامک اسٹیڈیز کے شعبہ کی پروفیسر ڈاکٹر امینہ ودود کی اقتدا میں پچاس مردوں اور عورتوں نے نماز جمعہ ادا کی۔اذان خطبہ کی خدمت جینس میں ملبوس ایک خاتون نے انجام دی،اس کی ظاہری شکل وشباہت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لئے نہیں آئی ہے۔اس کے بال کھلے ہوئے اورلباس چست وتنگ تھا۔ایسے میں کیا اس نے اذان دی ہوگی؟اور کیا اس سے روحانی ماحول پیدا ہوا ہوگا؟

نماز ایک خالص روحانی عمل ہے،جس کا تعلق براہ راست بندہ اور خدا کے درمیان ہوتا ہے،اس میں نام ونمود اور ریا کاری کا کوئی شائبہ نہیں ہونا چاہئے،اس میں خلوص' تقوی اور پرہیز گاری ہونی چاہئے،مگر مذکورہ واقعہ میں ایسا کہیں بھی نہیں ہوا۔جس عورت کو پردہ کا حکم ہو اور جس کو غیر محرم مردوں سے دور رہنے کو کہا گیا ہو،وہ بے پردہ ہوکر غیر محرم کی درمیان نماز بھی پڑھتی ہے اور نماز پڑھاتی بھی ہے' اسلام اس کا تقاضا تو نہیں کرتا۔اس خبر کی مڈیا نے بہت اہتمام سے خوب تشہیر کی۔

یہ بات واضح رہے کہ ڈاکٹر امینہ ودود اس سے پہلے بھی نماز جمعہ کی امامت کرانے کا اعلان کر چکی تھی،مگر نا معلوم افراد کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں کے باعث اس کو اپنا پروگرام منسوخ کرنا پڑا۔اس مرتبہ بعض نام ونہاد مسلم تنظیمات کی حمایت حاصل تھی،جس میں مسلم ویک اپ ڈاٹ کام نامی ایک ویپ سائٹ اور اس کے ایڈیٹر احمد نست،مسلم ویمن فریڈم ٹاورز،میڈیا کوآرڈینیٹر آف مسلم اور اس کی ترجمان سارہ طنطاوی اور حال ہی میں قائم ہونے والی تنظیم پروگریسو مسلم یونین شامل ہیں۔

ڈاکٹر امینہ ودود ایک افریقن نومسلم ہے جو امریکہ میں آباد ہے، وہ نہ تو پیدائشی مسلمان ہے اور نہ ہی کسی اسلامی گھرانہ میں اس کی پرورش ہوئی ہے، بلکہ جوانی کے بعد اس نے اسلام قبول کیا ہے۔

بی بی سی اردو سروس کی خبر کے مطابق:

''وہ حدود کی سزاؤں کی مخالفت کرتی ہے۔ اس کے خیال میں شریعت مطہرہ میں چور کے لئے ہاتھ کاٹنے کی جو سزا متعین ہے وہ صحیح نہیں۔ اس کا اصرار ہے کہ ایسی روایات جو اسلام کی ابتدا میں ایک خاص تاریخی اور ثقافتی پس منظر میں اس کا حصہ بنائی گئی تھیں اب انہیں تبدیل کر دینا چاہئے''۔

ڈاکٹر امینہ ودود آج کل مسجد میں امام وخطیب بننے کی زبردست خواہش مند ہے تاکہ وہ عورتوں اور مردوں کی مشترکہ امامت کرا سکے۔ اس نے کئی آزاد خیال مردوں اور عورتوں کو اپنا ہم خیال بھی بنالیا ہے، اس کی انتھک کوشش کے باوجود امریکہ کی کسی مسجد نے اسے جمعہ پڑھانے کی اجازت نہیں دی، بلکہ دین میں فتنہ پیدا کرنے پر اسے دھمکیاں تک دی گئیں، بالآخر اس نے پولیس کی مدد سے ایک چرچ میں امامت کرا کے ایک نئے فتنہ کا آغاز کیا۔ انشاء اللہ عورت کی امامت کا یہ فتنہ زیادہ دیر نہیں چلے گا، کیونکہ تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔ امریکہ کے مسلمان اور مساجد کے ذمہ دار حضرات قابل صد مبارک بادی کے مستحق ہیں جنہوں نے مشکل حالات کے باوجود اپنی مساجد کو اس فتنہ سے محفوظ رکھا۔ نیز ان مردوں کو جنہوں نے اس عورت کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی ہے از راہ خیر خواہی عرض کرتا ہوں کہ ان کو اللہ کے دربار میں سچی توبہ کرنی چاہئے، موت برحق ہے اور موت کے بعد میدان حشر میں اپنے کئے کا بدلہ دینا ہے وہاں نہ پولیس کا

پہرہ کام دے گا اور نہ عورت کی امامت کی حمایت اللہ کے عذاب سے چھڑا سکے گی۔

یہ بھی یاد رہے کہ عورتوں کی امامت اور مردوں کے شانہ بشانہ عورتوں کی نماز کی تحریک کی اصل محرکہ اور روح رواں مارگن ٹاؤن ویسٹ ورجینا کی ایک نام نہاد مسلمان مولانا شبلی رحمہ اللہ کی پڑپوتی ہونے کا دعوی کرنے والی اثری نعمانی ہیں، جس کی پیدائش تو ہندوستان میں ہوئی، لیکن ابھی وہ پانچ چھ سال کی تھی کہ اس کے والدین اس کو لے کر امریکہ آ گئے۔

ابھی نیویارک میں امینہ ودود کی امامت کی بازگشت جاری تھی کہ اطلاع آئی کہ ۲۵ر مارچ ۲۰۰۵ء کو کینیڈا میں سلیمہ علاؤالدین نامی خاتون نے جمعہ کی نماز میں مرد وعورتوں کی مخلوط جماعت کی امامت کی، جس میں دوسو کے قریب لوگوں کی شرکت کی۔

ہندوستان میں مالابار کے علاقے میں مسلم خواتین اپنی علیحدہ مسجد ''مسجد النساء'' بنانے کے متعلق سوچ وبچار کر رہی ہیں۔

ہالینڈ کے دارالحکومت ایمسٹرڈم میں پچھلے دنوں مسلم خواتین کی مسجد کا افتتاح ہو چکا ہے، جس میں مؤذن اور امام کے طور پر خواتین کا تقرر کیا گیا ہے، اس مسجد کا افتتاح متنازع مصری ادیبہ نول السعادی نے کیا، جس پر قاہرہ کی ایک عدالت میں اسلام سے برگشتگی اور ارتداد کا مقدمہ چل رہا ہے۔

ڈاکٹر امینہ کی امامت کے واقعہ سے لے کر آج تک برابر اخبار میں اس پر کوئی نہ کوئی مراسلہ اور نئے نئے مجتہدین کے نظریات آتے رہتے ہیں۔ایک عورت نے تو ام ورقہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ نقل کر کے ان الفاظ میں علماء کو چیلنج کیا ہے کہ: ''کوئی عالم اس واقعہ پر مزید روشنی ڈالے گا''؟ اگر واقعہ صحیح ہے تو ہنگامہ کیوں؟۔حالانکہ مضمون نگار صاحبہ نے اس واقعہ کے نقل کرنے میں جان کر یا انجانے میں غلطی کی ہے۔

بعض فقہاء رحمہم اللہ نے عورتوں کے لئے عورت کی امامت کو جائز قرار دیا، مگر جمعہ کی نماز کے لئے تو ان کے یہاں بھی اجازت نہیں کہ عورت امامت کرے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے عورتوں کی جماعت میں عورت کی امامت کو جائز کہا:

وقال الشافعی رحمہ اللہ :وتؤم المرأة النساء فی المکتوبة وغیرها وآمرها ان تقوم فی وسط الصف۔ (کتاب الام ص۱۶۴ج۱۔ نماز مسنون ص۴۶۹)

یعنی عورت عورتوں کو امامت کرا سکتی ہے، فرائض میں بھی اور دیگر نوافل وغیرہ میں بھی۔ اور میں کہتا ہوں کہ عورت جب نماز پڑھائے تو صف کے درمیان میں کھڑی ہو آگے نہ ہو۔

تاہم امام شافعی رحمہ اللہ جمعہ کی نماز کے لئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’ولا تُجَمِّعُ امرأة بنساء لان الجمعة امامة جماعة کاملة فلیست المرأة لمن لها ان تکون امام جماعة کاملة‘‘۔ (کتاب الام ص۱۹۲ج۱)

اور کوئی عورت بھی عورتوں کو جمعہ کی نماز میں امامت نہیں کرا سکتی، اس لئے کہ جمعہ کی امامت ایک کامل جماعت کی امامت ہوتی ہے (یعنی یہ اجتماعیت کی کامل شکل ہوتی ہے اور وہ صرف مردوں کا حصہ ہے) اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ کامل جماعت میں امام بن سکے۔ (نماز مسنون ص۴۶۹)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا ایک فتویٰ یہاں نقل کرنا بہت مناسب ہے، اس لئے کہ ڈاکٹر آمنہ کی امامت میں جو جمعہ پڑھا گیا اس واقعہ کے جو احوال لوگوں سے سنے تو محسوس ہوا کہ درج ذیل فتویٰ کو اس سے کافی مناسبت ہے۔

س:...... ہمارے محلّہ میں دس پندرہ گھر ہیں۔ جمعہ کے روز سب عورتیں ہمارے گھر میں نماز

پڑھتی ہیں۔ان میں ایک خاتون اونچی آواز سے نماز پڑھتی ہیں اور باقی خواتین ان کے پیچھے۔کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ جو خاتون نماز پڑھاتی ہیں ان کے ہاتھ اور پاؤں پر نیل پالش لگی ہوتی ہے۔اور کچھ خواتین آدھی آستین کی قمیص پہن کر آتی ہیں، ان کے متعلق اسلام کی رو سے بتائیے کہ اس طرح نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج:......سوال میں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ یہ عورتیں جو نماز پڑھتی ہیں آیا وہ جمعہ کی نماز پڑھتی ہے یا نفل نماز؟ اگر وہ اپنے خیال میں جمعہ کی نماز پڑھتی ہیں تو ان کی جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، کیونکہ جمعہ کی نماز کے لئے امام کا مرد ہونا شرط ہے، لہذا ان کی جمعہ کی نماز نہیں ہوئی (یہ نماز نفل ہوئی جس کا ذکر آگے آتا ہے) اور ظہر کی نماز ان کے ذمہ رہ گئی۔اور اگر وہ نفل نماز پڑھتی ہیں تو عورتوں کا جمع ہو کر اس طرح نفل نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدترین بدعت ہے اور متعدد غلطیوں کا مجموعہ ہے جس کی وجہ سے وہ سخت گنہگار ہیں۔اور نیل پالش اور آدھی آستین والی عورتوں کی تو انفرادی نماز بھی نہیں ہوتی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۰۳ ج ۲)

بہر حال جن عورتوں نے امریکہ میں نماز جمعہ ادا کی ان کی نماز کی صحت کا تو یہ حال ہے۔اس واقعہ سے اس موضوع پر مختصر تحریر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ شرعی نقطۂ نظر سے عورت کی امامت کی کیا حیثیت ہے؟ سب سے پہلے احادیث، پھر آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، پھر فقہاء رحمہم اللہ کی عبارات نقل کی جائیں گی۔اللہ کرے یہ چند سطریں امت کی اصلاح اور غلط فہمی کے ازالہ کا سبب بنیں، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

ربیع الاول ۱۴۲۶ھ، اپریل ۲۰۰۵ء

آیاتِ قرآنی

(۱)......قال اللہ تعالی: ﴿ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھنّ درجۃ﴾۔(سورۂ بقرہ،آیت ۲۲۸)

ترجمہ:......اور عورتوں کا حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

(۲)......قال اللہ تعالی: ﴿ الرجال قوّامون علی النساء﴾۔(سورۂ نساء،آیت ۳۴)

ترجمہ:......یعنی مرد حاکم ہے عورتوں پر۔

تفسیر:......مفسرین نے اس آیت کے تحت عورتوں کی امامت کا جائز نہ ہونا بیان فرمایا ہے۔ چند حوالے نقل کرتا ہوں :امام رازی رحمہ اللہ اس کی تشریح میں طویل کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:’’وفی الامامۃ الکبری والصغری والجھاد والاذان والخطبۃ والاعتکاف والشھادۃ فی الحدود والقصاص بالاتفاق‘‘۔(تفسیر کبیر ص۸۸ ج۱۰)

اور درج ذیل مناصب بالاتفاق مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں:امامت کبری‘ صغری‘ جہاد‘اذان‘ خطبہ‘(مسجد میں)اعتکاف اور حدود وقصاص میں شہادت۔

مفتیٔ بغداد علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’ولذا خص بالرسالۃ والنبوۃ علی الاشھر ، وبالامامۃ الکبری والصغری واقامۃ الشعائر کالاذان والاقامۃ والخطبۃ الجمعۃ‘‘ الخ۔(روح المعانی ص۲۳ ج۵)

یعنی اسی بنا پر مردوں کو مخصوص کیا گیا رسالت ونبوت کے ساتھ،امامت کبری وصغری کے ساتھ اور اسلامی شعائر مثلا اذان‘اقامت اور خطبہ وجمعہ کے ساتھ.....وغیرہ۔

’’قال الشافعی رحمہ اللہ : اذا صلت المرأۃ برجال و نساء و صبیان ذکور

فصلوة النساء مجزئة ، وصلوة الرجال والصبيان الذكور غير مجزئة ، لان الله عز و جل جعل الرجال قوامين على النساء "۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب کسی عورت نے مردوں' عورتوں اور لڑکوں کو نماز پڑھائی تو عورتوں کی نماز تو ہوگئی، لیکن مردوں اور لڑکوں کی نماز نہیں ہوگی، کیونکہ اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں پر قوام بنایا ہے۔ (کتاب الام ص۱۹۱ ج۱)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سورۂ نمل کی آیت متعلق ملکہ سبا کی تفسیر کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

"اسی لئے علماء امت اس پر متفق ہیں کہ کسی عورت کو امامت وخلافت یا سلطنت و حکومت سپرد نہیں کی جاسکتی، بلکہ نماز کی امامت کی طرح امامت کبری بھی صرف مردوں کو سزاوار ہے۔ (معارف القرآن ص۵۶۱ ج۶)

احادیث نبوی ﷺ

(۱)......عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم : يقول فذكر الحديث وفيه الا ولا تؤمن امرأة رجلا۔

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے آپ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ: پھر طویل حدیث نقل فرمائی: خبردار کوئی عورت مرد کی امامت نہ کرے۔ (السنن الكبرى للبيهقى ص۹۰ ج۳، باب لا يأتم رجل بامرأة)

اس حدیث میں بالکل صراحت سے آپ ﷺ نے عورتوں کی امامت سے منع فرمایا ہے۔

(۲)...... عن ابى هريرة رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :

خیر صفوف الرجال اولها وشرها آخرها ، وخیر صفوف النساء آخرها و شرها اولها۔

(مسلم شریف،ص۱۸۲، باب تسویة الصفوف واقامتها ، الخ۔ابوداؤد ص۱۰۶، باب صف النساء والتأخر عن الصف الاول)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں بہتر صف اس کی پہلی صف ہے اور بری صف اس کی آخری صف ہے۔

تشریح:......عورت جب امامت کرے گی تو اول صف میں ہوگی اور اسے آپ ﷺ شر سے تعبیر فرمارہے ہیں۔

(۳)......ان النبی صلی الله علیه وسلم قال : هلکت الرجال حین اطاعت النساء۔

(رواہ احمد والحاکم کذا فی اعلاء السنن ص۲۵۱ ج۴، باب عدم جواز امامة المرأة لغیر المرأة)

ترجمہ:......آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: مرد جب عورتوں کی اطاعت کریں گے تو ہلاک ہوجائیں گے۔

تشریح:......ظاہر ہے جب عورت مرد کی امامت کرے گی تو مرد کو اس کی اطاعت کرنے پڑے گی، اور اس پر آپ ﷺ ہلاکت کا اظہار فرمارہے ہیں۔

(۴)...... عن عائشة رضی الله عنها : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : لا خیر فی جماعة النساء الا فی المسجد۔

(رواہ احمد والطبرانی ، کذا فی اعلاء السنن ص۲۴۲ ج۴، باب کراهة جماعة النساء)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی

جماعت میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو۔

تشریح:...... آپ ﷺ عورتوں کی جماعت میں ہر طرح کی خیر کی نفی فرما رہے ہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو تو چونکہ عورت مرد کی اقتدا میں ہوگی۔

(۵)...... عن سهل بن سعد رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔

(بخاری ص ۱۶۰ ج ۱، باب التصفیق للنساء ، کتاب التهجد۔ مسلم ص ۱۸۰ ج ۱، باب تسبیح الرجل وتصفیق المرأة ، الخ ،کتاب الصلوة۔ ترمذی ص ۸۵ ج ۱، باب التسبیح للرجال والتصفیق للنساء ابواب الصلوة)

ترجمہ:...... حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تسبیح مردوں کے لئے ہے اور تصفیق عورتوں کے لئے۔

بہت غور کا مقام ہے کہ آپ ﷺ نے امام کے بھول جانے کی صورت میں مرد کے لئے یہ حکم دیا کہ تسبیح کہہ کر امام کو مطلع کرے، مگر عورت کو تسبیح کہنے تک کی اجازت نہیں دی، بلکہ ان کے لئے یہ حکم دیا کہ تصفیق یعنی ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ پر مارے۔ جب شریعت میں اتنی اہمیت عورت کی آواز کو دی گئی تو امامت کی کہاں اجازت دی جاسکتی ہے۔

عورت کی آواز ستر ہے یا نہیں؟

یہاں اس مسئلہ کا ذکر کر دینا بھی مفید معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی آواز ستر ہے یا نہیں؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ: عورت کی آواز ستر ہے، جیسا کہ محقق ابن نجیم رحمہ اللہ نے نوازل کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

”وصرح فی النوازل بان نغمة المرأة عورة ، وبنی علیه ان تعلمها القرآن من

المرأة احب الی من تعلیمها من الاعمی۔(البحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۱)

یعنی کتاب نوازل میں تصریح ہے کہ عورت کا نغمہ (آواز، ترنم) ستر ہے اور اسی پر اس مسئلہ کی بنا ہے کہ عورت کا عورت سے قرآن پاک سیکھنا زیادہ بہتر ہے بنسبت اس کے کہ وہ کسی نابینا سے قرآن شریف سیکھے۔

مگر صحیح بات یہ ہے عورت کی آواز ستر نہیں، لیکن فتنے سے خالی نہیں:

وفی شرح المنیة : " الاشبه ان صوتها لیس بعورة وانما یؤدی الی الفتنة کما علل به صاحب الهدایة وغیره فی مسئلة التلبیة ، ولعلهن انما منعن من رفع الصوت بالتسبیح فی الصلوة لهذا المعنی ولا یلزم من حرمة رفع صوتها بحضرة الاجانب ان یکون عورة"۔(البحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۱)

صاحب درمختار لکھتے ہیں: "وصوتها علی الاصح "یعنی عورت کی آواز اصح قول کے مطابق ستر نہیں۔(الدر المختار ص ۶۲ ج ۱۔ نماز مسنون ص ۴۷۱)

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

(۱)......عن علی ابن طالب رضی الله عنه انه قال : لا تؤم المرأة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۳۷ ج ۱، من کره ان تؤم المرأة النساء)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ عورت امامت نہ کرے۔

(۲)......عن ابن مسعود رضی الله عنه : اخّروهنّ من حیث اخّرهنّ الله۔

(مصنف عبد الرزاق ص ۱۴۹ ج ۳۔ نماز مسنون ص ۴۶۸)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ان عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں اللہ تعالی نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔

عبارات فقہاء

فقہ حنفی

(۱)......ولا یصح اقتداء رجل بامرأة و خنثی وصبی ولو فی جنازة۔

(الدر المختار ص ۵۷۷ ج ۱، باب الامامة)

(۲)......ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بامرأة ،الخ۔

(الشرح الثمیری علی المختصر للقدوری ص ۱۶۶ ج ۱)

ترجمہ:......اور مردوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی عورت کی اقتدا کرے۔

فقہ شافعی

(۳)...... ولا یجوز ان تکون امرأة امام رجل فی صلوة بحال ابدا۔

ترجمہ:......اور یہ جائز نہیں کہ کوئی عورت کسی حال میں بھی مرد کی امام بن سکے۔

(کتاب الام ص ۱۶۴ ج ۱۔نماز مسنون ص ۴۶۹)

(۴)......ولا یجوز للرجل ان یصلی خلف المرأة لما روی جابر رضی الله قال: خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال : لا تؤمن المرأة رجلا۔

الشرح:...... وسواء فی منع امامة المرأة للرجال صلاة الفرض والتراویح و سائر النوافل ، هذا مذهبنا ومذهب جماهیر العلماء من السلف والخف ، وحکاه البیهقی عن فقهاء السبعة المدینة التابعین ، وهو مذهب مالک وابی حنیفة وسفیان واحمد وداؤد ، وقال ابو ثور والمزنی وابن جریر : تصح صلاة الرجال ورائها ، حکاه عنهم القاضی ابو الطیب والعبدی ، وقال الشیخ ابو حامد : مذهب الفقهاء کافة لا تصح

صلاۃ الرجال وراء ھا الا ابا ثور۔(المجموع شرح المھذب ص۲۵۴ج۵،دارالفکر)

یعنی اور جائز نہیں مرد کے لئے کہ وہ عورت کے پیچھے نماز پڑھے،حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی بناپر۔وہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:عورت ہرگز مرد کی امامت نہ کرے۔

شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:عورت کی امامت مردوں کے لئے ممنوع ہونے میں فرض، تراویح اور تمام نوافل برابر ہیں۔ ہمارا اور جمہور کا سلفاوخلفا یہ مذہب ہے، اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی مدینے کے سات تابعین فقہاء رحمہم اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے، اور یہی مذہب امام مالک ، امام ابوحنیفہ، حضرت سفیان، امام احمد، حضرت داؤد رحمہم اللہ کا ہے۔ابوثور اور ابن جریر رحمہما اللہ کا کہنا ہے کہ: مرد کی نماز عورت کے پیچھے درست ہے، قاضی ابوطیب اور عبدی رحمہما اللہ نے ان سے یہ قول نقل کیا ہے۔شیخ ابوحامد (امام غزالی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ: تمام فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ مرد کی نماز عورت کے پیچھے درست نہیں سوائے ابوثور رحمہ اللہ کے۔

فقہ مالکی

(۵)......وقال مالک رحمه الله : لا تؤم المرأة۔

ترجمہ:......اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:عورت امامت نہ کرے۔

(المدونة الکبری ص۸۵ج۱)

(۶)......علامہ ابن رشد قرطبی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اختلفوا فی امامة المرأة : فالجمھور علی انه لا یجوز ان تؤم الرجال ، فاختلفوا فی امامتھا ، فاجاز ذلک الشافعی ومنع ذلک مالک، وشذ ابو ثور والطبری

،فاجاز امامتها على الاطلاق ،وانما اتفق الجمهور على منعها ان تؤم الرجال ، لانه لو كان جائزا لنقل عن الصدر الاول ، ولانه ايضا لما كانت سنتهن فى الصلاة التاخير عن الرجال انه ليس يجوز لهن التقدم عليهم ، لقوله عليه الصلوة والسلام : اخرهن من حيث اخرهن الله۔(بداية المجتهد ص۲۸۹ ج۲، بیروت)

(۷)......المالكية قالوا : لا يصح ان تكون المرأة ولاالخنثى المشكل اماما لرجل أو نساء لا فى فرض ولا نفل ، فالذكورة شرط فى الامام مطلقا۔

حضرات مالکیہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ: عورت اور خنثیٰ مشکل کی امامت مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے صحیح نہیں ہے، چاہے نماز فرض ہو یا نفل، پس مرد ہونا مطلقا امامت کے لئے شرط ہے۔(الفقه على المذاهب الاربعة ص۴۰۹ ج۱، كتاب الصلوة ، امامة النساء)

فقہ حنبلی

(۸)......وان صلى خلف مشرك أو امرأة أو خنثى مشكل اعاد الصلوة ، واما المرأة فلا يصح ان يأ تم بها الرجل بحال فى فرض ولا نافلة فى قول عامه الفقهاء ۔

ترجمہ:......اگر مشرک یا عورت یا خنثیٰ مشکل کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نماز کا اعادہ کرے۔ اور عورت کی اقتدا مرد کے لئے کسی حال میں صحیح نہیں نہ فرض میں نہ نفل میں، اور یہی عام فقہاء کا قول ہے۔(المغنی ص۳۴ ج۲)

(۹)......ومن شروط الامامة : الذكورة المحققة ، فلا تصح امامة النساء۔

(الفقه على المذاهب الاربعة ص۴۰۹ ج۱، كتاب الصلوة ، امامة النساء)

(۱۰)......علامہ مرداوی حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’قوله ولا تصح امامة المرأة للرجل ، هذا المذهب مطلقا ، قال فى المستوعب

هذا يصح من المذاهب۔ (الانصاف للمرداوی ص۲۶۳ ج۲، طبع بیروت)

علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ نے ''شرح عقائد نسفی'' کی شرح میں عورت کی امامت کے عدم جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

(۱۱)...... وايضاقد اجمع العلماء على عدم نصبها حتى فى الامامة الصغرى۔

نیز یہ کہ امت کا اجماع ہے کہ عورت کو امام بنانا صحیح نہیں حتی کہ امامت صغری میں بھی۔

(نبراس ص۳۲۱، امدادیہ ملتان)

ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال اور اس کا جواب

''ابوداؤد شریف'' کی ایک روایت ہے:

عن ام ورقة بنت عبد الله ابن الحارث بهذا الحديث والاول اتم، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها فى بيتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها وامرها ان تؤم اهل دارها۔ (ابوداؤد ص۹۵ ج۱، باب امامة النساء)

حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت ہے، مگر پہلی حدیث مکمل ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں ان سے ملنے جاتے تھے اور ان کے لئے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا جو ان کے لئے اذان دیتا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو اہل خانہ کی امامت کی اجازت دی تھی۔

''ابوداؤد شریف'' کی اس روایت سے قبل اور ایک روایت میں اس کی تفصیل ہے کہ:

حضرت ام ورقہ بنت (عبداللہ بن الحارث بن عویمر) نوفل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ جب بدر کی لڑائی میں تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بھی اپنے ساتھ جہاد میں شرکت کی اجازت مرحمت فرما دیجئے! میں بیمار کی

تیمارداری کروں گی' شاید اللہ تعالی مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، اللہ تعالی تمہیں شہادت عطا فرمائے گا۔ راوی کہتے ہیں: اس دن سے ان کا نام "شہیدہ" ہوگیا۔ انہوں نے قرآن پڑھا تھا' اس لئے اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرنے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ راوی کہتے ہیں: انہوں نے ایک غلام اور باندی کو مدبر کیا تھا، وہ دونوں ایک رات اٹھے اور چادر سے انکا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئیں اور وہ دونوں بھاگ نکلے، جب صبح ہوئی (اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو) آپ نے فرمایا: جس کو ان دونوں کا پتہ ہو یا جس نے ان کو کہیں دیکھا ہو وہ ان کو حاضر کرے، چنانچہ وہ پکڑے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور وہ دونوں سولی دیئے گئے اور مدینہ منورہ میں سولی دیئے جانے کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ (ابوداؤد ص ۹۵ ج ۱، باب امامة النساء)

علامہ نیموی رحمہ اللہ نے "آثار السنن" میں حاکم کی روایت اس طرح نقل کی ہے کہ: حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

ہمارے ساتھ شہیدہ کے پاس چلو تا کہ ہم ان کی ملاقات کریں اور آپ ﷺ نے ان کے لئے اذان اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی تھی اور یہ اپنے اہل خانہ کو فرائض میں امامت کراتی تھیں۔

عن ام ورقة الانصارية رضى الله عنها : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: انطلقوا بنا الى الشهيدة فنزورها ، وامر ان يوذن لها ويقام وتؤم اهل دارها فى الفرائض، رواه الحاكم واسناده حسن۔

(توضیح السنن شرح آثار السنن ص ۱۹۹ ج ۲، باب امامة النساء)

اس واقعہ سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا کہ عورت کی امامت جائز ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں، اس لئے کہ اس روایت میں اس بات کا ثبوت نہیں کہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا مردوں کی امامت کرتی تھیں۔ محدثین نے اس حدیث کی شرح میں اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا اپنے محلّہ کی عورتوں کی امامت کرتی تھیں نہ کہ مردوں کی، اس لئے کہ دوسری روایت میں صراحت سے عورتوں کی امامت سے منع فرمایا گیا ہے۔ اسی لئے جمہور علماء امت کا یہی مسلک ہے کہ عورتوں کی امامت جائز نہیں، البتہ عورت عورتوں کی امامت کرسکتی ہے یا نہیں اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ صاحب منہل تاج العلماء علامہ محمود محمد خطاب السبکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

وذهب الجمهور الى عدم صحة امامتها لهم لم اروى عن جابر مرفوعا : لا تؤمن امرأة رجلا ۔ (المنهل ص۳۱۴ ج۴)

''ابوداؤد'' کی اس حدیث کے علماء نے کئی جوابات دیئے ہیں:

(۱)...... دارقطنی کی روایت میں اس بات کی تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے لئے اذان واقامت کی اجازت دی اور یہ کہ وہ عورتوں کی امامت کریں۔ ''دار قطنی'' کے الفاظ یہ ہیں:

عن ام ورقة رضى الله عنها : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذن لها ان يؤذن لها ويقام وتؤم نساء ها ۔ (المنهل العذب المعبود شرح سنن ابى داؤد ص۳۱۴ ج۴)

(۲)...... اس حدیث میں کہاں اس کی صراحت ہے کہ وہ مؤذن اور غلام ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے؟ ممکن ہے کہ وہ اذان کے بعد مسجد میں نماز پڑھنے چلے جاتے ہوں۔ اور'' دارقطنی'' کی روایت سے اس بات کی تائید بھی ہوتی ہے۔ صاحب

منہل فرماتے ہیں:

ویمکن الجواب عن حدیث الباب بانه لیس صریحا فی ان المؤذن والغلام کانا یصلیان خلفها ، فیحتمل ان المؤذن کان یؤذن لها ثم یذهب الی المسجد لیصلی فیه وکذا الغلام فکانت تؤم نساء دارها لا غیر۔(المنهل العذب المعبود ص۳۱۴ ج۴)

(۳)......محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

آپ ﷺ نے ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے لئے اذان کی اجازت مرحمت فرمائی تاکہ وہ محلّہ کی عورتوں کو جمع کریں اور ان کے ساتھ نماز ادا کریں جیسا کہ ''دارقطنی'' کی روایت سے معلوم ہوتا ہے:''فیؤذن لها لیجتمع نساء الحی فیصلین معها ''الخ۔

(بذل المجهود فی حل ابی داؤد ص۲۰۹ ج۴)

(۴:)......ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت ہو،اس لئے کہ عورتوں کے لئے اذان اور اقامت مشروع نہیں اور یہاں آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی تو جیسے یہ اذان اور اقامت ان کی خصوصیت ہے ویسے ہی امامت بھی ان کی خصوصیت ہوگی۔حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

ولو قدر ثبوت ذلک لام ورقة لکان خاصا لها بدلیل انه لا یشرع لغیرها من النساء اذان ولا اقامة فتختص بالامامة لاختصاصها بالاذان والاقامة۔

(لامع الدرری ص۲٦۹ ج۱، باب اذ الم یتم الامام واتم من خلفه ۔المغنی ص۳۴ ج۲)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے جواب سے استدلال

بعض حضرات نے عورتوں کی امامت کے جواز کے لئے ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا

سہارا لیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب جیسا عظیم اسکالر عورت کی امامت کو جائز کہتا ہے۔

اس کے جواب میں صاف اور سیدھی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اگر جائز کہتے ہوں تو یہ ان کا تفرد ہے، جمہور امت کے خلاف ڈاکٹر صاحب کی بات کا ہم اتباع نہیں کر سکتے۔ اسلاف میں سے بھی بعض اکابر کے متعلق یہ بات منقول ہے کہ وہ عورت کی امامت کے قائل تھے، مثلا: ابوثور، مزنی، طبری وغیرہ، مگر جمہور امت نے ان کی مخالفت فرمائی۔ شارح ابوداؤد ابوطیب محمد عظیم آبادی لکھتے ہیں:

وذهب الى صحة ذلک ابو ثور والمزنی والطبری، وخالف ذلک الجماهير۔

(عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ص۲۰۳ ج۲، باب امامة النساء)

یہاں ایک اصولی بات سمجھ لینے کے قابل ہے کہ شریعت کے خلاف کسی کا قول وعمل حجت نہیں، یہ ہماری سنگین غلطی ہے کہ بعض مرتبہ غیر مختلف فیہ مسائل تک میں ہم لوگ شاذ قول کو لے کر اس کے جواز کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا شریعت کے مقرر کردہ قانون کے مقابلہ میں کسی کا قول وعمل حجت ہے؟ اگر نہیں تو ان کا حوالہ دینے کے کیا معنی؟ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ نے بڑی عمدہ اور قابل غور بات تحریر فرمائی کہ:

''خوب سمجھ لیجئے کہ پاکستان کا سربراہ ہو یا سعودی حکمران، سیاسی لیڈر ہو یا علماء ومشائخ! یہ سب امتی ہیں، ان کا قول وفعل شرعی سند نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ان کا حوالہ دیا جائے، یہ سب لوگ اگر امتی بن کر اپنے نبی ﷺ کے قانون پر عمل کریں گے تو اللہ تعالی کے یہاں اجر پائیں گے اور اگر نہیں کریں گے تو بارگاہ خداوندی میں مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں گے، پھر خواہ اللہ تعالی ان کو معاف کردیں یا پکڑ لیں، بہرحال کسی مجرم کی قانون شکنی، قانون میں لچک پیدا نہیں کرتی۔ ہم لوگ بڑی سنگین غلطی کے

مرتکب ہوتے ہیں جب قانون الٰہی کے مقابلے میں فلاں اور فلاں کا حوالہ دیتے ہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص۳۱۰ ج۱۰)

دوسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کی بات کی تاویل کی کہ: جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کی بات سے جواز کی دلیل پکڑی انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی بات کو یا تو پڑھا ہی نہیں یا سمجھا نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کیا کہنا چاہتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے بہاولپور یونیورسٹی میں یہ سوال کیا کہ: حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کون تھیں؟ کیا صرف وہی حافظہ تھیں یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حافظ قرآن تھیں؟ اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کا وہ واقعہ جو ''ابوداؤد شریف'' میں آیا ہے بیان کیا اور اس کے ضمن میں کہا کہ:

''یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عورت کو امام بنایا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ ایک چیز جو میرے ذہن میں آئی ہے وہ عرض کرتا ہوں کہ بعض اوقات عام قاعدے میں استثناء کی ضرورت پیش آتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے استثنائی ضرورتوں کے لئے یہ استثنائی تقرر فرمایا ہوگا، چنانچہ میں اپنے ذاتی تجربے کی ایک چیز بیان کرتا ہوں۔ پیرس میں چند سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک افغان لڑکی طالب علم کے طور پر آئی تھی۔ ہالینڈ کا ایک طالب علم جو اس کا ہم جماعت تھا اس پر عاشق ہوگیا۔ عشق اتنا شدید تھا کہ اس نے اپنا دین بدل کر اسلام قبول کر لیا۔ ان دونوں کا نکاح ہوا۔ اگلے دن وہ لڑکی میرے پاس آئی اور کہنے لگے کہ: بھائی صاحب میرا شوہر مسلمان ہوگیا ہے اور وہ اسلام پر عمل بھی کرنا چاہتا ہے، لیکن اسے نماز نہیں آتی اور اسے اصرار ہے کہ میں خود امام بن کر نماز پڑھاؤں، کیا وہ میرے اقتدا میں نماز پڑھ

سکتا ہے؟ میں نے اسے جواب دیا کہ اگر آپ کسی عام مولوی صاحب سے پوچھیں گی تو وہ کہے گا کہ: یہ جائز نہیں، لیکن میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کا ایک واقعہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کا ہے، اس لئے استثنائی طور پر تم امام بن کر نماز پڑھاؤ! تمہارے شوہر کو چاہئے کہ مقتدی بن کر تمہارے پیچھے نماز پڑھے اور جلد از جلد ان سورتوں کو یاد کرے جو نماز میں کام آتی ہیں، کم از کم تین سورتیں یاد کرے اور تشہد وغیرہ یاد کرے، پھر اس کے بعد وہ تمہارا امام بنے اور تم اس کے پیچھے نماز پڑھا کرو"۔ (خطبات بہاولپور ص ۳۱)

یہ ہے ڈاکٹر صاحب کا واقعہ، انہوں نے ایک استثنائی صورت کو بیان کر کے عارضی طور پر اس خاتون کو جس کا شوہر نماز سے واقف نہیں تھا اجازت دی نہ کہ عورت کی امامت کے جواز کا فتوی صادر کر دیا۔

لیکن یہ تاویل بعید از قیاس ہے اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے بہت صراحت سے عورت کی امامت کا جواز ثابت کیا ہے۔ پہلے ڈاکٹر صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمائے، پھر جواب۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

"حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ نے ان کے محلے "اھل دارھا" نہ کہ "اھل بیتھا" کی مسجد کا امام مامور فرمایا تھا، جیسا کہ "سنن ابی داؤد" اور "مسند احمد بن حنبل" میں ہے، اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے اور یہ کہ ان کا مؤذن ایک مرد تھا۔ ظاہر ہے کہ مؤذن بھی بطور مقتدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوگا"۔

(خطبات بہاولپور ص ۳۱، خطبہ نمبر ا، سوال نمبر ۱۳)

ایک اور جگہ بھی اس قسم کا سوال و جواب ہے:

سوال: ...... حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کو آپ ﷺ نے گھر کی عورتوں کا امام بنایا تھا۔ کیا عورت صرف عورتوں کی امامت کرسکتی ہے، مردوں کی نہیں؟

جواب: ...... میں اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ صرف عورتوں کے لئے امام بنایا گیا تھا۔ حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ''اہل خاندان کے لئے'' اہل کے معنی صرف عورتوں کے نہیں ہوتے، پھر اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ: ان کا ایک مؤذن تھا جو مرد تھا اور مزید تفصیلات بھی ملتی ہیں کہ ان کے غلام بھی تھے۔ ظاہر ہے کہ غلام ان کی امامت میں ہی نماز پڑھتے ہوں گے۔ غرض یہ کہ امامت صرف عورتوں کے لئے نہیں تھی بلکہ مردوں کے لئے بھی تھی۔ (خطبات بہاولپور ص ۳۷۶، خطبہ نمبر ۱۲، سوال نمبر ۵)

ڈاکٹر صاحب کے اس فرمان کے جواب اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب مدظلہ کی تحریر کافی وشافی ہے اسے من وعن نقل کرتا ہوں۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں:

جناب ڈاکٹر صاحب کے ارشادات کا جائزہ لینے سے پہلے ہم قارئین سے عرض کرتے ہیں کہ وہ نگاہ کو اور گہرائی تک لے جائیں، شریعت مقدسہ کے مزاج کو سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر دیکھیں کہ کیا عورت کا مردوں کے لئے امام بننا شریعت کے لطیف اور پاکیزہ مزاج سے کوئی میل کھاتا ہے۔

شریعت مقدسہ کا عمومی مزاج اور عورت کی امامت

اس سلسلے میں ہم قارئین کی توجہ تین اہم نکات کی طرف مبذول کرائیں گے:

پہلا نکتہ: ...... اگر عورت مسجد میں جا کر مردوں کی امام بن سکتی ہے تو یقیناً جہری نمازوں میں قرأت جہرا کرے گی اور نماز جہری ہو یا سری، تکبیرات تو یقیناً بلند آواز سے کہے گی۔ جب

یہ سب کچھ اس لئے روا ٹھہرا تو پھر اس کے اذان خود کہنے میں رکاوٹ کیوں ہوتی اور کسی مرد کو اس کے لئے مؤذن مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ شریعت تو یہاں تک حکم دیتی ہے کہ اگر نماز میں امام سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو مرد ''سبحن الله'' کہہ کر آگاہ کریں اور عورت ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسری ہاتھ کی پشت پر مار کر مطلع کرے۔

''التسبیح للرجال والتصفیق للنساء''۔(بخاری، مسلم ص ۱۸۰ ج ۱، وغیرہ)

جو عورت غلطی بتانے کے لئے مردوں کی جماعت میں تسبیح نہیں کہہ سکتی، وہ آگے کھڑی ہو کر تکبیرات کہے گی اور قرأت کرے گی؟ عقل سلیم کیا کہتی ہے؟

دوسرا نکتہ: ......حدیث کی تمام معتبر کتابوں (بخاری، باب الصلوۃ علی ،الخ حدیث نمبر ۳۸۔ مسلم ص ۲۳۴ ج ۱، وغیرہ) میں ایک واقعہ آیا ہے کہ:

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ بی بی ام سلیم انصاریہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے نماز پڑھائی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کا چھوٹا بھائی حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے ان دونوں بیٹوں کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔

''صففت انا والیتیم ورائہ والعجوز من ورائنا''۔(ترمذی ص ۵۵ ج ۱)

تو شریعت مطہرہ کی نازک مزاجی اور احتیاط پسندی اس بات کی روادار نہیں کہ بوڑھی ماں اپنے بیٹوں کے ساتھ صف میں کھڑی ہو جائے۔ کیا وہ اس بات کی اجازت دے گی کہ عورت مردوں کی امام بن کر آگے کھڑی ہو؟ حاشا وکلا۔

تیسرا نکتہ: ......شریعت مقدسہ تو یہاں تک حکم دیتی ہے کہ: عورت کا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے کمرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے، اور کمرے کے کسی گوشے میں نماز ادا کرنا کھلے

کمرے میں ادا کرنے سے بہتر ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

''صلا تها في مخدعها افضل من صلا تها في بيتها''۔(ابوداؤدشریف ص۹۱ ج۱)

شریعت عورت کو یہاں تک حجاب اور پردے میں دیکھنا چاہتی ہے، مگر ڈاکٹر صاحب اسے محلے کی مسجد میں مردوں کے آگے کھڑا کرنا چاہتے ہیں، فواعجبا: ع

ببین تفاوت راہ از کجاست تابکجا؟

اب ہم ڈاکٹر صاحب کے ارشادات کا جائزہ لیتے ہیں:

(۱)......وہ فرماتے ہیں: ام ورقہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ان کے محلے کی مسجد کا امام مامور فرمایا تھا۔

ہم نے ''سنن ابی داؤد'' اور ''مسند احمد'' (جن سے یہ روایت لی گئی ہے) کو کھول کر ان کا ایک ایک لفظ بغور پڑھا، مگر ہمیں کہیں محلے کا لفظ نظر نہیں آیا، نہ مسجد کا۔

(۲)......ڈاکٹر صاحب کی یہ تکنیک بڑی با مقصد اور حیرت انگیز ہے کہ پہلے تو وہ ایک مفروضہ کو شک وارتیاب کے انداز میں بیان کرتے ہیں، پھر یک لخت ترقی کرکے وہ اسے یقین کا درجہ دے دیتے ہیں۔ ان کے فرمان کے یہ جملے ملاحظہ ہوں:

''ان کا مؤذن ایک مرد تھا۔ ظاہر ہے کہ مؤذن بھی بطور مقتدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوگا۔ ان کا ایک مؤذن تھا جو ایک مرد تھا۔ اور ان کے غلام بھی تھے۔ ظاہر ہے کہ غلام ان کی امامت میں ہی نماز پڑھتے ہوں گے۔ غرض یہ کہ امامت صرف عورتوں کے لئے نہیں تھی بلکہ مردوں کے لئے بھی تھی''۔(حوالہ اوپر گذر چکا ہے)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ کس طرح......ڈاکٹر صاحب نے ''ہوگا'' اور ''ہوں گے'' کو ''تھا، تھی'' میں تبدیل کر دیا۔ ایک محقق آدمی، اصحاب الجدل کی روش کیوں اختیار کرتا ہے؟

(۳)......شروع میں جو اقتباس دیا گیا ہے، اس میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ''سنن ابی داؤد'' اور ''مسند احمد'' کا حوالہ دینے کے بعد معاً ہی یہ فرماتے ہیں کہ:

''اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے''

حالانکہ ان کتابوں میں ان الفاظ کا کوئی نشان تک نہیں ہے۔ یہ محض اضافہ ہے جو موصوف کی علمی دیانت اور ثقاہت کو مجروح کرتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اور مزید تفصیلات بھی ملتی ہیں کہ ان کے غلام بھی تھے''۔

لیکن زیر بحث روایت میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے، صرف ایک غلام کا ذکر ہے، غلاموں کا نہیں۔ ممکن ہے ڈاکٹر صاحب نے اور کہیں سے لیا ہو۔ ہم روایت کے الفاظ مع ترجمہ نقل کر دیتے ہیں۔ قارئین خود پڑھ کر اطمینان فرمالیں:

قال و كانت قد قرأت القرآن فاستأذنت النبی صلی الله علیه وسلم ان تتخذ فی دارها مؤذنا فأذن لها ، قال و كانت دبّرت غلاما و جارية ، فقام اليها بالليل ، فغمّاها بقطيفة لها حتى ماتت وذهبا۔ (سنن ابی داؤد ص۹۴ ج۱)

ترجمہ:......راوی کہتے ہیں کہ: ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن پڑھ رکھا تھا، تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرلیں، تو آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ راوی مزید کہتا ہے کہ اس نے ایک غلام اور ایک لونڈی کو مدبر بنالیا تھا۔ انہوں نے رات کو اٹھ کر اس کی چادر سے اس کا گلا گھونٹ دیا، حتی کہ وہ مر گئی اور وہ دونوں چلے گئے۔ (آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انہیں تلاش کرواکے انہیں سزائے موت دینا بھی مذکور ہے)

''سنن ابی داؤد'' کے اسی باب میں دوسری روایت ان الفاظ سے آئی ہے:

''وجعل لها مؤذنا يؤذن لها، وامرها ان تؤم اهل دارها''۔(سنن ابی داؤد ص ۹۵ ج ۱)

ترجمہ:......آپ ﷺ نے ایک مؤذن اس کے لئے مقرر کردیا جو اس کے لئے اذان کہہ دیتا اور اسے اجازت دی کہ اپنے اہل خانہ کی امام بن جایا کرے۔

اب آپ فرمائیے کہ اوپر کے الفاظ ''کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے'' آپ کو کہیں نظر آتے ہیں؟ جب نہیں ہیں تو ہوا میں محل تعمیر کرنے کی کیا تک بنتی ہے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ دونوں روایتوں کے الفاظ ''في دارها ''اور''لها'' خود یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خاتون گھر میں عورتوں کی جماعت کراتی تھیں اور مؤذن گھر میں اذان کہہ کر چلا جاتا تھا، نماز وہاں ادا نہیں کرتا تھا جیسا کہ چند سطور بعد خود حدیث شریف سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

ایک عجوبہ

ہماری طرح قارئین کو بھی شاید یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ''دار'' کے اصلی معنی ''گھر'' کے ہیں جو چار دیواری سے گھرا ہوا ہو۔ قرآن پاک میں کم وبیش تیس مرتبہ یہ لفظ آیا ہے: دار الآخرة ' دار السلام ' دار القرار' دار الخلد' وغیرہ وغیرہ اور ہر جگہ گھر کے معنی مراد ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے پہلی توسیع یہ فرمائی کہ دار سے مراد محلّہ لیا، پھر اس کے ساتھ مسجد کا لفظ بڑھایا، بعد ازاں مستورات کے ساتھ مردوں کو شامل کیا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی شرعی دلیل کے بغیر یہ توسیع در توسیع کس ضرورت کے پیش نظر فرمائی گئی؟

حقیقت حال، ڈاکٹر صاحب کے تصور کے برعکس

ڈاکٹر صاحب نے تو ''ہوگا'' اور ''ہوں گے'' کے الفاظ کو ''تھا'' اور ''تھی'' کا لباس پہنا

کر ایک رائے قائم فرمالی اور ڈنکے کی چوٹ اس کا اعلان فرمادیا.....لیکن .....اگر وہ کتب حدیث کو مزید گھنگالنے کی زحمت فرماتے تو انہیں اپنی غلطی کا علم ہو جاتا اور پھر ان شکوک اور ظنون کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ جاتی۔''سنن دارقطنی'' میں خود حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''ان رسول الله صلى الله عليه و سلم اذن لها ان يؤذن لها ويقام و تؤم نسائها''۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت دی تھی کہ اس کے لئے اذان اور اقامت کہی جائے اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کرائے۔

فرمائیے! مسئلہ حل ہو گیا؟ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کس کی امام بنتی تھیں، عورتوں کی یا مردوں کی؟ راقم السطور کو اپنی علمی کم مائیگی کا اعتراف ہے، پھر کتابی ذخیرہ بالکل محدود سا ہے، ممکن ہے ''تؤم نسائها'' کا جملہ حدیث کی دیگر کتابوں میں بھی منقول ہو، مگر اس وقت تک یہ جملہ معتبر سند کے ساتھ صرف ''دارقطنی'' میں ملا ہے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ جہاں تک نفس مسئلہ کا تعلق ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ فقہ و حدیث اس پر متفق ہیں، چنانچہ محدث ابن خزیمہ رحمہ اللہ اپنی صحیح میں حدیث ام ورقہ کو نقل کرتے ہوئے عنوان قائم فرماتے ہیں:

''باب امامة المرأة النساء فى الفريضة''۔

ترجمہ:......عورت کا فرض نماز میں عورتوں کی امامت کرانے کا بیان۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر ایسی عبارات ڈاکٹر صاحب کے سامنے ہوتیں تو وہ علماء امت کے متفق علیہ مسئلہ کے خلاف کوئی رائے قائم نہ فرماتے۔

(خطبات بہاولپور کا علمی جائزہ از ص ۱۶ تا ۲۲)

عورت کوعورتوں کا امام بننا

رسالہ میں مختصراس پر بھی کلام کرنا مفید معلوم ہوا کہ عورت کوعورتوں کی امامت کرنا کیسا ہے؟اس بارے میں فقہاء کے درمیان کافی اختلاف ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں مکروہ ہےاور بعض کراہت تحریمی تک کے قائل ہے۔امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کی امامت جائز نہیں۔اس سلسلہ کی چند حدیثیں اور فقہاء کے عبارتیں درج ذیل ہیں:

عورت٬عورتوں کی امامت کرسکتی ہے؟ چندروایات

(۱)......عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا خير فى جماعة النساء الا فى المسجد۔

(رواه احمد والطبرانى ، كذا فى اعلاء السنن ص۲۴۲ج۴، باب كراهة جماعة النساء)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا:عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو۔

(۲)......عن على ابن طالب رضى الله عنه انه قال: لا تؤم المرأة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۳۷ج۱،۳۱۶/ من كره ان تؤم المرأة النساء)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ عورت امامت نہ کرے۔

(۳)......عن ابن مسعود رضى الله عنه : اخّروهنّ من حيث اخّرهنّ الله۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ان عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں اللہ تعالی نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔(مصنف ابن عبدالرزاق ص۱۴۹ج۳،نمازمسنون ص۴۶۸)

(۴)......عن ام ورقة بنت عبد الله ابن الحارث بهذا الحديث والاول اتم قال: كان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزورها فی بیتها وجعل لها مؤذنا یؤذن لها وامرها ان تؤم اهل دارها۔(ابوداؤد ص۹۵ ج۱، باب امامة النساء)

حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت ہے، مگر پہلی حدیث مکمل ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں ان سے ملنے جاتے تھے اور ان کے لئے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا جو ان کے لئے اذان دیتا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو اہل خانہ کی امامت کی اجازت دی تھی۔

(۵)......عن عائشة رضی الله عنها : انها كانت تؤم النساء وتقوم وسطهن۔

(مستدرک حاکم ص۲۰۴ ج۱۔مصنف عبدالرزاق ص۱۴۱ ج۳۔دراقطنی ص۴۰۴ ج۱۔سنن الکبری ص ۱۳۱ ج۳)

(۶)......عن عطاء عن عائشة رضی الله عنها : انها صلت بنسوة العصر فقامت فی وسطهم۔(کتاب الام ص۱۶۴ ج۱)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور وہ درمیان صف میں کھڑی ہوئیں۔

(۷)......عن ربطة الحنفية : ان عائشة رضی الله عنها : اَمَّتْهُنَّ وقامت بينهنّ فی صلوة مّكتوبة ، رواه عبد الرزاق ، واسناده صحيح۔(توضیح السنن ص۲۰۰ ج۲)

ترجمہ:......ربطہ حنیفہ سے روایت ہے کہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی، اور فرض نماز میں ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۸)......عن حجيرة بنت حصين رحمها الله قالت : اَمَّتْنَا ام سلمة رضی الله عنها

فی صلوۃ العصر فقامت بیننا ، رواہ عبد الرزاق واسنادہ صحیح۔

حجیرہ بنت حصین رحمہا اللہ نے کہا: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عصر کی نماز میں ہمیں امامت کرائی اور ہمارے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔ (توضیح السنن ص۲۰۱ ج۲)

(۹)......عن عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا : انھا کانت تؤم فی شھر رمضان ، فتقوم وسطا۔ (کتاب الآثار بتحقیق الشیخ الفقیہ ابو الوفاء الافغانی ص۲۰۳ ج۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: وہ رمضان میں عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں، اور درمیان صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔ (المختار شرح کتاب الآثار ص۱۶۳)

فقہاء کی عبارتیں

عالمگیری میں ہے:

ویکرہ امامۃ المرأۃ لنساء فی الصلوۃ کلھا من الفرائض والنوافل۔

(عالمگیری ص۸۵ ج۱، الباب الخامس فی الامامۃ ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح امام لغیرہ)

فرائض اور نوافل کی تمام نمازوں میں عورت کی امامت عورتوں کے مکروہ ہے۔

صاحب درمختار نے کراہت تحریمی کی صراحت فرمائی ہے۔ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ تراویح میں ہو:

ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح۔

(در المختار ص۳۰۵ ج۲، باب الامامۃ ، مکتبہ دار الباز ، مکۃ المکرمۃ)

''عمدۃ الفقہ'' میں ہے:

عورت کو عورتوں کا امام بننا کل نمازوں میں خواہ وہ فرض ہوں یا نفل جائز ہے، لیکن مکروہ تحریمی ہے، مگر نماز جنازہ میں مکروہ نہیں ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۸۶ ج۲)

علماء دیوبند کے فتاوی کے حوالجات

ہمارے اکابر دیوبند کے فتاوی میں بھی مکروہ تحریمی کا قول اختیار گیا ہے۔ دیکھئے!

''فتاوی دار العلوم'' دیوبند مدلل ومکمل ص ۱۵۵ وص ۱۰۱ ج ۳۔ ''فتاوی مفتی محمود'' ص ۲۲۴ ج ۲۔ '' فتاوی محمودیہ'' ص ۹۲ ج ۷۔ ''فتاوی رحیمیہ'' ص ۳۴۷ ج ۱، اور ص ۳۹۸ ج ۴۔ ''احسن الفتاوی'' ص ۳۱۳ ج ۳۔ ''فتاوی حقانیہ'' ص ۱۵۲ ج ۳۔ '' فتاوی امارت شرعیہ'' ص ۱۷۴ ج ۲۔

بعض حضرات نے مکروہ تحریمی کا انکار کیا۔ ہدایہ کی مشہور شرح ''عین الہدایہ'' میں ہے:

اس مسئلہ کی وضاحت اس طرح سے ہوتی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مستحب ہے۔ اور ہمارے نزدیک مصنف رحمہ اللہ نے ''ہدایہ'' میں مکروہ تحریمی کہا ہے۔ اور انزاری رحمہ اللہ نے ''شرح غایۃ البیان'' میں اسے بدعت کہا ہے، لیکن شیخ الاسلام عینی رحمہ اللہ اور محقق ابن الہمام رحمہ اللہ نے اسے رد کردیا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو ''ابوداؤد'' میں مروی ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عورت قرآن پاک پڑھی ہوئی تھیں، ان کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر کے لئے ایک مؤذن مقرر کردیا، اور انہیں حکم دیا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں۔ اور '' حاکم'' کی روایت میں ہے کہ: نماز فرائض کے بیان میں عبدالرحمٰن رحمہ اللہ راوی نے کہا: میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا ہے جو بہت بوڑھے آدمی تھے، اور ان عورت کی شہادت کی خوشخبری بھی آپ ﷺ نے دیدی تھی، اسی وجہ سے وہ ''شہیدہ'' کہلاتی تھیں، چنانچہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اپنے مدبر غلام و باندی کے ہاتھوں ظلما شہید ہوگئی تھیں۔ ''دار قطنی'' نے اس کی روایت کی ہے، اور اس

روایت کی اسناد میں ''ولید بن جمیع عن عبد الرحمن بن خلاد '' ہے۔بعضوں نے کہا ہے کہ ''ابن حبان'' نے ولید کے بارے میں کلام کیا ہے،مگر یہ کلام مردود ہے، کیونکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے اور یہی کافی ہے۔اور ابن معین وعجلی رحمہما اللہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔اور احمد وابوزرعہ رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ:اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔اور ابوحاتم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: صالح الحدیث ہے،اور خود ابن حبان رحمہ اللہ نے دونوں کا ثقہ لکھا ہے۔

عبدالرزاق وشافعی اور ابن شیبہ رحمہم اللہ نے روایت کی ہے کہ:ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کی ان کے بیچ کھڑے ہوکر۔اور یہی بات عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ابن عدی رحمہ اللہ نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ اسے روایت کی ہے۔اور صحیح میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک مؤذن لڑکے کا ہونا مذکور ہے۔''حاکم'' نے روایت کی ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرض نمازوں میں عورتوں کی امامت کی ہے ان کے بیچ میں کھڑے ہوکر۔لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ ثقہ راوی ہیں۔امام مسلم رحمہ اللہ نے ان کے حوالہ سے روایت کی ہے، اور یہاں بھی ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی روایت میں ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کی متابعت موجود ہے۔

ابن حزم رحمہ اللہ نے ''محلی'' میں ذکر کیا ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کو بلند آواز سے مغرب کی نماز پڑھائی ہے۔اسی طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عصر کی نماز پڑھائی۔امام محمد رحمہ اللہ نے ''آثار'' میں سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان میں عورتوں کے بیچ میں کھڑی ہوکر انہیں نماز پڑھاتی تھیں۔

عینی رحمہ اللہ نے کہا: امام کا بیچ میں کھڑا ہونا مردوں کے حق میں مکروہ ہے،عورتوں کے

حق میں مکروہ نہیں ہے، حالانکہ یہ آثار موجود ہیں۔

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ: یہ فعل ابتدائے اسلام کا تھا۔عینی رحمہ اللہ کہا ہے، تو یہ تو احادیث اور سیرت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔

سروجی رحمہ اللہ نے کہا کہ: ابتدائے اسلام کہنا سمجھ سے بعید ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نبوت کے بعد تیرہ برس تک مکہ میں رہیں جیسا کہ ''بخاری'' اور ''مسلم'' نے روایت کی ہے، پھر مدینہ آکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ سال کی عمر میں نکاح کیا، پھر جب وہ نو برس کی ہوئیں تو ان کی رخصتی ہوئی اور آپ ﷺ کی زندگی میں کل نو برس رہیں، اسی طرح ان کا امام بننا تو ان کے بالغ ہونے کے بعد ہوا، اس لئے یہ واقعہ امامت ابتدائے اسلام کا فعل کس طرح ہوا؟

کچھ لوگوں نے کہا کہ: یہ منسوخ ہے۔اور ابن الہمام رحمہ اللہ غیرہ نے اس خیال کو بھی رد کر دیا ہے، کیونکہ حاکم ومحمد کی روایت اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی حدیثیں سب نسخ کی نفی کرتی ہیں۔اور یہ بھی کہا ہے کہ: صحیح طور پر کوئی ناسخ بھی متعین نہیں ہے۔اور اگر ہم یہ بات بھی مان لیں کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ عورت کی نماز گھر کے اندرونی حصہ میں زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے، اگر ہم اسے ناسخ مان بھی لیں تو بھی اس سے صرف جماعت کا مسنون ہونا نسخ ہوا، مگر اس سے مکروہ تحریمی کا ثبوت تو نہیں ہوا، بلکہ زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی و خلاف اولی ہونا معلوم ہوا، پھر ابن الہمام رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: ہمارے لئے اس بات میں حرج نہیں کہ ہم اپنا ہی مذہب بنالیں، یعنی عورتوں کی جماعت مکروہ تنزیہی ہے، کیونکہ ہمارا مقصود تو حق کا اتباع ہے خواہ کہیں بھی ہو، ''فتح القدیر'' کا بیان ختم ہوا۔

اور شارح اکمل نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اگر عورتوں کی جماعت ثابت

ہوتی تو اس کا ترک کرنا مکروہ ہوتا۔عینی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ہر ثابت شدہ یا مشروع شئی کا ترک کرنا مکروہ نہیں ہوتا، پھر یہ تو مسنون نہیں بلکہ مستحب تھا، لہذا اس کا ترک مکروہ نہیں ہوگا۔اور میں مترجم کہتا ہوں کہ: خود اس جماعت کے ترک کا بھی تو ثبوت نہیں ہے، بلکہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی ظاہری حدیث سے تو اس عمل کے باقی رہنے کا ثبوت ہوتا ہے نہ کہ اس کے ترک کا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ: مذہب میں قول صحیح بھی یہی ہے کہ عورتوں کی جماعت بلا کراہت جائز ہے اگر چہ خلاف اولی ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے آثار میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اثر کے بعد کہ ’’رمضان میں وہ عورتوں کی امامت کرتی تھیں‘‘ یہ لکھا ہے کہ:

’’قال محمد لا یعجبنا ان تؤم المرأۃ‘‘ الخ

یعنی محمد کہتا ہوں کہ ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگتی ہے کہ عورت امام بنے۔یہ مقولہ اس بات پر صراحۃً دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے ایسی امامت کو خلاف اولی قرار دیا ہے، پھر یہ کہا ہے کہ یہی قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔

اور خلاصہ میں کہا ہے کہ: ’’صلوتھن فرادی افضل‘‘ یعنی عورتوں کا تنہا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے، اس پر دلالت کرتی ہے کہ جماعت مکروہ نہیں ہے، بلکہ خلاف افضل ہے پس جبکہ اپنے مذہب کی روایت درایت کے موافق بھی ہے تو اسی پر اعتماد کرنا چاہیئے، پس مذہب میں حکم صحیح یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت بلا کراہت جائز ہے۔

(عین الہدایہ ص۲۱۳ ج۲، باب الامامۃ)

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے کراہت کے قول کی تردید فرمائی ہے، وہ

لکھتے ہیں:

اکثر حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے، مگر کوئی معتد بہ دلیل کراہت پر پائی نہیں جاتی اور جو دلیلیں فقہاء نے کراہت پر قائم کی ہیں وہ مخدوش ہیں، چنانچہ ''فتح القدیر'' اور ''بنایہ شرح ہدایہ'' کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اخبار اور آثار سے اس کی مشروعیت ثابت ہے، جس میں عورتیں ہی عورتیں ہوں۔ (مجموعۃ الفتاوی ص ۲۶۸ ج ۱)

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ بھی مطلقا عورتوں کی جماعت کو مکروہ نہیں قرار دیتے، بلکہ وہ مردوں کے سامنے ظاہر ہوں اور باہر جائیں جہاں مردوں کی نگاہیں ان پر پڑ سکتی ہیں وہاں ان کی جماعت مکروہ ہوگی۔

''اقول والاظہر ان الکراھۃ محمولۃ علی ظھورھن وخروجھن والجواز علی تسترھن فی بیوتھن''۔ (شرح نقایہ ص ۸۶ ج ۱)

میں کہتا ہوں زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت کا مکروہ ہونا محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر ہوں اور باہر نکلیں اور جواز ہے جب کہ وہ ستر میں ہوں اور گھر میں ہوں۔

(نماز مسنون ص ۴۷۱)

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی مدظلہ ''آثار السنن'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

محض عورتوں کی جماعت مکروہ تنزیہی ہے، مرجعھا خلاف الاولی، عینی، محقق ابن الہمام رحمہما اللہ نے ''شرح ہدایہ'' میں اور مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے ''تحفۃ النبلاء فی جماعۃ النساء'' میں اس کے کراہت تحریمی کی تردید کی ہے اور اسے زیادہ سے زیادہ خلاف اولی قرار دیا ہے۔ (توضیح السنن ص ۱۹۹ ج ۲)

نوٹ:......"تحفة النبلاء فی جماعة النساء" کے متعلق فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:"مولانا ابوالحسنات کے رسالہ کو محقق علماء نے پسند نہیں فرمایا، بلکہ رد کیا ہے"۔(فتاوی محمودیہ ص۴۷ ج۱۳)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ:"مولانا عبدالحئ صاحب رحمہ اللہ پر ایک زمانہ میں اجتہاد کا اثر رہا ہے، یہ مسئلہ بھی اسی دور میں انہوں نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے جس کا نام ہے "تحفۃ النبلاء"، یا پھر ان کے تفردات میں سے ہے جس کی وجہ سے اصل مذہب کو ترک نہیں کیا جاسکتا"۔(فتاوی محمودیہ ص۲۶۳ ج۲۰)

بہرکیف باب ہٰذا کی تینوں روایات عورتوں کی جماعت کے جواز بلا کراہت کا واضح ثبوت ہے اور مذہب میں صحیح قول بھی یہی ہے کہ ان کی جماعت بلا کراہت جائز ہے، اگر چہ خلاف اولی ہے۔امام محمد رحمہ اللہ نے "کتاب الآثار" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اثر ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:" قال محمد لا یعجبنا ان توم المرأة "۔کہ ہم کو یہ پسند نہیں کہ عورت امام بنے، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔یہ قول عورتوں کی جماعت کے خلاف اولی ہونے پر ہی دال ہے۔(توضیح السنن ص۲۰۲ ج۲)

علامہ عبدالرحمٰن جزری رحمہ اللہ ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب عورتیں مقتدی ہوں تو امامت کے لئے مرد ہونا شرط نہیں، بلکہ ائمۂ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت عورتوں کی اور خنثی کی امام بن سکتی ہے اور حضرات مالکیہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

عورت اور خنثی مشکل کی امامت مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے صحیح نہیں ہے،

چاہے نماز فرض ہو یا نفل، پس مرد ہونا مطلقا امامت کے لئے شرط ہے۔

اما اذا كان المقتدى به نساء فلا تشترط الذكورة فى امامتهن ، بل يصح ان تكون المرأة اماما لا مرأة مثلها ، أو الخنثى ، باتفاق ثلا ثة من الائمة رحمهم الله تعالى وخالف المالكية ، قالوا: لا يصح ان تكون المرأة ولاالخنثى المشكل اماما لرجل أو نساء لا فى فرض ولا نفل فالذكورة شرط فى الامام مطلقا۔

(الفقه على المذاهب الاربعة ص۴۰۹ ج۱، كتاب الصلوة ، امامة النساء)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: وتؤم المرأة النساء فى المكتوبة غيرها،
عورت عورتوں کی امامت کراسکتی ہے فرائض میں بھی اور دیگر نوافل وغیرہ میں بھی۔

(کتاب الام ص۱۶۴ ج۱۔نماز مسنون ص۴۶۹)

عورتوں کی نماز فرادای افضل ہے

یہ بحث تو اس میں تھی کہ عورت کی جماعت مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزہی یا خلاف اولی یا جائز، مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ عورتوں کی جماعت سے بہتر یہ ہے وہ اکیلی اکیلی نماز پڑھیں جیسا کہ احادیث اور فقہاء کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلا حدیث میں ہے کہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ عورت امامت نہ کرے۔

صلاة المرأة وحدحا تفضل على صلا تها فى الجمع بخمس و عشرين درجة۔

(فيض القدير شرح الجامع الصغير ص۲۹۳ ج۴، رقم الحديث:۵۰۹۲)

عورت کی اکیلی نماز جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں:

’’قال محمد : لا یعجبنا ان تؤم المرأۃ‘‘۔

اور خلاصہ میں کہا ہے کہ:’’صلوتھن فرادی افضل ‘‘یعنی عورتوں کا تنہا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔(عین الہدایہ ص۲۱۳ج۲، باب الامامۃ)

رسالہ کے آخر میں امریکہ ہی کی ایک خاتون محترمہ طیبہ ضیاء صاحبہ کے مضمون کا ایک اقتباس نقل کرنا مناسب ہے، وہ لکھتی ہیں:

’’عورتوں کے میت کے ساتھ قبرستان جانے کے بارے میں واضح حکم ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں ایک جنازہ قبرستان لے جارہے تھے۔آپ ﷺ نے کچھ عورتوں کو پیچھے آتے دیکھا‘ ناخوشگواری سے پوچھا: کیا تم نے جنازہ اٹھا رکھا ہے؟ عورتوں نے نفی میں جواب دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا یہاں کوئی کام نہیں تو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے؟ تمہیں اس پر کوئی اجر نہیں ملے گا، واپس جاؤ۔(فتح الباری،احمد)

آقا کا کرم ہے کہ آپ ﷺ نے اس بوجھ سے بھی عورت کو معاف رکھا۔مردوں کے شانہ بشانہ ملانے والی عورتوں کو تدفین کا فریضہ بھی انجام دینا چاہئے اور قبروں کی کھدائی کرنے سے بھی ان کی عظمت میں اضافہ ہوگا۔(’’بینات‘‘ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ)

نیو یارک کے باشندے پاکستان کے ایک شاعر خالد عرفان صاحب کا قطعہ پڑھنے کے قابل ہے، وہ عورت کی امامت کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؎

عورت کی قیادت بھی راس آئی نہیں ہم کو
عورت نے بہت کی ہے مردوں کی حجامت تک
مردوں کو ملا کیا ہے؟ مردوں کو ملے کیا کیا؟
عورت کی حکومت سے عورت کی امامت تک

مخالف مذہب امام کی اقتدا

اس رسالہ میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا حکم کیا ہے اس کے متعلق مختصر تمہید، فقہاء احناف کی عبارتیں اور حضرات اکابر دیوبند کے فتاوی جمع کئے گئے ہیں

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

نماز میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا کیا حکم ہے، آیا بلا کسی شرط کے ان کی اقتدا صحیح ہے؟ یا بشرائط صحیح ہے؟ اس بارے میں علماء کا رجحان دونوں طرف معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے علماء دیوبند کے فتاوی بھی اس سلسلہ میں مختلف نظر آئیں۔

راقم الحروف کے جد امجد حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی کی ترتیب کے وقت ان کی تحریر میں تضاد معلوم ہوا تو اس مسئلہ میں اکابر کے فتاوی کی طرف رجوع کیا اور ان کا مطالعہ کیا، دوران مطالعہ خیال آیا کہ ان سب فتاوی کو ایک جگہ جمع کرلوں اور ''مرغوب الفتاوی'' کا جز بنادوں تاکہ ناظرین کو بوقت ضرورت آسانی سے مواد یکجا مل جائے۔

اس ارادے کی تکمیل میں یہ چند صفحات لکھے ہیں۔ ان میں اپنی طرف کچھ بھی نہیں لکھا، صرف اکابر کے فتاوی جمع کئے، اور چند کتب فقہ کی عبارت من وعن نقل کی گئی ہے۔

آٹھ سو سال حرم محترم میں ائمۂ اربعہ کے مصلے رہے ہیں

ایک زمانہ تھا کہ لوگوں میں تعصب نہ تھا، ہر مسلک والے اپنے اپنے امام کی تقلید پر عمل پیرا تھے، ایک دوسرے کی تنقید کم ہی تھی، حتی حرم محترم میں ائمۂ اربعہ کے مصلے علیحدہ علیحدہ قائم تھے۔ مطاف کے متصل چار چھوٹی چھوٹی عمارتیں تھیں، جن میں مذاہب اربعہ کے پیرو کار الگ الگ نمازیں پڑھا کرتے تھے، جو مصلی حنفی، مصلی شافعی، مصلی مالکی، مصلی حنبلی کے نام سے مشہور تھیں۔ اور یہ سلسلہ آٹھ سو سال سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔

مگر یہ کوشش برابر جاری رہی کہ اسلام کے اس عظیم مرکز میں وحدت کو بحال کیا جائے

چنانچہ ۸۱۱ھ میں ملک ناصر فرج بن برقوق نے اور ۹۳۱ھ میں سلطان سلیمان خان کے حکم سے نائب جدہ نے یہ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی۔ بالآخر سعودی حکومت کی سعی کے نتیجہ میں صرف ایک مصلے پر جماعت کا انتظام ہوگیا۔

اگرچہ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ حرم شریف میں الگ الگ چار جماعتیں کیوں اور کب سے شروع ہوئیں؟ البتہ ابن ظہیر کی تصریح کے مطابق ۵۴۰ھ سے بھی پہلے یہ طریقہ رائج تھا، لیکن شاہ سعود کی کوششوں سے مسالک اربعہ کے ائمہ اور عوام سب ایک مصلی پر ۱۳۸۶ھ میں متفق ہوگئے۔ (تاریخ مکۃ المکرّمہ ص۴۶۳ ج ۲)

مگر اب زمانہ کے حالات مکمل تبدیل ہوگئے، ان حالات میں ارباب افتاء بہتر جانتے ہیں کہ کیا فتوی دیا جائے؟ بغیر کسی شرط کے مخالف مذہب کے امام کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟ اگر شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو لاکھوں احناف اور شافعی و مالکی کی اقتدا حرمین شریفین کے ائمہ کے پیچھے بکراہت تنزیہی ادا ہوگی۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ فقہاء نے یہ تفصیل لکھی ہیں کہ اگر امام فرائض مذہب مقتدی کی رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتدا بلا کراہت درست ہے اور اگر فرائض مذہب مقتدی کی رعایت نہیں کرتا تو اقتدا درست نہیں ہے اور اگر واجبات وسنن میں رعایت نہیں کرتا تو مکروہ ہے اسی طرح اگر شک ہے کہ رعایت کرتا ہے یا نہیں کرتا تو مکروہ ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہے کہ اتنی مخالف مسلک کی رعایت کہاں اور کون کرتا ہے؟ (ہاں اگر کوئی مخلص چاہے تو کرسکتا ہے اور کرنی بھی چاہئے، کہ خروج عن الخلاف تمام ائمہ کے نزدیک ادب ہے) اور قرائن تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رعایت نہیں کی جاتی، جیسے کہ حنفیہ کے نزدیک اگر عورت جماعت میں شریک ہو تو ضروری ہے کہ امام نے عورت کی

امامت کی نیت کی ہو،مگر حرمین میں امام عورت کی امامت کی نیت نہیں کرتے ،جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

''عرصہ ہوا امام حرم سے دریافت کیا گیا تھا،انہوں نے بتایا تھا کہ ہم عورت کی امامت کی نیت کرتے ہی نہیں''۔(فتاوی محمودیہ ص۳۸۲ ج۱۶)

اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ نے بھی تحریر فرمایا ہے کہ:

''حرمین شریفین کے امام امامتِ نساء کی نیت نہیں کرتے ،مزید تثبت کے لئے بندہ نے اس بارے میں شیخ عبد العزیز بن باز سے استفتاء کیا ،انہوں نے جواب میں صراحۃً تحریر فرمایا ہے کہ ان کے ہاں نیت امامت نساء ضروری نہیں (پھر حضرت نے شیخ بن باز کا وہ فتوی نقل کیا ہے)اب یہ امر بلا شبہ محقق ہوگیا کہ ائمۂ حرمین شریفین عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کرتے ۔ان کے مذہب میں نیت ضروری نہیں ۔

اور یہ بھی معلوم ہے بلکہ بندہ کا ذاتی تجربہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی رعایت سے متعلق کسی درخواست کی ان کے ہاں کوئی شنوائی نہیں ہوتی''۔

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اوپر کی تحریر سے ثابت کیا گیا کہ ائمہ حرمین شریفین کے ہاں امامتِ نساء کی نیت ضروری نہیں ۔اس پر کسی کو خیال ہوسکتا ہے کہ شاید وہ مذہب حنفی کی رعایت سے امامتِ نساء کی نیت کر لیتے ہوں ۔اس کا جواب یہ ہے کہ رعایت مذہب غیر کے اہتمام کی سعادت صرف حنفیہ کو حاصل ہے۔غیر مقلدین اور ائمہ حرمین کی رعایت مذہب غیر سے بے اعتنائی بلکہ عمداً مخالفت عام مشہور و معروف ہے۔معہذا دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

ا:......ان کے مذہب میں وتر کی دوسری رکعت پر سلام پھیرنا واجب نہیں ،صرف افضل

ہے۔اور مذہب حنفی میں ناجائز ہےاوراس طرح وتر کا واجب ادانہیں ہوتا،اس کا مقتضی یہ تھا کہ رمضان میں جماعت وتر میں احناف کی رعایت سے دوسری رکعت پر سلام نہ پھیریں ،مگر یہ لوگ دوسری رکعت پرلازما سلام پھیرتے ہیں۔

۲:......موسم حج میں منیٰ عرفات اور مزدلفہ میں امام حج قصر کرتا ہے،حالانکہ ان کے نزدیک یہاں قصر واجب نہیں سنت ہے، اور مذہب حنفی میں غیر مسافر کے لئے قصر جائز نہیں،اس کے باوجود امام قصر ہی کرتا ہے احناف کی نماز کی کوئی پرواہ نہیں۔

بندہ نے ایک بار امام حرم ابوالسمح سے گذارش کی کہ آپ گاڑی پر بقدر مسافت سفر چکر لگا کر عرفات پہنچیں تو ہمیں بھی آپ کی اقتدا میں نماز کا شرف مل جائے،مگر وہ اس ایثار پر تیار نہ ہوئے جس میں ان کا ذرہ بھر بھی کوئی حرج نہیں تھا‘‘۔(احسن الفتاوی ص۳۶۳ تا ۳۶۶)

اس صورت حال کے پیش نظر علماء اور ارباب افتاء کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اس مسئلہ پر قدرے وسیع پیمانے پر غور وفکر کیا جائے اور کوئی ایسا حل نکالا جائے کہ نہ صرف احناف بلکہ شوافع و مالکیہ کی نماز بھی بلا کراہت ادا ہو۔

اللہ کرے یہ چند صفحات مفید و کارآمد ہوں، ذریعۂ نجات و ذخیرۂ آخرت ہو،آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

مذہب مخالف کے امام کی اقتدا کا حکم

فی الھندیہ : والاقتداء بشافعی المذهب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف بان یتوضأ من الخارج النجس من غیر السبیلین کالفصد وان لا ینحرف عن القبلة انحرافا فاحشا ، هکذا فی النهایة والکفایة فی باب الوتر۔

(الهندیة ص۸۴ج۱، باب الامامة ، الفصل الثالث)

ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاة لم یکره ، أو عدمها لم یصح ، وان شک کره،

قال ابن عابدین : واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز ما لم یعلم منه ما یفسد الصلوة علی اعتقاد المقتدی علیه الاجماع ، انما اختلف فی الکراهة۔(رد المحتار علی الدر المختار ص۳۰۲ج۲، مطلب : فی الاقتداء بشافعی)

(جماعت کے صحیح ہونے کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ) امام کی نماز کا مقتدی کے مذہب پر صحیح ہونا اور مقتدی کا اپنے گمان میں اس کو صحیح سمجھنا، پس اگر مقتدی کی دانست میں امام کی نماز فاسد ہوگی تو اس کا اقتدا صحیح نہ ہوگا۔

اگر مقتدی حنفی المذہب ہو اور امام شافعی المذہب یا کسی اور امام کا مقلد ہو تو اس کی اقتدا اس وقت تک کرسکتا ہے جبکہ وہ مسائل طہارت و نماز میں حنفی مذہب کے مطابق فرائض یعنی شروط وارکانِ نماز کی رعایت کرتا ہو اور مقاماتِ خلاف سے بچتا ہو، یا یہ معلوم ہو کہ اس نماز میں اس نے فرائض کی رعایت حنفی مذہب کے مطابق کی ہے، یعنی اس کی طہارت ایسی نہ ہو کہ حنفی مذہب کے مطابق وہ طاہر نہ ہوتا ہو اور نہ نماز اس قسم کی ہو کہ احناف کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہو تو اس کی اقتدا درست ہے۔

پس اگر شافعی امام خلاف کی جگہوں میں احتیاط کرے، مثلاً: اگر سبیلین کے سوا اور کسی مقام سے نجس چیز نکلے جیسے کوئی فصد کھلوائے یا پچھنے لگوائے یا نکسیر آجائے اور فصد پچھنے یا نکسیر یا قے کے بعد وضو کر لے تو اقتدا بلا کراہت درست ہے، اس لئے کہ اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ باوجود مجتہد ہونے کے اور مختلف مسائل میں مختلف مذہب رکھنے کے ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

اسی طرح بعض امور جن میں رعایت لازمی ہے، یہ ہیں کہ امام قبلہ سے بہت نہ پھرتا ہو اور اس میں شک نہیں کہ ہمارے ملک میں اگر سورج چھپنے کے موقعوں سے پھر گیا تو قبلہ سے پھر گیا۔ اور متعصب نہ ہو یعنی حنفی مذہب والوں پر عیب وطعن نہ کرے۔ اور اپنے ایمان میں شک نہ رکھتا ہو اور ایسے بند پانی میں جو تھوڑا ہو یعنی دہ دردہ سے چھوٹا ہو اور اس میں نجاست واقع ہو جائے وضو نہ کرے اور درہم سے زیادہ منی لگ جائے اور وہ تر ہو تو اپنے کپڑے کو دھوتا ہو اور خشک منی کو خرچ ڈالتا ہو، (کیونکہ شافعی مذہب میں منی پاک ہے)۔ اور وتر کو توڑ کر نہ پڑھتا ہو یعنی تینوں رکعت ایک ہی سلام سے پڑھتا ہو۔ اور پانچ یا اس سے کم نمازوں کی قضا میں ترتیب کی رعایت کرتا ہو۔ اور کم از کم چوتھائی سر کا مسح کرتا ہو۔ اور مستعمل پانی سے وضو نہ کرتا ہو تو ان رعایات کے کرنے والے کے پیچھے نماز بلا کراہت نماز درست ہے۔ اور اگر ان میں کسی ایک کی بھی رعایت نہ کرے تو اقتدا درست نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ اس مسئلہ میں علماء نے بہت اختلاف کیا ہے اور کئی اقوال ہیں، مگر اس قول کو ترجیح ہے اور یہی احوط ہے کہ اگر امام فرائض مذہب کی رعایت کرتا ہو یا اس نماز میں کی ہو تو بلا کراہت اقتدا درست ہے، پھر بھی اگر حنفی امام میسر ہو تو حنفی کو حنفی کی اقتدا افضل ہے اور اگر فرائض مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اقتدا درست نہیں ہے۔

اور اگر فرائض میں تو رعایت کرتا ہے لیکن واجبات وسنن میں مذہبِ مقتدی کی رعایت نہیں کرتا تو مکروہ ہے۔

اسی طرح اگر مقتدی کو شک ہے کہ رعایت کرتا ہے یا نہیں؟ یا اس نماز میں رعایت کی ہے یا نہیں؟ تو اس کے پیچھے مقتدی کی نماز مکروہ ہے، اسی کو ترجیح ہے۔ اور بعض نے اس کو خلاف اولی سے تعبیر کیا ہے اور یہ قید لگائی ہے کہ جب اپنے مذہب کا امام بغیر کسی عذر شرعی میسر ہو ورنہ کراہت نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اور اگر صرف سنن میں رعایت نہیں کرتا یا وہ چیزیں کرتا ہے جو مقتدی کے نزدیک مکروہ ہیں اور اس کے نزدیک سنت ہیں، مثلاً: انتقالاتِ ارکان میں رفع یدین کرنا یا نہ کرنا اور بسم اللہ میں جہر یا اخفا وغیرہ تو اس میں کراہت تنزیہہ ہے۔ پس اگر حنفی امام نہ ملے تو ایسے شافعی امام کی اقتدا کرے، کیونکہ جماعت واجب ہے اس کو کراہت تنزیہہ کے ترک پر تقدم حاصل ہے اور ایسے اختلافات سے بچنا ناممکن ہے۔ پس ہر ایک اپنے مذہب کا متبع ہے اور اس کو اس کے اپنے مشرب سے منع نہیں کیا جا سکتا۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۹۹ ج ۲، قسم دوم شرائط اقتدا)

حکیم الامت رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اس مسئلہ فرعیہ میں منجملہ اقوال مختلفہ کے میرے نزدیک احوط وہ تفصیل ہے جو در مختار میں بحر سے نقل کی ہے، بقولہ: " ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمھا لم یصح وان شک کرہ "، اور جس کی ترجیح ردالمحتار میں حلبی سے نقل کی ہے، بقولہ: " ھذا ھو المعتمد لان المحققین جنحوا الیہ وقواعد المذھب شاھدۃ علیہ " الخ۔

البتہ اس تفصیل کے جز ثالث کو میں مأول ومقید سمجھتا ہوں۔ تاویل یہ کہ مراد کراہت سے خلاف اولی ہے۔ تقیید یہ کہ اپنے مذہب کا امام بدون ارتکاب کسی محذور اعراض عن

الجماعۃ وغیرہ کے میسر ہو۔

ومبنى التاويل ما نقله فى رد المحتار عن حاشية الرملى على الاشباه الذى يميل اليه خاطرى القول بعدم الكراهة اذا لم يتحقق منه مفسد اھ ووجه التقييد ظاهر۔

نیز مراعات کا محل صرف فرائض ہیں، كما فى رد المحتار فى الفرائض من شروط واركان فى تلك الصلوة وان لم يراع فى الواجبات والسنن كما هو ظاهر سياتى كلام البحر وظاهر كلام شرح المنية ايضا ، حيث قال : واما الاقتداء بالمخالف فى الفروع كالشافعى فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلوة على اعتقاد المقتدى عليه الاجماع ، انما اختلف فى الكراهة اھ ، قلت وفى التمثيل بالشافعى الذى الاصل فيه عدم التعصب خرج من الحكم القائلون بحرمة التقليد المدعون للاجتهاد لانفسهم الذين الغالب فيهم التعصب وقد صرحوا بكراهة الاقتداء بالمتعصب ۔

(امداد الفتاوی ص ۳۸۳ ج ۱، مع حاشیہ حضرت مولانا سعید احمد پالنپوری مدظلہ)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا فتوی

ج:......حنفی کی نماز شافعی المذہب والے کے پیچھے صحیح ہے، لیکن اس امام کو چاہئے کہ رعایت حنفی کی دربارۂ نجاست ووضووغیرہ کے کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو حنفی کو اس کے پیچھے نماز پڑھنی نہ چاہئے۔اور اگر یقیناً یہ معلوم ہو کہ اس امام سے کوئی امر ناقض وضووغیرہ باعتقاد حنفی سرزد ہوا ہے تو پھر اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔

(فتاوی دارالعلوم مدلل ومکمل ص ۱۹۴ ج ۳، سوال نمبر ۸۶۰)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ج:......امام شافعی المذہب کے متعلق اگر وثوق ہو کہ وہ حنفیہ کے مذہب کی رعایت کرتا

ہےتو حنفی کواس کا اقتدا جائز ہے۔اگر وثوق سے معلوم ہے کہ وہ حنفیہ کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اس کا اقتدا درست نہیں ۔اوراگر رعایت وعدم رعایت کچھ معلوم نہیں تو اقتدا مکروہ ہے۔(فتاوی محمودیہ ص۹۵ ج۲)

صاحب فتاوی رحیمیہ رقمطراز ہیں:

ج:...... مالکی، شافعی وغیرہ امام طہارت وغیرہ خاص مسائل میں جن پر حنفی مقتدی کی نماز کی صحت کا دارو مدار ہے رعایت کرتا ہےتو بلا کراہت اس کی اقتدا جائز ہے، اوراگر عدم رعایت کا یقین ہےتو اقتدا درست نہیں ہے،اوراگر شک ہےتو مکروہ تنزیہی ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص۱۶۸ ج۱)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ج:......اگر یہ یقین ہو کہ امام نماز کے ارکان وشرائط میں دوسرے مذاہب کی رعایت کرتا ہےتو اس کی اقتدا بلا کراہت جائز ہے،اوراگر رعایت نہ کرنے کا یقین ہوتو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز صحیح نہ ہوگی،اورجس کا حال معلوم نہ ہواس کی اقتدا مکروہ ہے۔

(احسن الفتاوی ص۲۸۲ ج۳)

''خیر الفتاوی''(۴۴۰ ج۱) کا فتوی:

ج:......بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان میں احناف اور دیگر ائمہ کا اختلاف ہے،مثلا: احناف کے نزدیک اگر جسم کے کسی حصہ سے خون نکل کر بہہ پڑےتو وضوٹوٹ جاتا ہے، جب کہ بعض ائمہ کے نزدیک اس سے وضونہیں ٹوٹتا ،تو اگر یہ پتہ ہو کہ امام ایسے مسائل میں مقتدیوں کے مذہب کی رعایت رکھتا ہےتو اس کی اقتدا بلا کراہت درست ہے، اوراگر یقین ہو کہ وہ مقتدیوں کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اقتدا نہ کریں، اکیلے پڑھ لیں۔

''فتاوی حقانیہ'' کا فتوی

ج:...... اگر مذکورہ غیر حنفی امام اختلافی مسائل کی رعایت کرنے میں مشہور ہو یا مقتدی کا اس کے متعلق اختلافی مسائل میں رعایت کرنے کے بارے میں ظن غالب ہو، مثلاً خون بہنے اور قے میں وضو کرنے کا اہتمام کرتا ہو تو پھر اس کی اقتدا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(فتاوی حقانیہ ص۱۳۴ ج۳)

حضرت مولانا مفتی سید عثمان غنی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شافعی امام کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے، بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ حنفی اصول سے امام طاہر نہیں ہے۔

حاشیہ میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مثلاً جسم سے خون نکلنا امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک موجب نقض وضو نہیں ہے، حنفیہ کے نزدیک یہ موجب نقض وضو ہے، پس اگر امام نے وضو کیا پھر اس کے جسم کے کسی حصہ سے خون نکلا اور بغیر تجدید وضو اس نے نماز پڑھائی تو حنفیہ کے نقطۂ نظر سے وہ باوضو نہیں، ایسا ہونا اگر یقینی طور پر معلوم ہو تو اس جواب کے مطابق اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (فتاوی امارت شرعیہ ص۱۵۵ ج۲)

دوسری جگہ حاشیہ میں قاضی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بعض امور وہ ہیں جن کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے: جیسے خون نکلنا، بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے، وہ اسے ناقض وضو نہیں مانتے۔ دوسری طرف بعض امور ایسے ہیں جن کو امام شافعی رحمہ اللہ ناقض وضو مانتے ہیں: جیسے عورت کو چھو لینا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسے ناقض وضو نہیں مانتے۔ ایسے حالات میں امام کو یہ چاہئے کہ وہ

ممکن حد تک اس کی رعایت رکھے کہ اس کا وضو ہر امام کے نزدیک صحیح ہو اور اسی طرح نماز۔ مثلا اگر امام شافعی ہے اور خون نکل گیا تو وہ دوبارہ وضو کرلے اور اگر امام حنفی ہے اور عورت کو چھولیا تو دوبارہ وضو کرلے تاکہ اس کا وضو متفق علیہ طور پر صحیح اور نماز درست ہو۔ خروج عن الخلاف تمام ائمہ کے نزدیک ادب ہے۔ واضح رہے کہ محض شک وشبہ کی بنا پر کسی کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار اختلاف مسلک کی بنیاد پر نہیں کرنا چاہئے، یقینی طور پر اگر معلوم ہو کہ امام کا وضو صحیح نہیں ہے تو بات دوسری ہے، ظاہر پر محمول کرنا ہی صحیح اصول ہے الا یہ کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قوی یا یقین موجود ہو۔ (فتاوی امارت شرعیہ ص۱۵۳ ج۲)

ان فتاوی سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر شرائط کے مخالف مسلک کے امام کی اقتدا درست نہیں۔ دوسرے اکابر کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے یہاں اس مسئلہ میں گنجائش ہے۔ جو درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اگر امام اور مقتدی کا مذہب ایک نہ ہو مثلا امام شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہوجانا کافی ہے خواہ مقتدی کے مذہب کے موافق بھی صحیح ہو یا نہ ہو ہر حال میں بلا کراہت اقتدا درست ہے، مثلا: اس امام کے کپڑوں میں ایک درم سے زیادہ منی لگی ہوئی ہو، یا منہ بھر قے، یا خون نکلنے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھاوے، یا وضو میں صرف دو تین بال کے مسح پر اکتفا کرے، ان سب صورتوں میں چونکہ امام کی نماز اس کے مذہب کے موافق صحیح ہوجاتی ہے، لہذا مقتدی کی نماز بھی صحیح ہوجائے گی۔

اس مسئلہ میں علماء مذہب اربعہ مختلف ہیں۔ کئی علماء نے خاص اسی مسئلہ میں مستقل

رسالے تصنیف کیئے ہیں۔اس اختلاف کا رجوع چند اقوال کی طرف ہوتا ہے:

(۱)......جواز اقتدا مطلقا خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے۔

(۲)......جواز اقتدا بشرطیکہ مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ امام کی نماز مقتدی کے مذہب کے موافق نہیں ہوئی اگر چہ واقع میں ایسا ہی ہو۔

(۳)......جواز اقتدا بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے۔

(۴)......عدم جواز اقتدا خواہ امام مذہب مقتدی کی رعایت کرے یا نہ کرے۔

(۵)......جواز اقتدا مع کراہت تنزیہیہ۔

ان سب اقوال میں پہلا قول نہایت تحقیق اور انصاف پر مبنی ہے۔شاہ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنے رسالہ ''انصاف'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنهم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے، بعض بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں، بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے، بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں، بعض فصد و قے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض خاص حصے کو چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں۔باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ' ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی تھے۔

ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بلا وضو کیئے ہوئے نماز پڑھائی، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا۔

احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بلا وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں؟ کہنے لگے: کیا میں امام مالک اور سعید بن مسیّب رحمہما اللہ کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا۔

''ایقاظ النیام'' میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے، اور اسی کے موافق محققین مذہب اربعہ سے تصریحات صریحہ نقل کی ہیں۔

بعض علماء نے مثل صاحب بحر الرائق و درمختار و ملا علی قاری وغیر ہم کے اور اسی طرح بعض علماء شافعیہ نے بھی تیسرے قول کو اختیار کیا ہے، مگر وہ صحیح نہیں، گویا ان لوگوں کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہو گیا ہے، درحقیقت یہ قول بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل، اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو آپس میں سخت افتراق پڑ جائے گا اور بڑی مشکل پیش آئے گی۔

(علم الفقہ ص ۲۴۰ حصہ دوم، جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں)

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کا فتوی

س: ...... حنفی کا شافعی کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟

ج: ...... اہل تحقیق کے اس بارے میں دو فرقے ہیں: پہلا فرقہ مقتدی کا اعتبار کرتا ہے۔ اور شامی میں اسی کو اصح کہا ہے۔ بحر الرائق میں اسی وجہ سے لکھا ہے: اگر مقتدی کو یقین ہو کہ امام اختلاف کے موقعوں پر احتیاط سے کام لیتا ہے تو اس کی اقتدا مکروہ نہیں ہے اور اگر شک ہے تو مکروہ ہے اور اگر احتیاط نہ کرنے کا یقین ہے تو جائز نہیں۔

اور احتیاط سے مراد شروط اور ارکان کی رعایت کرنا ہے، اور دوسرا فرقہ امام کا اعتبار کرتا ہے۔ صاحب نہایہ نے اسی کو انیس کہا ہے۔ اس قول پر اگر امام شافعی المذہب محتاط نہ ہو تو

بھی اس کی اقتدا درست ہے، چنانچہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ہاروشن رشید کی اقتدا کی تھی۔عینی نے شرح کنز میں اسی قول لیا ہے جب تک کہ مفسد نماز کا تحقق امام سے نہ ہو، واللہ اعلم۔(مجموعۃ الفتاوی ص۳۹۵ ج۱)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ج:......اگر مذہب زید کا مثلاً حنفی ہے اور امام کا مذہب معلوم ہوا کہ شافعی ہے یا مالکی تو نماز زید کی اس کے پیچھے صحیح ہے، توڑنے کی ضرورت نہیں، بلکہ توڑنا ایسی حالت میں ممنوع ہے۔(فتاوی دار العلوم مدلل مکمل ص۲۲۳ ج۳، سوال نمبر۹۲۶)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

مذہب حنفیہ میں اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ اقتدا حنفی با مام شافعی المذہب جائز ہے اور معتبر عند الشافعیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اقتدا شافعی با مام حنفی درست ہے۔(فتاوی دار العلوم مدلل مکمل ص۲۰۵ ج۳، سوال نمبر۸۸۲)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

ج:......شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔

(کفایت المفتی ص۹۲ ج۲، جواب نمبر۱۰۲)

اس جواب میں حضرت رحمہ اللہ نے کوئی شرط نہیں لگائی بلا شرط کے جواز کا فتوی دیا ہے۔

''فتاوی حقانیہ'' میں وتر کے سلسلہ میں ہے:

''غیر حنفی امام اگر دو رکعت کے بعد بغیر سلام کے تین وتر پورا کرتا ہو تو اس کی اقتدا

درست ہے۔

اسی طرح اگر وتر بالتسلیمتین یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر وتر پورا کرے تو امام ابوبکر الجصاص اور متأخرین فقہاء کے ہاں اقتدا درست ہے، اور یہی ترجیح حالات کی مقتضی ہے۔ (فتاوی حقانیہ ص۲۴۲)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ج:......اہل سنت الجماعت کے نزدیک چاروں مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) حق ہیں۔ ان کا آپس کا اختلاف فروعی مسائل میں ہے، لہذا حنفی کی نماز شافعی المذہب یا حنبلی المذہب امام کے پیچھے درست ہے، اگرچہ حنفی مسلک کے مستند علماء موجود ہوں۔

(فتاوی مفتی محمود ص۲۱۴ ج۲)

حضرت مولانا مفتی سید عثمان غنی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر مسلمان کے پیچھے نماز جائز و درست ہے۔ شافعی، مالکی اور حنبلی سب کے پیچھے نماز جائز و درست ہے۔ بزرگان سلف ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے اور وہ اس وہم میں مبتلا نہیں ہوئے کہ امام نے ان کے مسلک کے خلاف وضو کیا ہوگا۔

(فتاوی امارت شرعیہ ص۱۵۴ ج۲)

نوٹ:......ان فتاوی میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی سید عثمان غنی صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔

نوٹ:......رسالہ کے آخر میں دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا ایک تفصیلی فتوی نقل کرتا ہوں جو راقم کے ایک تفصیلی سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی مختار اللہ صاحب مدظلہم نے تحریر فرمایا تھا، جس میں اس مسئلہ کی بہت عمدہ تحقیق فرمائی گئی ہے۔ مرغوب احمد لاجپوری

نماز میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی مختار اللہ صاحب حقانی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ میں الحمدللہ آنجناب کی دعا اور اللہ تعالی کے فضل وکرم سے خیریت سے ہوں اور آپ کی خیر وعافیت کا طالب ہوں۔

نماز میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟ آیا بلا کسی شرط کے ان کی اقتدا صحیح ہے؟ یا بشرائط صحیح ہے؟ اس بارے میں علماء کا رجحان دونوں طرف معلوم ہوتا ہے۔ علامہ شامی، صاحبِ بحرالرائق، ملاعلی قاری رحمہم اللہ اور اکابر دیوبند کے اکثر فتاوی میں کچھ شرائط کے ساتھ اقتدا کو جائز کہا ہے۔ دوسری طرف حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ اور بعض اکابر کے فتاوی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرات بلا کسی شرط کے جواز کے قائل ہیں۔

جو حضرات بلا کسی شرط کے اقتدا کو درست مانتے ہیں' ان حضرات کے فتاوی کے حوالجات یہ ہیں: '' فتاوی دار العلوم مدلل مکمل'' ص ۲۲۳ ج ۳، سوال نمبر ۹۲۶۔ '' مجموعۃ الفتاوی'' ص ۳۹۵ ج ۱۔ '' کفایت المفتی'' ص ۹۲ ج ۲، جواب نمبر ۱۰۲۔ '' فتاوی مفتی محمود'' ص ۲۱۴ ج ۲۔ '' فتاوی حقانیہ'' ص ۲۴۲۔ '' فتاوی امارت شرعیہ'' ص ۱۵۴ ج ۲۔

اگر شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو لاکھوں احناف اور شافعی و مالکی کی اقتدا حرمین شریفین کے ائمہ (جن کے متعلق حنبلی ہونے کا گمان ہے) کے پیچھے بکراہت تنزیہی ادا ہوگی۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ فقہاء نے یہ تفصیل لکھی ہیں کہ اگر امام فرائض مذہب مقتدی کی

رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتدا بلا کراہت درست ہے اوراگر فرائض مذہب مقتدی کی رعایت نہیں کرتا تو اقتدا درست نہیں ہے اوراگر واجبات وسنن میں رعایت نہیں کرتا تو مکروہ ہے اسی طرح اگرشک ہے کہ رعایت کرتا ہے یانہیں کرتا تو مکروہ ہے۔حتیٰ کہ یہاں تک لکھا کہ اگروہ سنن میں رعایت نہیں کرتا یاوہ چیزیں کرتا ہے جومقتدی کے نزدیک مکروہ ہیں اوراس کے نزدیک سنت ہے،مثلا انتقالاتِ ارکان میں رفع یدین کرنا یا نہ کرنا اور بسم اللہ میں جہرکرنا یااخفا کرنا وغیرہ تواس میں کراہت تنزیہہ ہے۔(عمدۃ الفقہ ص۱۹۹ج۲)

اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہے کہ اتنی مخالف مسلک کی رعایت کہاں اورکون کرتا ہے؟(ہاں اگرکوئی مخلص چاہےتو کرسکتا ہےاورکرنی بھی چاہئے،کہ خروج عن الخلاف تمام ائمہ کے نزدیک ادب ہے)اورقرائن سےتو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رعایت نہیں کی جاتی، جیسے کہ حنفیہ کے نزدیک اگرعورت جماعت میں شریک ہوتو ضروری ہے کہ امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو،مگرحرمین شریفین میں امام عورت کی امامت کی نیت نہیں کرتے، جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

’’عرصہ ہواامام حرم سے دریافت کیا گیا تھا،انہوں نے بتایا تھا کہ ہم عورت کی امامت کی نیت کرتے ہیں نہیں‘‘۔(فتاوی محمودیہ ص۳۸۲ج۱۶)

اورحضرت مولانا مفتی رشیداحمد صاحب رحمہ اللہ بھی تحریرفرماتے ہیں کہ:

’’حرمین شریفین کے امام امامتِ نساء کی نیت نہیں کرتے،مزید تثبت کے لئے بندہ نے اس بارے میں شیخ عبدالعزیز بن باز سے استفتاء کیا،انہوں نے جواب میں صراحۃً تحریر فرمایاہے کہ ان کے ہاں نیت امامت نساءضروری نہیں (پھرحضرت نے شیخ بن باز کاوہ فتوی نقل کیاہے)اب یہ امر بلا شبہ محقق ہوگیا کہ ائمۂ حرمین شریفین عورتوں کی امامت کی نیت

نہیں کرتے۔ان کے مذہب میں نیت ضروری نہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہے بلکہ بندہ کا ذاتی تجربہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی رعایت سے متعلق کسی درخواست کی ان کے ہاں کوئی شنوائی نہیں ہوتی''۔

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:''اوپر کی تحریر سے ثابت کیا گیا کہ ائمہ حرمین شریفین کے ہاں امامتِ نساء کی نیت ضروری نہیں۔اس پر کسی کو خیال ہوسکتا ہے کہ شاید وہ مذہب حنفی کی رعایت سے امامتِ نساء کی نیت کر لیتے ہوں۔اس کا جواب یہ ہے کہ رعایت مذہب غیر کے اہتمام کی سعادت صرف حنفیہ کو حاصل ہے۔غیر مقلدین اور ائمہ حرمین کی رعایت مذہب غیر سے بے اعتنائی بلکہ عمداً مخالفت عام مشہور ومعروف ہے۔معہذا دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

(۱)......ان کے مذہب میں وتر کی دوسری رکعت پر سلام پھیرنا واجب نہیں،صرف افضل ہے۔اور مذہب حنفی میں ناجائز ہے اوراس طرح وتر کا واجب ادانہیں ہوتا،اس کا مقتضی یہ تھا کہ رمضان میں جماعت وتر میں احناف کی رعایت سے دوسری رکعت پر سلام نہ پھیریں' مگر یہ لوگ دوسری رکعت پر لازماً سلام پھیرتے ہیں۔

(۲)......موسم حج میں منیٰ' عرفات اور مزدلفہ میں امام حج قصر کرتا ہے،حالانکہ ان کے نزدیک یہاں قصر واجب نہیں سنت ہے،اور مذہب حنفی میں غیر مسافر کے لئے قصر جائز نہیں،اس کے باوجود امام قصر ہی کرتا ہے احناف کی نماز کی کوئی پرواہ نہیں۔

بندہ نے ایک بار امام حرم ابوالسمح سے گذارش کی کہ آپ گاڑی پر بقدر مسافت سفر چکر لگا کر عرفات پہنچیں تو ہمیں بھی آپ کی اقتدا میں نماز کا شرف مل جائے،مگر وہ اس ایثار پر تیار نہ ہوئے جس میں ان کا ذرہ بھر بھی کوئی حرج نہیں تھا''۔(احسن الفتاوی ص۳۶۳ تا ۳۶۶)

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ کے وہ دلائل جو انہوں نے اپنی رائے کی تائید میں تحریر فرمائے ہیں کہ:

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ انصاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنھم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے، بعض بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں، بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے، بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں، بعض فصد وقے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض خاص حصے کو چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں۔ باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے‘‘۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی تھے۔ ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا۔

احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں؟ کہنے لگے: کیا میں امام مالک اور سعید بن مسیّب رحمہما اللہ کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا۔ ’’ایقاظ النیام‘‘ میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے اور اسی کے موافق محققین مذہب اربعہ سے تصریحات صریحہ نقل کی ہیں۔ بعض علماء نے مثل صاحب بحر الرائق و درمختار و ملا علی قاری وغیرہم کے اور اسی طرح بعض علماء شافعیہ نے بھی تیسرے قول (جواز اقتدا بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے) کو اختیار کیا ہے، مگر وہ

صحیح نہیں،، گویا ان لوگوں کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہو گیا ہے، درحقیقت یہ قول بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل، اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو آپس میں سخت افتراق پڑ جائے گا اور بڑی مشکل پیش آئے گی۔

(علم الفقہ ص ۲۴۰ حصہ دوم، جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فتوی:

سوال:...... حنفی مذہب کے لئے جائز ہے یا نہیں کہ نماز میں شافعی اور مالکی اور حنبلی مذہب کے پیچھے اقتدا کرے؟

جواب:...... حنفی مذہب کی نماز شافعی اور مالکی اور حنبلی سب کے پیچھے جائز ہے، اس واسطے کہ اصول میں ان چاروں مذہب میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ حکم احادیث اور فقہ کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے، لیکن فی زمانہ بعض علماء ماراء النہر اپنی کم فہمی کے سبب سے تعصب رکھتے ہیں اور اس بارہ میں گفتگو کرتے ہیں، ان کا قول قابل رد ہے اور فقہ و حدیث کے خلاف ہے، یہ صرف ان کا مسئلۂ اجتہادیہ ہے، ہرگز قابل سماعت اور لائق اعتبار نہیں۔ اور مکہ معظّمہ میں اب تک یہی طریقہ جاری ہے کہ ان چار مذہب کے لوگ دوسرے مذہب والے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اگر ایسا حکم نہ ہوتو پھر مذہب اہل سنت اور فرقۂ خلافیہ میں کیا فرق رہے گا؟ اہل سنن اور سب فقہاء کرام کے محققین کے نزدیک چاروں مذہب میں حق دائر ہے اور یہ مسئلہ اصول کی کتب معتبرہ میں دیکھنا چاہئے، تاکہ اطمینان کلی حاصل ہو جائے۔ کتبہ فقیر عبدالعزیز عفی عنہ وکفر عنہ سیئاتہ۔ (فتاوی عزیزی ص ۴۶۳)

کیا ان دلائل کی روشنی میں ان کا رجحان زیادہ قوی معلوم نہیں ہوتا؟ اور اس نازک درو میں ان کی رائے پر فتوی دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ان دلائل کے جوابات کیا ہیں؟

اس صورت حال کے پیش نظر آنجناب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس مسئلہ پر تفصیلی کلام فرما کر اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں اور کوئی ایسا حل نکالیں کہ نہ صرف احناف بلکہ شوافع و مالکیہ کی نماز بھی حرمین شریفین میں بلا کراہت ادا ہو۔

مرغوب احمد لاجپوری

الجواب و بالله التوفيق

مخالف مسلک امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا مسئلہ زمانۂ قدیم سے معرکہ آراء چلا آرہا ہے، اس مسئلہ کے حل کے بارے میں تقریبا چار اقوال مروی ہیں:

(۱)......بعض اہل علم حضرات مخالف مسلک امام کی اقتداء کو مطلقا جائز سمجھتے ہیں۔

(۲)......جبکہ بعض ارباب فتوی اس کو علی الاطلاق منع کرتے ہیں۔

(۳)......بعض اس مسئلہ میں جائز مع الکراہۃ کے قائل ہیں۔

(۴)......جبکہ بعض فقہاء کرام چند شرائط کے ہوتے ہوئے اس کو جائز کہتے ہیں۔

چونکہ مسئلہ اجتہادی ہے، اس لئے ہمارے اکابر علماء کے فتاوی میں بھی اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (امداد الفتاوی ۱/۲۵۳) حضرت العلامہ مولانا ظفر احمد عثانی رحمہ اللہ (امداد الاحکام ۱/۵۰۲) فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ (احسن الفتاوی ۳/۲۸۲) اور بعض دوسرے اکابر علماء اور ارباب فتوی آخری قول کو ترجیح دیتے ہوئے کہ مخالف مسلک امام کی اقتداء مشروط بالشرائط کی صورت میں جائز سمجھتے ہیں۔

مگر دوسری طرف مولانا عبد الحئی لکھنوی، مولانا عبد العلی بحر العلوم، خاتم المحدثین علامہ مولانا انور شاہ کشمیری، مفتی الہند مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

اور قائد ملت مولانا مفتی محمود صاحب اور دوسرے اہل علم حضرات رحمہم اللہ نے اول قول کو ترجیح دیتے ہوئے مخالف مسلک امام کی اقتداء میں نماز کو مطلقا جائز قرار دیا ہے۔

ناچیز راقم الحروف کے ناقص رائے میں زمانۂ حال کے تقاضوں اور امت مرحومہ کی وحدت اور اجتماعیت کے لئے اول الذکر رائے قرین قیاس ہے۔

ائمۂ مذاہب اربعہ کے اقوال اور ان کے عملی ثبوت سے اسی رائے کی تائید ہوتی ہے۔ محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ خاتم المحققین حضرت العلامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''قال شيخنا رحمه الله : والحق انه لا عبرة لرأى الماموم بل للامام ، حيث توارث عن السلف والقدماء كلهم الاقتداء خلف ائمة مخالفين لهم فى الفروع فالصحابة والتابعون ، وكذا الائمة المتبوعون كانوا يصلون خلف امام واحد مع انهم مجتهدون واصحاب المذاهب والاراء فى الفروع مع كثرة الاختلاف والتباين فى آرائهم واقوالهم ، ولم ينقل عن احد منهم نكير أو خلاف فى ذلك''۔

(معارف السنن ۱/۱۶۱)

اور یہی بات امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی لکھی ہے:

''وقد كان فى الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرأ البسملة ومنهم من لا يقرء ها ، ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا يجهر بها ، ومنهم من كان يقنت فى الفجر ومنهم من لا يقنت فى الفجر ، ومنهم من يتوضأ من الحجامة والرعاف والقئى ومنهم من لا يتوضأ من ذلك، ومنهم من يتوضأ من مس الذكر و من النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضأ من ذلك، ومنهم من يتوضأ مما مسته النار ومنهم من لا يتوضأ

من ذلک ، ومنهم من يتوضأ من اكل لحم الابل ومنهم من لا يتوضأ من ذلک معهذا فكان بعضهم يصلى خلف بعض مثل ما كانوا ابو حنيفة واصحابه والشافعى وغيرهم يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية وغيرهم ، وان كانوا ولا يقرؤن البسملة لا سرا ولا جهرا"۔(الانصاف ص۹۰، وهكذا فى فتاوى ابن تيمية ج۲ص۵۹۲)

بلکہ اسی طرح صاحب مذہب امام الائمۃ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ حج کے دوران ائمہ حرمین کی اقتدا میں نمازیں پڑھا کرتے تھے، حالانکہ ائمہ حرمین فروعی مسائل میں امام اصاحب رحمہ اللہ کے مخالف تھے۔علامہ بنوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے:(معارف السنن ۱/۱۶۱و۱۶۲)

"وهكذا امامنا ابو حنيفة صاحب المذهب حج خمسين حجة ، وقيل خمسا و خمسين ، وكان كثير من اهل الحرمين مخالفين له فى الفروع ، فكان يصلى خلفهم ولم يثبت فى ذلک نكير عنه ولا تتخلف عن الاقتداء بهم"۔

اسی طرح قاضی القضاۃ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ امیر المؤمنین ہارون رشید کی اقتدا میں نمازیں پڑھا کرتے تھے، حالانکہ ہارون رشید کا امام مالک رحمہ اللہ کے فتوی پر عمل تھا اورفروعی مسائل میں حنفیہ کثر اللہ سوادہم کے خلاف تھے۔

هذا القاضى ابو يوسف رحمه الله صلى خلف هارون الرشيد وكان هارون الرشيد احتجم وكان الامام مالک افتى هارون الرشيد بعدم الفساد به وكان مذهب ابى يوسف ضد ذلک۔(معارف السنن ۱/۱۶۲)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید وضاحت کے ساتھ اس واقعہ کو ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ:

"صلى خلف الرشيد وقد احتجم وافتاه مالک بانه لا يتوضا فصلى ابو يوسف

ولم یعد‘‘۔(فتاوی ابن تیمیہ۲/۵۹۲)

بلکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ایک موقع پر جمعہ کی نماز پڑھائی، بعد میں پتہ چلا کہ جس کنویں کے پانی سے وضو کیا گیا تھا اس میں مردہ چوہا تھا، آپ نے نماز کے اعادہ کے بجائے فرمایا کہ ہم اہل مدینہ بھائیوں کے یعنی مالکیہ کے قول کو لیتے ہیں۔

کما فی البزازیه عن الامام الثانی وهو ابو یوسف انه صلی یوم الجمعة مغتسلا من الحمام صلی بالناس و تفرقوا، ثم اخبر بوجود فارة فی بیر الحمام فقال: اذا نأخذ بقول اخواننا من اهل المدینة اذ بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا۔(بحوالہ الانصاف ص۹۱)

حالانکہ فقہ حنفی کے مفتی بہ قول کے اعتبار سے اس کنویں کا پانی نجس ہے اور ناپاک پانی سے طہارت حاصل نہیں ہوتی اور اگر اس قسم کے پانی سے وضو کیا تو اس پر اعادہ نماز واجب ہے، مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے خود مالکیہ کے قول کو اختیار کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اگر آپ کی جگہ کوئی مالکی امام نماز پڑھاتے تو اس کی اقتداء میں نماز درست ہوتی۔

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی مخالف مسلک امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

’’وکان احمد بن حنبل یری الوضوء من الحجامة والرعاف، فقیل له فان کان الامام قد خرج منه الدم ولم یتوضا یصلی خلفه؟ فقال: کیف لا اصلی خلف سعد بن المسیب و مالک‘‘۔

(فتاوی ابن تیمیہ۲/۵۹۳، ھکذا فی الانصاف ص۹۱، للامام ولی الله دهلوی)

اور علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ المغنی کے ’’باب الامامة‘‘ میں اسی کو ترجیح دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

’’فاما المخالفون فی الفروع کاصحاب ابی حنیفة ومالک و الشافعی رحمهم الله تعالی فالصلاة خلفهم صحیحة غیر مکروهة نص علیه احمدؒ لان الصحابة والتابعین ومن بعدهم لم یزل بعضهم یأتم ببعض مع اختلافهم فی الفروع فکان ذلک اجماعا ولان المخالف اما یکون مصیبا فله اجران او مخطئا فله اجر ولا اثم علیه فی الخطا‘‘۔(بحوالہ حاشیہ البنایۃ للشیخ فیض احمد ۳/۴۰)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کو جمہور اسلاف اور مذاہب اربعہ کے ائمہ کا قول قرار دیا ہے۔

تصح صلاة الماموم ، وهو قول جمهور السلف ، وهو قول مالک ، وهوقول الآخر فی مذاهب الشافعی و احمد وابی حنیفة ، واکثر نصوص احمد علی هذا، وهذا الصواب۔(فتاوی ابن تیمیہ ۲/۵۹۳)

فقہاء احناف کے مشہور فقیہ، محدث اور مفسر امام ابوبکر الجصاص الرازی الحنفی رحمہ اللہ کے فرمان سے بھی وضاحت کے ساتھ یہی معلوم ہوتا ہے۔

یجوز اقتداء الحنفی بمن یسلم علی الرکعتین فی الوتر ویصلی معه بقیة الوتر، لان امامه لا یخرج بسلامه عنده ، لانه مجتهد فیه کما لو اقتدی امام قد رعف وهو یعتقد ان طهارته باقیة ، لانه مجتهد فیه فطهارته باقیة فی حقه۔(البنایة ۳/۴۱)

اور اسی ترجیح کو علامہ ابن وہبان رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’نعم لو اقتدی حنفی بشافعی فی الوتر و سلم ذلک الشافعی الامام علی الشفع الاول علی وفق مذهبه ثم اتم الوتر صح وتر الحنفی عند ابی بکر الرازی

وابن وهبان وفيه يقول ابن وهبان فى منظومته ؎

ولو حنفى قام خلف مسلم لشفع ولم يتبع وتم فمؤتر

(معارف السنن ۱۷۰/۴)

اس رائے کی تائید آنحضرت ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے۔

عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال : ((يصلون لكم فان اصابوا فلكم ولهم وان اخطئوا فلكم و عليهم)) ۔(فتاوی ابن تیمیہ ۵۹۳/۲)

کہ نماز میں امام کی رائے کا اعتبار ہے ماموم کی رائے معتبر نہیں۔اور روایت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''فقد بين صلى الله عليه وسلم : ان خطا الامام لا يتعدى الى المأموم ، ولان المأموم يعتقد ان ما فعله سائغ له ، وانه لا اثم عليه فيما فعل ، فانه مجتهد أو مقلد مجتهد ، وهو يعلم ان هذا قد غفر الله له خطا فهو يعتقد صحة صلا ته ، وانه لايأثم اذا لم يعدها ، بل لو حكم بمثل هذا لم يجز له نقض حكمة ، بل كان ينفذه ، واذا كان الامام قد فعل باجتهاده فلا يكلف الله نفسا الا وسعها والماموم قد فعل ما وجب عليه كانت صلاة كل منهما صحيحة ، وكان كل منهما قد ادى ما يجب عليه وقد حصلت موافقة الامام فى الافعال الظاهرة'' ۔(فتاوی ابن تیمیہ ۵۹۳/۲و۵۹۴)

اسی طرح اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالی نے ہر شخص کو اپنے بساط کے مطابق شرعی احکام کا مکلّف قرار دیا ہے:﴿ لايكلف الله نفسا الا وسعها﴾ الآية کسی پر بھی ایک و دسرے کا بوجھ نہیں ڈالا۔ لقوله تعالى : ﴿ ولا تزر وا وازرة اخرى ﴾ الآية۔تو اجتہاد اور فروعی احکام میں بھی ہر امام اپنی بساط علمی کے مطابق شرعی احکام کا مکلّف

ہے،اور ہر ایک نے بضاعت علم کو بروئے کار لا کر اپنی رائے یا اپنے امام کی رائے پر عمل کیا، اور مقتدی اپنی رائے اور اپنے امام کی رائے پر عمل کر رہا ہے۔اور فروعی احکام میں اختلاف کے لئے اصول یہ ہے کہ ہر امام کا قول اور رائے خطاء اور صواب دونوں کا احتمال رکھتا ہے اور کوئی بھی دوسرے کی رائے کو کلیۃ غلط نہیں کہہ سکتا، جیسا کہ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ''**اذ اسئلنا عن مذهبنا و مذهب مخالفنا قلنا وجوبا مذهبنا صواب يحتمل الخطا ؤ مذهب مخالفنا خطأ يحتمل الصواب**''۔(مقدمہ ردالمحتار ۱/۹۴۸)

اس لئے ہمارے فقہی احکام چار طرح کے ہیں:

(۱)......بعض وہ مسائل ہیں جو نصوص (قرآن وسنت) سے بلا کسی تعارض اور اختلاف کے ثابت ہیں، جیسے نماز کی فرضیت، حج کی ادائیگی کا حکم، روزہ اور زکوۃ وغیرہ کی فرضیت۔اس قسم کے احکام میں کسی بھی امام کا کوئی اختلاف نہیں، ہر مسلک میں اس قسم کے احکام ایک ہی طرح کے ہیں۔

(۲)......دوسرے وہ احکام ومسائل ہیں جو نصوص (قرآن وسنت) سے ثابت ہیں، لیکن نصوص میں تعارض اور اختلاف پایا جاتا ہے، جس میں ایک مجتہد کسی ایک نص کو ترجیح دے کر مسئلہ بیان کرتا ہے تو دوسرا مجتہد دوسرے نص کو ترجیح دے کر مسئلہ بیان کرتا ہے، جیسے رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا مسئلہ، جماعت کے ساتھ نماز میں امام کے پیچھے قرأت کا مسئلہ، نماز میں آمین بالجہر کا مسئلہ، مس ذکر اور مس المرأۃ سے وجوب وضو اور عدم وجوب کا مسئلہ وغیرہ۔اس قسم کے مسائل میں دونوں طرح کے نصوص پائے جاتے ہیں، اس لئے اب دونوں مجتہدین کے اقوال نصوص شرعی کے مطابق ہیں۔کوئی مجتہد دوسرے مجتہد کے قول کو غلط نہیں کہہ سکتا، اور ہر مجتہد عامل النص ہوتا ہے، اور جس نص پر بھی عمل کیا

جائے وہ صواب اور صحیح ہے۔

(۳)......تیسرے قسم کے وہ مسائل ہیں جو نصوص غیر متعارض سے ثابت ہیں، مگر نص نے ان کو ایسے الفاظ سے بیان کیا ہے جو مختلف المعانی کا احتمال رکھتے ہیں اور وہ معانی کبھی از قبیل اضداد ہوتے ہیں تو مجتہد ان مختلف معانی میں کسی ایک معنی کو ترجیح دے کر مسئلہ بیان کرتا ہے، جیسے مطلقہ عورت کی عدت کا مسئلہ ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ عدت بالحیض کا قول فرماتے ہیں' اور اس معنی کو مختلف دلائل اور وجوہات سے ترجیح دیتے ہیں، اور امام شافعی رحمہ اللہ عدت بالاطہار کی رائے رکھتے ہیں' اور دونوں ائمہ کرام قرآن کریم کی آیت: ﴿یتربصن ثلاثہ قروء﴾ سے استدلال کرتے ہیں، اس لئے کہ ''قروء'' ایسا لفظ ہے' جو حیض اور طہر دونوں متضاد معانی کا احتمال رکھتا ہے، لہٰذا ان دونوں آراء میں سے کسی بھی رائے کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔

(۴)...... چوتھے قسم کے مسائل وہ ہیں جو نصوص میں صراحۃ ذکر نہیں ہیں، بلکہ ان مسائل کو قیاس اجتہاد کے ذریعہ حل کیا گیا ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ ہر مجتہد بلکہ ہر شخص کا سوچ اور رائے یکساں نہیں، ہر شخص کسی بھی مسئلہ کے حل کے بارے میں اپنے مجتہد کی رائے کو خطا اور غلط نہیں کہہ سکتا، بلکہ ان آراء میں ہر ایک کی رائے صواب اور خطا کا احتمال رکھتی ہے، جن کا ظاہری وزن برابری کا ہے، اس لئے امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''ومن هذا الباب بان الصحابة مختلفون و انهم جميعا على الهدى ولذلک لم يزل العلماء يجوزون فتاوى المفتين فى المسائل الاجتهادية ويسلمون قضاء القضاة ويعملون فى بعض الاحيان بخلاف مذهبهم ولذا لا ترى ائمة المذاهب فى هذه المواضع الاوهم يصححون القول ويثبتون الخلاف بقول احدهم، هذا احوط

وھذا ھو المختار، وھذا احب الیّ ''۔(الانصاف ص۸۹)

اوراسی وجہ سے ہر مجتہد اپنے اس اجتہاد میں اجر وثواب کا مستحق ہے،

کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ((اذا حکم الحاکم فاجتھد واصاب ولہ اجران وان اخطا فلہ اجر واحد)) ، (الحدیث)۔(صحیح بخاری ۲)

مگر یاد رہے کہ حدیث میں ذکر کئے گئے الفاظ خطا وصواب کا تعلق عند اللہ سے ہے، اس لئے کہ ختم نبوت کی وجہ سے کوئی بھی بشر اس صواب وخطا پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

تو جب مسائل اختلافیہ میں ہر رائے اور قول صواب کا محتمل ہے تو نفس الامر میں امام اور مقتدی دونوں برابر ہوئے ،مثلاً نماز کی ادائیگی کے لئے طہارت متفق علیہ شرط ہے، البتہ انقطاع طہارت کے اسباب میں اختلاف پایا جاتا ہے ،مثلاً نکسیر کو بعض فقہاء کرام منقطع الطہارۃ قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو منقطع الطہارۃ قرار نہیں دیتے ،لہذا اگر امام اجتہاداً یا تقلیداً نکسیر کو منقطع الطہارۃ قرار نہیں دیتا اور نماز میں اس کی نکسیر ٹوٹ جائے تو وہ اپنی رائے یا مذہب میں طہارت کی صفت سے متصف ہے۔ اور یہی طہارت نماز کی ادائیگی کے لئے شرط ہے، لہذا امام بھی طاہر اور مقتدی بھی طاہر تو دونوں نفس الامر میں یکساں ہونے کی وجہ سے برابر ہیں، اس لئے دونوں کے لئے ایک دوسرے کی اقتداء درست اور صحیح ہیں۔

اس کے علاوہ اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:((صلوا خلف کل بر و فاجر)) الحدیث۔

کہ ہر نیک وبد کی اقتداء میں نماز پڑھا کرو۔ اس روایت میں مقتدی اور امام دونوں کا یک مسلک اور ایک مذہب ہونے کی کوئی قید نہیں ، بلکہ آنحضرت ﷺ نے اتنی وسعت کے ساتھ اس مسئلہ کو بیان فرمایا کہ ہر ایک کے لئے مطلقا مسلمان شخص کی اقتداء میں نماز

پڑھنا جائز ہے، چاہے وہ امام حنفی یا شافعی یا کسی بھی مذہب کے ساتھ وابستہ ہو بر ہو یا فاجر، مگر مسلمان ہو تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کی دس علامات میں سے ایک علامت ہے کہ:

''وھو یصلی خلف کل اما م بر و فاجر''۔(البحر الرائق ۳۳۲/۸)

اور صاحب بحر علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

''وذکر افتراق الادیان بالاھواء فمن کان من اھل الاسلام فالصلاۃ خلفه جائزۃ وان کان یعمل الکبائر، واھل الھواء علی ضربین منھم من یخرج عن الاسلام ومنھم من لایخرج، فمن خرج عن الاسلام لا تجوز الصلاۃ خلفه''۔(البحر الرائق ۳۳۴/۸)

اور یہ بات مسلم ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ والوں کے تمام مذاہب حق ہیں، اور ان کی اتباع آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے، تو پھر عدم جواز یا جواز مع الشرائط کی کوئی خاص وجہ باقی نہ رہی، اس لئے علامہ عبدالعلی بحر العلوم رحمہ اللہ نے اسی پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے:

''یجوز اقتداء التابع لمجتھد آخر کالحنفی للشافعی و بالعکس، وھذا باجماع من یعتد باجماعھم، لان العمل بکل حق ومنج فی الآخرۃ فلا وجه لمنع الاقتداء''۔(رسائل الارکان ص ۱۰۷)

اس لئے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا میں ائمۂ حرمین کی اقتدا میں جملہ نمازیں بلا کسی شرط اور بلا کسی کراہت جائز ہیں۔ اور یہ تخصیص صرف حرمین کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر جگہ اور ہر ملک میں ایک مسلک کے امام کی اقتداء میں دوسرے مسلک کے مقلدین کی نماز جائز ہے۔ھذا ما ظھر لی واللہ اعلم بالصواب۔ محمد مختار اللہ حقانی

خادم دارالافتاء وشعبۂ تخصص فی الافتاء۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۲۲/۱۱/۲۰۰۵ء

خاتمہ...... مسلکی اختلاف کے باوجود ایثار کا ایک عجیب واقعہ

ہمارے اسلاف کا مسلکی اختلاف کے باوجود ایثار کا یہ عجیب واقعہ قابل رشک اور قابل اتباع ہے، ایک مرتبہ امام محمد بن علی حنفی دامغانی رحمہ اللہ مشہور شافعی فقیہ امام ابراھیم بن علی شیرازی رحمہ اللہ کی مسجد کے قریب گذرے اور نماز کا وقت قریب تھا، مسجد میں تشریف لائے، امام ابراھیم بن علی شیرازی رحمہ اللہ نے دیکھا کہ حنفی فقیہ امام محمد بن علی دامغانی رحمہ اللہ تشریف لائے ہیں، تو اپنے مؤذن کو حکم فرمایا کہ: آج اذان میں ترجیع نہ کرنا، (حنفی مسلک اوراس کے فقیہ کی رعایت کرنا۔شافعی مسلک میں اذان میں ترجیع بہتر ہے۔''شہادتین'' کو پست آواز میں کہہ کر پھر دو دفعہ بلند آواز میں دہرانے کو ترجیع کہتے ہیں) پھر امامت کے لئے امام محمد بن علی دامغانی رحمہ اللہ سے درخواست فرمائی، چنانچہ امام محمد بن علی دامغانی رحمہ اللہ نے نماز پڑھائی تو شافعی طریقہ سے پڑھائی، (مثلا: رفع یدین کیا، بسم اللہ زور سے کہی، آمین بالجہر پر عمل کیا، وغیرہ)۔

(معارف السنن ص١٦٣ج١، باب فی التسمیة عند الوضوء، واقعة امامة الدامغانی)

ہارون رشید کا پچھنے لگوانے کے بعد نماز پڑھانا اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کا ان کی اقتدا کرنا

ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بلا وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی۔امام مالک رحمہ اللہ نے ان کو فتوی دیا تھا کہ فصد کھلوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔اور امام ابویوسف رحمہ اللہ نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا۔حالانکہ ان کے نزدیک بدن سے خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اپنے مسلک کے خلاف فتوی دینا

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ نکسیر اور پچھنے لگوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر جب ان سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کے بدن سے خون نکلا، اور اس نے وضو کئے بغیر نماز پڑھائی تو کیا آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ: امام مالک اور سعید بن مسیّب رحمہما اللہ کے پیچھے نماز کیسے نہیں پڑھوں گا۔

حضرات صاحبین رحمہما اللہ کا عیدین کی نماز میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر عمل کرتے ہوئے بارہ تکبیریں کہنا

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ عیدین کی نمازیں پڑھاتے تھے، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق بارہ تکبیریں کہتے تھے، کیونکہ خلیفہ ہارون رشید کو اپنے دادا کی تکبیریں پسند تھیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مسجد میں قنوت ترک فرمانا

امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کے قریب مسجد میں فجر کی نماز پڑھی تو قنوت نہ پڑھا، پوچھا گیا تو فرمایا کہ: صاحب قبر کے ساتھ ادب کا معاملہ کرتے ہوئے میں نے ایسا کیا ہے۔ اور آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: ہم کبھی اہل عراق کے مذہب کی پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ رفع یدین کا اہتمام کرتے تھے، اور فجر میں قنوت پڑھنے کو لازم قرار دیتے تھے، لیکن جب بغداد پہنچ کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت فرمائی اور وہاں:

۲؍رکعت نماز پڑھی تو تکبیرات انتقالیہ میں رفع یدین نہیں فرمایا، اور فجر کی دو رکعت پڑھی اس میں قنوت نہیں پڑھی، لوگوں کے پوچھنے پر امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اس امام الاعظم کے سامنے ان کے مسلک کے خلاف میں اپنی رائے ظاہر کردوں یہ انتہائی بے ادبی ہوگی، اس لئے میرے لئے یہی مناسب ہے کہ ان کے علاقہ میں رہتے ہوئے ان کے مسلک پر نماز پڑھوں۔

(مرقاۃ المفاتیح ص۳۰ا ج ا، ط: ملتان۔ امداد الفتاوی جدید ص۴۹ ج ا۔ فتاوی قاسمیہ ص۶۲ ؍۶۳ ج ا)

بعض لوگ اس قصہ پر بہت شور کرتے ہیں، کہتے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی کی وجہ سے سنت پر عمل چھوڑ دیا جائے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی شان اس سے ارفع ہے کہ ایک مجتہد کی قبر کی وجہ سے سنت کو چھوڑ دیں، حالانکہ اس کا تعلق سمجھ سے ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ادب سے سنت کو نہیں چھوڑا، بلکہ ان کے ادب سے ان کی تحقیق کو اپنی تحقیق پر مقدم سمجھا کہ ان کے نزدیک یہ چیزیں سنت نہیں ہیں، بلکہ سنت قنوت کا نہ پڑھنا ہے، اور بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا، ایک شخص اپنی تحقیق سے کسی چیز کو سنت سمجھنے کے باوجود دوسرے محقق عالم کی تحقیق پر عمل کرے تو کیا حرج ہے۔ (الاعتدال ص۲۰۸۔ حدود اختلاف ص۱۵۵)

''فتاوی بزازیہ'' میں ہے کہ: امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ حمام کے کنویں سے غسل کرکے جمعہ کی نماز پڑھائی اور لوگ منتشر ہوگئے، پھر آپ کو اطلاع دی گئی کہ حمام کے کنویں میں مرا ہوا چوہا پایا گیا ہے، آپ نے فرمایا: اب ہم اہل مدینہ کا قول لیتے ہیں کہ جب پانی دو مٹکے ہوجائے تو وہ ناپاکی کو نہیں اٹھاتا۔

(فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ص۱۱۸ ج۴، فصل فی الأکفاء، کتاب النکاح)

(رحمۃ اللہ الواسعۃ ص۱۴ا ج۲، عنوان: مذہب میں تصلب کے ساتھ رواداری سے کام لینا چاہئے)

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ رفع یدین کا اہتمام کرتے تھے، اور فجر میں قنوت پڑھنے کو لازم قرار دیتے تھے، لیکن جب بغداد پہنچ کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت فرمائی اور وہاں: ۲رکعت نماز پڑھی تو تکبیرات انتقالیہ میں رفع یدین نہیں فرمایا، اور فجر کی دو رکعت پڑھی اس میں قنوت نہیں پڑھی، لوگوں کے پوچھنے پر امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اس امام الاعظم کے سامنے ان کے مسلک کے خلاف میں اپنی رائے ظاہر کردوں یہ انتہائی بے ادبی ہوگی، اس لئے میرے لئے یہی مناسب ہے کہ ان کے علاقہ میں رہتے ہوئے ان کے مسلک پر نماز پڑھوں۔ (امداد الفتاوی جدید ص۴۹ ج۱۔ فتاوی قاسمیہ ص۶۲/۶۳ ج۱)

نماز میں منقول سورتیں

آپ ﷺ ، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ اجمعین سے فرائض، وتر، جمعہ، عیدین اور سنن ونوافل میں جو سورتیں منقول ہیں، ان کو اس مختصر رسالہ جمع کیا گیا ہے، اور ہر حدیث کا مکمل حوالہ بھی لکھا گیا ہے، موضوع کے متعلق عمدہ اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

نماز فجر میں آپ ﷺ سے منقول سورتیں

آپ ﷺ سے نماز فجر میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ مؤمنون،۴۵/یا:۵۰/آیات تک،یعنی ﴿قد افلح المؤمنون﴾ سے ﴿ثم ارسلنا موسی و اخاہ ھرون بایتنا و سلطن مبین﴾ تک،یا ﴿ذات قرار و معین﴾ تک۔

(۲)......﴿واللیل اذا عسعس﴾سورۂ تکویر یعنی ﴿اذا الشّمس کوّرت﴾۔

(۳)......سورۂ ق یعنی ﴿ق والقرآن المجید﴾۔

(۴)......سورۂ زلزال یعنی ﴿اذا زلزلت الارض﴾۔

(۵)......سورۂ واقعہ یعنی ﴿اذا وقعة الواقعة﴾۔

(۶)......سورۂ روم یعنی ﴿الٓمٓ ، غلبت الروم﴾۔

(۷)......سورۂ فتح یعنی ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا﴾۔

(۸)......سورۂ ملک یعنی ﴿تبارک الذی بیدہ الملک﴾۔

(۹)......سورۂ لیل اور سورۂ شمس یعنی: ﴿واللیل اذا یغشی﴾ اور ﴿والشمس وضحاها﴾۔

(۱)......عن عبد الله ابن السائب رضی الله عنه قال: صلّى لنا النبی صلی الله علیه وسلم الصبح بمكة ، فاستفتح سورة المؤمنين ، حتى جاء ذكر موسى و هرون عليهما السلام أو ذكر عيسى – محمد بن عباد يشک او اختلفوا عليه – اخذت النبی صلی الله علیه وسلم سلعة، فركع۔

(مسلم، باب القراء ۃ فی الصبح ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۵۵)

(۲)......عن عمرو بن حُريث رضى الله عنه انه سمع النبى صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الفجر: ﴿والليل اذا عسعس﴾۔

(مسلم، باب القراءة فى الصبح ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۴۵۶)

(۳)......عن قطبة بن مالک رضى الله عنه قال : صليت وصلى بنا رسول الله صلى الله عليه و سلم فقرأ: ﴿ق والقرآن المجيد﴾ حتى قرأ ﴿والنخل بٰسقت﴾ قال: فجعلت اُردّدها ، ولا ادرى ما قال۔

(مسلم، باب القراءة فى الصبح ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۴۵۷)

تشریح:......''مسلم''ہی کی دوسری روایت میں نمازِ فجر کی صراحت ہے:''فی الفجر''۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ: بعد میں آپ ﷺ چھوٹی سورتیں پڑھا کرتے تھے،اوراس طرح کی طویل سورتیں نہیں پڑھتے تھے:''وكانت صلوته بعد تخفيفا''ایک اورروایت کے الفاظ ہیں:''كان يخفف الصلوة ، ولا يصلى صلوة هولاء''۔

(مسلم، باب القراءة فى الصبح ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۴۵۸/۴۵۷)

(۴)......عن معاذ بن عبد الله الجهنى ان رجلا من جهينة اخبره : انه سمع النبى صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الصبح اذا زلزلت الارض فى الركعتين كلتيهما ، فلا ادرى انسى رسول الله صلى الله عليه وسلم ام قرأ ذلک عمدا۔

(ابوداؤد، باب الرجل يعيد سورة واحدة فى الركعتين ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۸۱۶)

(۵)......جابر بن سمرة رضى الله عنه يقول :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلّى الصلوة كنحو من صلوتكم التى تُصلّون اليوم ، ولكنه كان يخفِّف ، كانت صلوته اخف من صلوتكم ، كان يقرأ فى الفجر الواقعة ، ونحوها من السورة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۵ ج۲، باب القرائة فى صلوة الصبح ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۷۲۰)

(۶)......صلّی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الفجر، فقرأ سورۃ الروم، فالتبس فیھا، فلما انصرف قال: ما بال اقوام یصلون بغیر طھر، من صلی معنا فلیحسن طھورہ، فانما یلبس علینا القرآن اولئک۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۷ ج۲، باب القراءۃ فی صلوۃ الصبح، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: ۲۷۲۵)

(۷)......عن ابی برزۃ رضی اللہ عنہ: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ فی الصبح ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۸ ج۲، باب القراءۃ فی صلوۃ الصبح، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: ۲۷۳۲)

(۸)......عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ فی الصبح ﴿تبارک الذی بیدہ الملک﴾۔

(کنز العمال، القرأۃ وما یتعلق بھا، الصلوۃ، رقم الحدیث: ۲۲۱۳۱)

(۹)......عن ابن عباس رضی اللہ عنھما: انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر أن یقرأ فی صلوۃ الصبح ب: ﴿اللیل اذا یغشی﴾ ﴿الشمس وضحاھا﴾۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۶ ج۲، باب القراءۃ فی صلوۃ الفجر، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: ۲۷۱۵)

نماز فجر میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول سورتیں

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ سے نماز فجر میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ بقرہ۔

(۲)......سورۂ آل عمران۔

(۳)......سورۂ یونس اور سورۂ ھود۔

(۴)......سورۂ کہف۔

(۶/۵)......سورۂ یوسف۔

(۷)......سورۂ یوسف اور سورۂ حج۔

(۸)......پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی سو آیتیں، پھر دوسری رکعت میں سورۂ مثانی کی کوئی سورت۔(مثانی: قرآن کریم کی شروع کی سات بڑی بڑی سورتیں مراد ہیں)۔یا مفصل کی ابتدائی سورتیں۔(طوال مفصل :سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک،اوساط مفصل سورۂ طارق سے لم یکن تک،اور قصار مفصل سورۂ زلزال سے سورۂ ناس تک)۔

پہلی رکعت میں سورۂ آل عمران کی سو آیتیں،اور دوسری رکعت میں سورۂ مثانی کی کوئی سورت۔یا مفصل کی ابتدائی سورتیں۔

(۹)......پہلی رکعت میں سورۂ یوسف ،دوسری رکعت میں سورۂ نجم،اور دوسری رکعت میں سورۂ نجم کی آیت سجدہ کے بعد سجدۂ تلاوت سے کھڑے ہوکر سورۂ زلزال۔

(۱۰)......سورۂ حدید اور اس کے مشابہ سورتیں۔

(۱۱)......دوسری رکعت میں سورۂ اعلی۔

(۱۲)......سورۂ انبیاء۔

(۱۳)......سورۂ بنی اسرائیل۔

(۱۴)......سورۂ نساء۔

(۱۵)......سورۂ یوسف وسورۂ کہف۔

(۱۶)......سورۂ یونس وسورۂ ھود۔

(۱۷)......سورۂ رحمٰن اوراس کے مشابہ۔

(۱۸)......سورۂ مائدہ۔

(۱۹)......سورۂ فجر۔

(۲۰)......پہلی رکعت میں سورۂ مریم،اوردوسری رکعت میں سورۂ مطففین ۔

(۲۱)......دونوں رکعتوں میں سورۂ بنی اسرائیل ۔

(۲۲)......سورۂ مؤمن ۔

(۲۳)......سورۂ یسٓ اوراس کے مشابہ۔

(۱)......عن هشام عن ابيه : ان ابا بكر رضى الله عنه قرأ بالبقرة فى الفجر ركعتين ،

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۰ج۳، فی السورة تقسم فى الركعتين ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۳۷۳۴)

(۲)......عن انس [صليت] خلف ابى بكر رضى الله عنه ، فاستفتح بسورة آل عمران ، فقام اليه عمررضى الله عنه فقال : يغفر الله لک ، لقد كادت الشمس تطلع قبل ان يسلم ، قال : لو طلعت لألُفَتْنا غير غافلين۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۳ج۲، باب القراء ة فى صلوة الصبح ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۲۷۱۲)

(۳)......عن الاحنف قال : صليت خلف عمر رضى الله عنه الغداة فقرأ بيونس و هود و نحوهما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۹ج۳، ما يقرأ فى صلوة الفجر ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۵۶۶)

(۴)......عن زید بن وھب: ان عمر رضی اللہ عنہ : قرأ فی الفجر بالکھف۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۹ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۶۷)

(۵)......عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ قال : سمعت عمر رضی اللہ عنہ : یقرأ فی الفجر بسورۃ یوسف قراءۃ بطیئۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۹ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۶۸)

(۶)...... ابن الفرافصۃ عن ابیہ قال : تعلمت سورۃ یوسف خلف عمر رضی اللہ عنہ فی الصبح۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۰ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۶۹)

(۷)......عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ قال : ما حفظت سورۃ یوسف و سورۃ الحج الا من عمر رضی اللہ عنہ ، من کثرۃ ما کان یقرؤھما فی صلوۃ الفجر۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۴ ج۲،باب القرائۃ فی صلوۃ الصبح ،کتاب الصلوۃ ،رقم الحدیث:۲۷۱۵)

(۸)......عن ابی رافع قال : کان عمررضی اللہ عنہ یقرأ فی صلوۃ الصبح بمئۃ من البقرۃ ، و یتبعھا بسورۃ من المثانی، أو صدور المفصل ، ویقرأ بمئۃ من آل عمران ، ویتبعھا بسورۃ من المثانی ، أو من صدور المفصل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۳ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۸۳)

(۹)......عن حصین بن سبرۃ قال : صلیت خلف عمر رضی اللہ عنہ ، فقرأ فی الرکعۃ الاولی بسورۃ یوسف ، ثم قرأ فی الثانیۃ بالنجم ، فسجد ، ثم قام فقرأ ﴿اذا زلزلت الارض﴾ ثم رکع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۳ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۸۴)

(۱۰)......ربیعة بن عبد الله بن الهدير قال : كان عمر رضى الله عنه يقرأ بالحديد واشباهها۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۶ ج۲، باب القراءة فى صلوة الصبح ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۲۷۲۲)

(۱۱)......عن ادريس الادوى ، عن ابيه قال : سمعت عليا رضى الله عنه يقرأ فى الآخرة منهما ب: ﴿سبح اسم ربک﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۰ ج۳، ما يقرأ فى صلوة الفجر ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۵۷۱)

(۱۲)......عن ابى عبد الرحمن انه قال: ما رايت رجلا اقرأ من على رضى الله عنه ، انه قرأ بنا فى صلوة الفجر بالانبياء ، قال : اذا بلغ رأس سبعين ترک منها آية فقرأ ما بعدها ، ثم ذكر فرجع فقرأها ، ثم رجع الى مكانه الذى كان قرأ ، لمّا يَتَتَعْتَع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۲ ج۳، ما يقرأ فى صلوة الفجر ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۵۸۱)

(۱۳)......عن ابى عمر الشيبانى قال : صلى بنا عبد الله رضى الله عنه الفجر فقرأ بسورتين ، الآخرة منهما بنو اسرائيل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۰ ج۳، ما يقرأ فى صلوة الفجر ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۵۷۰)

(۱۴)......عن عمرو بن ميمون : ان معاذ بن جبل رضى الله عنه صلى الصبح باليمن، فقرأ بالنساء ، فلما اتى على هذه الآية ﴿ واتخذ الله ابراهيم خليلا﴾ قال رجل من خلفه : لقد قرَّت عينُ امّ ابراهيم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۰ ج۳، ما يقرأ فى صلوة الفجر ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۵۷۳)

(۱۵)......عن ابن عمر رضى الله عنهما قال : كان يقرأ فى الفجر بالسورة التى

یُذکر فیها یوسف ، والتی یُذکر فیها الکهف۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۱ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۷۴)

(۱۶)......عن عبد الله بن شقیق عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : صلیت خلفه صلوۃ الغداۃ فقرأ بیونس و هود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۰ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۷۲)

(۱۷)......عن عبیدة رضی الله عنه : انه کان یقرأ فی الفجر ﴿الرحمن﴾ و نحوها۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۱ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۷۶)

(۱۸)......عن عطاء بن السائب قال : صلیت خلف عرفجة رضی الله عنه فربما قرأ بالمائدة فی الفجر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۱ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۷۷)

(۱۹)......ابا سوار القاضی قال: صلیت خلف ابن الزبیر رضی الله عنه الصبح ، یقرأ ﴿الم تر کیف فعل ربک بعاد ، ارم ذات العماد ﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۲ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۷۹)

(۲۰)......عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : قدمت المدینة و رسول الله صلی الله علیه وسلم بخیبر و رجل من بنی غفار یؤم الناس ، فقرأ فی الرکعة الاولی بسورة مریم ، وفی الثانیة ﴿ویل للمطففین ﴾، احسبه قال : فی صلوۃ الفجر۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۶ ج۲، باب القراء ۃ فی صلوۃ الفجر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۷۱۴)

(۲۱)......عن سعید بن جبیر: انه کان یقرأ فی الفجر ببنی اسرائیل فی الرکعتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۰ ج۳،فی السورة تقسم فی الرکعتین،کتاب الصلوۃ،رقم الحدیث:۳۷۳۶)

(۲۲)......عن عمرو بن مرة قال: صليت خلف سعيد بن جبير رضى الله عنه الفجر فقرأ ب: ﴿حم﴾ المؤمن ، فلما بلغ ﴿بالعشى والابكار﴾ ركع، ثم قام فى الثانية فقرأ بقية السورة ، ثم ركع ولم يقنت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۰ج۳، فى السورة تقسم فى الركعتين ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۳۷۳۷)

(۲۳)......عن الوليد بن جميع قال: صليت خلف ابراهيم رحمه الله ، فكان يقرأ فى الصبح ب:﴿ يس ﴾ واشباهها ، وكان سريع القراء ة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۲ج۳، ما يقرأ فى صلوة الفجر ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۵۸۰)

جمعہ کے دن نماز فجر کی منقول سورتیں

آپ ﷺ ،حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ سے جمعہ کے دن نماز فجر میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ،اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر۔

(۲)......سورۂ روم۔

(۳)......پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ،اور دوسری رکعت میں سورۂ ملک۔

(۴)......پہلی رکعت میں سورۂ حشر،اور دوسری رکعت میں سورۂ جمعہ۔

(۵)......سورۂ مریم۔

(۱)......عن ابى هريرة رضى الله عنه قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الفجر يوم الجمعة﴿الٓمٓ ، تنزيل﴾ و﴿هل اتى على الانسان﴾۔

(بخاری، باب ما يقرأ فى صلوة الفجر يوم الجمعة ،كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۸۹۱)

(۲)......عن عبد الملک بن عمیر : ان النبی صلی الله علیه وسلم قرأ فی الفجر یوم الجمعة بسورة الروم۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۷ ج۲، باب القرء ۃ فی صلوۃ الصبح ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۲۷۳۰)

(۳)......عن ابن مسعود رضی الله عنه قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی صلوۃ الجمعة بسورة الجمعة ﴿وسبح اسم ربک الاعلی﴾ وفی صلوۃ الصبح یوم الجمعة ﴿الم تنزیل﴾ و﴿تبارک الذی بیده الملک﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۸۱ ج۳، باب القراء ۃ فی یوم الجمعة ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۵۲۳۸)

(۴)......عن علی رضی الله عنه : أنه قرأ فی الفجر یوم الجمعة بسورة الحشر ، و سورة الجمعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۴ ج۴، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۵۴۸۸)

(۵)......عن ابی حمزة الاعور ، عن ابراهیم رحمه الله انه صلی بهم یوم الجمعة الفجر ، فقرأ ب: ﴿کهیعص﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۳، ما یقرأ فی صلوۃ الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۳۵۸۷۔ص۲۲۴ ج۳، من کان یستحب ان یقرأ فی الفجر یوم الجمعة بسورة فیها سجدة ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۵۴۹۳)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے حالت سفر میں فجر کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے سفر کی حالت میں نماز فجر میں یہ سورتیں

منقول ہیں:

(۱)......سورۂ فلق اور میں سورۂ ناس۔

(۲)......سورۂ فیل اور سورۂ قریش۔

(۳)......سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص۔

(۴)......سورۂ بلد اور سورۂ تین۔

(۵)......سورۂ اعلیٰ اور اس کے مشابہ سورتیں۔

(۶)......سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیتیں۔

(۷)......سورۂ تکویر۔

(۸)......سورۂ نصر اور سورۂ کوثر۔

(۹)......سورۂ زلزال اور سورۂ قدر۔

(۱۰)......سورۂ ضحیٰ اور سورۂ تین۔

(۱۱)......سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ۔

(۱)......عن عقبة بن عامر الجهنی رضی الله عنه قال : كنت مع النبی صلی الله عليه و سلم فی سفر ، فلما طلع الفجر اذّن و اقام ، ثم اقامنی عن يمينه ، ثم قرأ بالمعوذتين ، فلما انصرف قال : كيف رأيت ؟ قلتُ : قد رايتُ يا رسول الله ، قال : فاقرأ بهما كلّما نمتَ و كلّما قمت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۴ ج۳، من كان يخفف القراء ة فی السفر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۷۰۸)

(۲)......عن المعرور بن سويد قال : خرجنا مع عمررضی الله عنه حجاجا فصلی

بنا الفجر ، فقرأ ب : ﴿الم تر﴾ و ﴿لايلاف﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۲ ج۳، من كان يخفف القراء ة فى السفر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۷۰۲)

(۳)......عن عمرو بن ميمون قال : صلّى بنا عمر رضى الله عنه الفجر فى السفر ، فقرأ ب: ﴿ قل يايها الكافرون﴾ و ﴿قل هو الله احد﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۲ ج۳، من كان يخفف القراء ة فى السفر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۷۰۳)

(۴)......عن عمرو بن ميمون قال : صليت مع عمر رضى الله عنه فى العام الذى قتل فيه ، بمكة صلوة الصبح ، فقرأ ﴿لااقسم بهذا البلد ﴾ ﴿والتين والزيتون﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۹ ج۲، باب ما يقرأ فى الصبح فى السفر ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۲۷۳۶)

(۵)......عن داؤد قال : خرجت مع انس رضى الله عنه فكان يقرأ بنا فى الفجر ، ب: ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ واشباهها۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۳ ج۳، من كان يخفف القراء ة فى السفر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۷۰۵)

(۶)......عن ابى وائل قال : صلى بنا ابن مسعود رضى الله عنه الفجر فى السفر ، فقرأ بآخر بنى اسرائيل : ﴿الحمد لله الذى لم يتخذ ولدا﴾ ثم ركع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۳ ج۳، من كان يخفف القراء ة فى السفر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۷۰۶)

(۷)......عن عمران بن ابی الجعد قال : كنت مع ابن عمر رضی الله عنهما فی سفر ، فصلی بنا الفجر ، فقرأ بنا : ﴿اذا الشمس كورت﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۳ ج ۳، من كان يخفف القراءة فی السفر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۷۰۷)

(۸)......عن عمرو بن ميمون قال : صليت يوم قتل عمر رضی الله عنه الصبح ، فما منعنی ان اقوم مع الصف الاول الا هيبة عمر رضی الله عنه ، قال : فماج الناس ، فقدّموا عبد الرحمن بن عوف ، فقرأ :﴿اذا جاء نصر الله والفتح﴾ و﴿ انا اعطيناك الكوثر﴾۔

(مصنف عبد الرزاق ص۱۲۰ ج ۲، باب ما يقرأ فی الصبح فی السفر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۷۴۰)

(۹)......ان ابراهيم النخعی امّهم فی السفر ، فقرأ فی صلوة الغداة ﴿اذا زلزلت ﴾ و ﴿انا انزلنه فی ليلة القدر﴾۔

(مصنف عبد الرزاق ص۱۱۹ ج ۲، باب ما يقرأ فی الصبح فی السفر ، رقم الحديث:۲۷۳۸)

(۱۰)......عن الصلت بن اهرام : ان ابراهيم النخعی امّهم فی السفر فی صلوة الصبح ، فقرأ ﴿والضحی ﴾ ﴿والتين﴾۔

(مصنف عبد الرزاق ص۱۲۰ ج ۲، باب ما يقرأ فی الصبح فی السفر ، رقم الحديث:۲۷۴۲)

(۱۱)......عن عبد الرزاق عن ابيه انه كان يقرأ فی الصبح فی السفر ﴿بسبح ﴾﴿ هل اتاك حديث الغاشية ﴾ و نحوهما۔

(مصنف عبد الرزاق ص۱۱۹ ج ۲، باب ما يقرأ فی الصبح فی السفر ، رقم الحديث:۲۷۳۷)

نماز ظہر کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز ظہر میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ لیل۔

(۲)......سورۂ اعلی۔

(۳)......سورۂ بروج اور سورۂ طارق۔

(۴)......سورۂ سجدہ۔

(۵)......سورۂ یس۔

(۶)......سورۂ مرسلات، سورۂ نازعات، سورۂ نبا، اور اس کے مشابہ سورتیں۔

(۷)......سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ۔

(۸)......سورۂ شمس اور سورۂ لیل۔

(۹)......سورۂ طہٰ۔

(۱۰)......سورۂ ق اور سورۂ ذاریات۔

(۱۱)......سورۂ اعلی۔

(۱۲)......سورۂ مریم۔

۱۳)......سورۂ مریم۔

(۱۴)......سورۂ محمد اور (دوسری رکعت میں) سورۂ فتح۔

(۱۵)......سورۂ ذاریات۔

(۱۶)......سورۂ صافات۔

(۱)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم

يقرأ فى الظهر: ب:﴿الليل اذا يغشى﴾۔

(مسلم، باب القراء ۃ فى الصبح ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحديث:۴۵۹)

(۲)......عن جابر بن سمرة رضى الله عنه : ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فى الظهر : ب:﴿سبح اسم ربک الاعلى﴾۔

(مسلم، باب القراء ۃ فى الصبح ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحديث:۴۶۰)

(۳)......عن جابر بن سمرة رضى الله عنه : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فى الظهر والعصر : بالسماء والطارق والسماء ذات البروج و نحوهما من السور۔

(ابوداؤد، باب قدر القراء ۃ فى صلوۃ الظهر والعصر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحديث:۸۰۵)

(۴)......عن ابن عمر رضى الله عنهما : انّ النبى صلى الله عليه وسلم سجد فى صلوة الظهر ثم قام فركع فرأينا انه قرأ تنزيل السجدة۔

(ابوداؤد، باب قدر القراء ۃ فى صلوۃ الظهر والعصر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحديث:۸۰۷)

(۵)......كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ ثم دخل بيته فصلى صلوة لا ندرى ما هى؟ ثم خرج فأمر بالصلوة ، فأقيمت فصلّى بنا الظهر ، فأحسب انّى سمعت منه آيات من ﴿يس﴾، الخ۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۱ ج۲، باب قدر القراء ۃ فى الظهر والعصر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحديث: ۲۶۸۴)

(۶)......عن عبد العزيز بن ابى سكين قال : اتيت انس بن مالک رضى الله عنه ، فقلت : اخبرنى عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فأم اهل بيته ، فصلى بنا

الظهر والعصر، فقرأ بنا قراءةً همسًا ، فقرأ بالمرسلات ' والنازعات ' و عم يتساء لون ، ونحوها من السور۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۲ ج ۲، باب قدر القراء ة فی الظهر والعصر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۲۶۸۶)

(۷)......عن انس رضى الله عنه انّ النبى صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فى الظهر والعصر ﴿ سبح اسم ربک الاعلى﴾ و ﴿هل اتاک حديث الغاشية ﴾۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۲ ج ۲، باب قدر القراء ة فی الظهر والعصر ، رقم الحديث:۲۶۸۷)

(۸)......عن انس بن مالک رضى الله عنه : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى بهم الهاجرة ، فرفع صوته فقرأ ﴿ والشمس وضحها﴾ و﴿الليل اذا يغشى ﴾ فقال له ابى بن كعب رضى الله عنه : يا رسول الله ! امرتَ فى هذه الصلوة بشىء ؟ قال : لا ، ولكنّى اردتُ ان اُوَقِّتَ لكم۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۲ ج ۲، باب قدر القراء ة فی الظهر والعصر ، رقم الحديث:۲۶۸۸)

(۹)......عن علقمة قال : صليت الى جنب عبد الله رضى الله عنه ، فما علمته شيئا حتى سمعته يقول :﴿رب زدنى علما ﴾ فعلمت انه فى طه ۔(مجمع الزوائد ص۲۴۳ ج ۲، باب قدر القراء ة فى الظهر والعصر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۶۹۴)

(۱۰)......عن ابى المتوكل الناجى : ان عمر رضى الله عنه ، قرأ فى الظهر ب:﴿ق﴾ والذاريات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۷ ج ۳، فى القراء ة فى الظهر قدر كم ؟ ، رقم الحديث:۳۵۹۴)

(۱۱)......عن حميد قال : صليت خلف انس رضى الله عنه الظهر ، فقرأ ب : ﴿سبح

اسم ربک الاعلی ﴾ وجعل یسمعنا الآیۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۷ج ۳، فی القراء ۃ فی الظھر قدر کم ؟ ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۹۵)

(۱۲)......عن جمیل بن مرۃ ، عن مورق العجلی قال : صلیت خلف ابن عمر رضی اللہ عنھما الظھر ، فقرأبسورۃ مریم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۷ج ۳، فی القراء ۃ فی الظھر قدر کم ؟ ، رقم الحدیث:۳۵۹٦)

(۱۳)......عن مجاھد قال : سمعت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ، یقرأ فی الظھرب : ﴿کھیعص ﴾ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۷ج ۳، فی القراء ۃ فی الظھر قدر کم ؟ ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۵۹۷)

(۱۴)......عن نافع : عن ابن عمر رضی اللہ عنھما : انہ کان یقرأ فی الظھر ﴿الذین کفروا﴾ وفی [الرکعۃ الثانیۃ] ﴿انا فتحنا لک﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۰٦ج ۲، باب القراۃ فی الظھر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲٦۸۱)

(۱۵)......عن قتادۃ : ان ابن عمر رضی اللہ عنھما : کان یقرأ فی الرکعۃ الاولی من الظھر﴿والذاریات﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۰٦ج ۲، باب القراء ۃ فی الظھر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲٦۸۵)

(۱٦)......عن منصور،عن ابراھیم رحمہ اللہ قال : لأقرأ فی الظھر ب :﴿الصافات﴾

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۷ج ۳، فی القراء ۃ فی الظھر قدر کم ؟ کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۳۵۹۸)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز عصر کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز عصر میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ بروج اور سورۂ طارق۔

(۲)......سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ۔

(۳)......سورۂ انفطار اور سورۂ اعلیٰ۔

(۴)......پہلی دو رکعتوں میں سورۂ انشقاق اور سورۂ بروج۔

(۵)......سورۂ مرسلات اور سورۂ نبأ۔

(۶)......سورۂ لیل، سورۂ اعلیٰ، سورہ تین۔

(۷)......سورۂ زلزال۔

(۱)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یقرأ فی الظهر والعصر : بالسماء والطارق والسماء ذات البروج و نحوهما من السور۔

(ابوداؤد، باب قدر القراءة فی صلوة الظهر والعصر ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۸۰۵)

(۲)......عن انس رضی الله عنه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم کان یقرأ فی الظهر والعصر ﴿ سبح اسم ربک الاعلی﴾ و ﴿هل اتاک حدیث الغاشیة ﴾۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۲ ج۲، باب قدر القراءة فی الظهر والعصر ،کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۶۸۷)

(۳)......عن ثابت : کان انس رضی الله عنه یصلی بنا الظهر والعصر ، فربما اسمعنا من قراءته ﴿اذا السماء انفطرت﴾ ﴿ سبح اسم ربک الاعلی﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۰۷ ج۲، باب القراءة فی العصر ،کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۶۸۷)

(۴)......عن قتادة رضی الله عنه قال : یقرأ فی الرکعتین الاولیین من صلوة العصر ﴿اذا السماء انشقت﴾ ﴿والسماء ذات البروج﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۰۷ ج۲، باب القراءة فی الظهر ،کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:٢٦٨٨)

(۵)......عن مورق قال : صلینا مع ابن عمر رضی الله عنهما العصر فقرأ : ﴿بالمرسلات﴾ ﴿وعم یتساء لون﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۰۷ ج۲، باب القراءة فی الظهر ،کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:٢٦٨٩)

(٦)......قال سفیان : وقت قراءة العصر ﴿واللیل اذا یغشی﴾ و﴿سبح اسم ربک الاعلی﴾ ﴿والتین الزیتون﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۰۷ ج۲، باب القراءة فی الظهر ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:٢٦٩٠)

(۷)......عن کلاب بن عمرو ، عن عمه قال : تعلمتُ ﴿اذا زلزلت الارض﴾ خلف خباب رضی الله عنه فی العصر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۴ ج۳، من کان یجهر فی الظهر والعصر ببعض القراءة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:٣٦٦٠)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز مغرب کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز مغرب میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۲/۱)......سورۂ مرسلات۔

(۳)......سورۂ طور۔

(۴)......سورۂ مائدہ اور سورۂ اعراف وآخر انعام۔

(۵)......دونوں رکعتوں میں سورۂ اعراف۔

(۶)......سورۂ انفال۔

(۷)......سورۂ دخان۔

(۸)......سورۂ محمد۔

(۹)......سورۂ تین۔

(۱۰)......پہلی رکعت میں سورۂ اعلی اور دوسری رکعت میں سورۂ کافرون۔

(۱۱)......سورۂ اعراف۔

(۱۲)......سورۂ ﴿ربّنا لا تزغ قُلوبنا بعد اذ هديتنا﴾۔

(۱۳)......پہلی رکعت میں سورۂ تین اور دوسری رکعت میں سورۂ فیل (اور کبھی سورۂ قریش)

(۱۴)......سورۂ دخان۔

(۱۵)......سورۂ اخلاص۔

(۱۶)......سورۂ نصر۔

(۱۷)......سورۂ ق۔

(۱۸)......سورۂ یس۔

(۱۹)......سورۂ یٰس، اور سورۂ نبا۔

(۲۰)......سورۂ فتح۔

(۲۱/۲۳)......سورۂ زلزال، اور سورۂ عادیات۔

(۲۲)......سورۂ قریش۔

(۲۴)......سورۂ کافرون، اور سورۂ اخلاص۔

(۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال : ان ام الفضل رضی الله عنها سمعته وهو يقرأ ﴿والمرسلت عرفا﴾ فقالت : واللّه يا بنی ! لقد ذكّرتنی بقراء تک هذه السورة ، انها لآخر ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ، يقرأ بها فی المغرب۔(بخاری، باب القراء ة فی المغرب ، كتاب الاذان ، رقم الحديث:۷۶۳)

(۲)......عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما : عن ام الفضل بنت الحارث رضی الله عنها قالت : سمعت النبی صلى الله عليه وسلم ' يقرأ فی المغرب بالمرسلات عرفا ، ثم ما صلى لنا بعدها حتى قبضه الله۔

(بخاری، باب مَرَض النبی صلى الله عليه وسلم و وفاتِه ، كتاب المغازی ، رقم الحديث:۴۴۲۹)

(۳)......عن جبير ابن مطعم رضی الله عنه عن ابيه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ' قرأ فی المغرب بالطّور۔

(بخاری، باب الجهر فی المغرب ، كتاب الاذان ، رقم الحديث:۷۶۵)

(۴)......رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فی المغرب بطولی الطوليين ؟ قال: قلت : ما طولی الطوليين ؟ قال : الاعراف والآخر الانعام ، و سألت انا ابن مليكة فقال لی من قبل نفسه : المائدة والاعراف۔

(ابوداؤد، باب قدر القراء ة فی المغرب ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۸۱۲)

(۵)......عن ابی ایوب أو زید بن ثابت رضی الله عنهما : ان النبی صلی الله علی وسلم قرأ فی المغرب بالاعراف فی رکعتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۳، فی السورة تقسم فی الرکعتین ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث: ۳۷۳۲)

(۶)......عن ابی ایوب رضی الله عنه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم کان یقرأ فی المغرب الانفال۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۴ ج۲، باب قدر القراء ة فی الظهر والعصر ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث: ۲۷۰۲)

(۷)......عتبة بن مسعود رضی الله عنه حدثه : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قرأ فی صلوة المغرب ﴿حمٓ﴾ الدخان۔

(نسائی، القراء ة فی المغرب : ب﴿حم﴾ الدخان ، کتاب الافتتاح ، رقم الحدیث:۹۸۹)

(۸)......عن ابن عمر رضی الله عنهما : انّ النبی صلی الله علیه وسلم کان یقرأ فی المغرب ﴿ الذین کفروا و صدوا عن سبیل الله﴾۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۴ ج۲، باب القراء ة فی صلوة المغرب ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۷۰۳)

(۹)......عن عبد الله بن یزید رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علی وسلم قرأ فی المغرب ب: ﴿والتین والزیتون ﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۱ ج۳، ما یقرأ به فی المغرب ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۳۶۱۲)

(۱۰)......عن عبد الله بن الحارث بن عبد المطلب رضی الله عنه قال : آخر صلوة صلاها رسول الله صلی الله علیه وسلم المغرب ، فقرأ فی الرکعة الاولی ﴿سبح

اسم ربک الاعلی ﴾ وفی الثانیة ب﴿قل یا ایها الکافرون﴾۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۵ ج۲، باب القراء ۃ فی صلوۃ المغرب ، رقم الحدیث:۲۷۰۵)

(۱۰)......عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال : کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یقرأ فی المغرب :﴿قل یاَیها الکافرون﴾ و﴿ قل هو اللّٰه احد﴾۔

(ابن ماجہ، باب القراء ۃ فی صلوۃ المغرب ، ابواب اقامة الصلوات والنسة فیها ، رقم الحدیث: ۸۳۳)

(۱۱)......عن هشام عن ابیه : ان ابا بکر رضی اللہ عنه قرأ فی المغرب بالاعراف فی رکعتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۳، فی السورۃ تقسم فی الرکعتین ، رقم الحدیث:۳۷۳۳)

(۱۲)......عن الصُّنابِحِی قال :صلیتُ مع ابی بکر رضی اللہ عنه المغرب ' فدنوت منه حتی مسَّتْ ثیابی ثیابه ، أو یدی ثیابه – شکّ ابن المبارک – فقرأفی الرکعة الثانیة بفاتحة الکتاب ، وقال :﴿ ربّنا لا تزغ قُلوبنا بعد اذ هدیتنا﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۲ ج۳، من کان یقرأ فی الاولیین بفاتحة الکتاب و سورۃ ، وفی الآخرین بفاتحة الکتاب ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۷۴۸)

(۱۳)......عن عمر و بن میمون قال : صلی بنا عمر رضی اللہ عنه صلوۃ المغرب ، فقرأ فی الرکعة الاولی ب: ﴿والتین والزیتون﴾ [وطور سینین] وفی الرکعة الثانیة ﴿الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل﴾ و ﴿لایلاف قریش﴾ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج۳، ما یقرأ به فی المغرب ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۶۱۳۔ مصنف عبدالرزاق ص۱۰۹ ج۲، باب القراء ۃ فی المغرب،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۶۹۷)

(۱۴)......عن عبد الله بن الحارث : ان ابن عباس رضی الله عنهما قرأ الدخان فی المغرب۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۳ ج۳، ما یقرأ به فی المغرب ، کتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۶۱۶)

(۱۵)......عن ابی عثمان النّهدی : انه صلی خلف ابن مسعود رضی الله عنه المغرب ، فقرأ بقل هو الله احد [فوددت انه كان قرأ سورة البقرة ، من حسن صوته]۔(ابوداؤد، باب من رأى التخفيف فيها ، کتاب الصلوة ، رقم الحديث:۸۱۵۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج۳، ما یقرأ به فی المغرب ، کتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۶۱۵)

(۱۶)......عن ابی نوفل بن ابی عقرب ، عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : سمعته يقرأ فی المغرب ﴿اذا جاء نصر الله﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۳ ج۳، ما یقرأ به فی المغرب ،کتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۶۱۷)

(۱۷)......عن عمرو بن مرة قال : سمعت ابن عمر رضی الله عنهما يقرأ ب:﴿ق﴾ فی المغرب۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۳ ج۳، ما یقرأ به فی المغرب ،کتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۶۱۸)

(۱۸)......عن نافع: ان ابن عمر رضی الله عنهما قرأ مرّة فی المغرب ب:﴿يس﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۳ ج۳، ما یقرأ به فی المغرب ،کتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۶۱۹)

(۱۹)......عن نافع: ان ابن عمر رضی الله عنهما : انه قرأ فی المغرب ب:﴿يس﴾ و ﴿عم يتساء لون﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۳ ج۳، ما یقرأ به فی المغرب،کتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۶۲۰)

(۲۰)......صالح بن کیسان : انه سمع ابن عمر رضی الله عنهما قرأ فی المغرب انا

فتحنا لک فتحا مبینا﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۰۸ ج۲، باب القرائۃ فی المغرب ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۶۹۶)

(۲۱)......عن الحسن قال : کان عمران بن حصین رضی اللہ عنھما یقرأ فی المغرب ﴿اذا زلزلت﴾ و العادیات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۳ ج۳، ما یقرأ بہ فی المغرب ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۶۲۱)

(۲۲)......عن محل قال : سمعت ابراھیم رحمہ اللہ یقرأ فی الرکعۃ الاولی من المغرب ﴿لایلاف قریش﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۳ ج۳، ما یقرأ بہ فی المغرب ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۶۲۳)

(۲۳)......عن ربیع قال : کان الحسن رحمہ اللہ یقرأ فی المغرب ﴿اذا زلزلت﴾ و العادیات ، لا یدَعَھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۴ ج۳، ما یقرأ بہ فی المغرب ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۶۲۴)

(۲۴)......عن الربیع بن خُثَیم : انہ کان یقرأ فی المغرب بقصار المفصل ، ﴿قل یایھا الکٰفرون ﴾و﴿قل ھو اللہ احد﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۴ ج۳، ما یقرأ بہ فی المغرب ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۶۲۶)

آپ ﷺ سے جمعہ کی رات میں نماز مغرب کی منقول سورتیں

(۱)......سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص۔

(۱)......عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال : کان النّبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی صلوۃ المغرب لیلۃ الجمعۃ :﴿قل یاَیھا الکافرون﴾ و﴿ قل ھو اللّٰہ احد﴾۔

(شرح السنۃ ص۸۱ ج۳، باب القراء ۃ فی الصبح ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۶۰۵۔
مشکوۃ، باب القراء ۃ فی الصلوۃ ، الفصل الثانی ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۷۹۱)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز عشاء کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز عشاء میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ انشقاق۔

(۲)......سورۂ زیتون۔

(۳)......سورۂ شمس، سورۂ اعلی، سورۂ علق، سورۂ لیل۔

(۴)......سورۂ بروج، اور سورۂ طارق۔

(۵)......سورۂ آل عمران۔

(٦)......سورۂ یوسف۔

(۷)......سورۂ انفال۔ (آیت نمبر: ۴۰ تک ﴿وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ ط نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ﴾)۔

(۸)......سورۂ نجم۔ (سجدۂ تلاوت کے بعد کھڑے ہو کر سورۂ زیتون)۔

(۹)......سورۂ عادیات۔

(۱۰)......سورۂ سجدہ۔

(۱۱/۱۲)......سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک۔

(۱)......عن ابی رافع قال: صليت مع ابی هريرة رضی الله عنه العتمة فقرأ ﴿اذا السماء انشقت﴾ فسجد، فقلت له: قال: سجدت خلف ابی القاسم صلى الله عليه وسلم، فلا ازال اسجد بها حتى القاه۔

(بخاری، باب الجهر فی العشاء، كتاب الاذان، رقم الحديث:٧٦٦)

(۲)......عن عدی [بن ثابت] رضی الله عنه قال: سمعت البراء رضی الله عنه ان

النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی سفر ، فقرأ فی العشاء فی احدی الرکعتین ب: ﴿التین والزیتون﴾،[وما سمعت احدا احسن صوتا منہ او قراء ۃ]۔

(بخاری، باب الجہر فی العشاء ، کتاب الاذان ، رقم الحدیث:۷۶۶۔ باب القراء ۃ فی العشاء ، کتاب الاذان ، رقم الحدیث:۷۶۹)

(۳)......فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :.. یا معاذ ! اذا اممت الناس فاقرأ بالشمس وضحاھا و﴿ سبح اسم ربک الاعلی﴾ و﴿اقرأ باسم ربک﴾ و﴿واللیل اذا یغشی ﴾۔(مسلم، باب القراء ۃ فی الصبح ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۶۵)

(۴)......عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ : انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی العشاء الآخرۃ : ب﴿ السماء ذات البروج﴾ و ﴿والسماء والطارق ﴾۔

(مجمع الزوائد ص۲۴۵ ج۲، باب القراء ۃ فی العشاء الآخرۃ ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۷۰۶)

(۵)......عن یحی بن عبد الرحمن بن حاطب : ان عمر رضی اللہ عنہ قرأ بآل عمران فی الرکعتین فی الاولیین من العشاء قطّعھا ، یعنی: فیھما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۰ ج۳، فی السورۃ تقسم فی الرکعتین ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۳۷۳۵)

(۶)......علقمۃ بن ابی وقاص قال : کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یقرأ فی العشاء الآخرۃ سورۃ یوسف ، قال : وانا فی مؤخر الصف ' حتی اذا ذکر یوسف سمعت نشیجہ وانا فی مؤخر الصفوف۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۱ ج۲، باب القراۃ فی العشاء ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۷۰۳)

(۷)......عن عبد الرحمن بن یزید قال : امّنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ فی العشاء

الآخرۃ ، فافتتح الانفال حتی بلغ ﴿فاعلموا ان الله مولاکم نعم المولی و نعم النصیر﴾ رکع ، ثم قام فقرأ الثانیة بسورۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۵ ج۳، ما یقرأ به فی العشاء الآخرۃ ، رقم الحدیث:۳۶۲۹)

(۸)......عن مسروق بن الاجدع : ان عثمان رضی الله عنه قرأ فی العشاء – یعنی العتمة – ب:﴿النجم ثم سجد ، ثم قام فقرأ ب: ﴿التین والزیتون﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۳، ما یقرأ به فی العشاء الآخرۃ ، رقم الحدیث:۳۶۳۲)

(۹)......هلال : انه سمع ابا هریرۃ رضی الله عنه یقرأ ﴿والعادیات ضبحا﴾ فی العشاء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۳، ما یقرأ به فی العشاء الآخرۃ ، رقم الحدیث:۳۶۳۳)

(۱۰)......عن نافع : ان ابن عمر رضی الله عنهما کان یقرأ فی العشاء ب: تنزیل السجدۃ ، فیرکع بها۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۳، ما یقرأ به فی العشاء الآخرۃ ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۶۳۵)

(۱۱)......عن ابن طاؤوس ان اباہ رحمه الله کان لا یدع ان یقرأ فی العشاء الآخرۃ بسورۃ السجدۃ الصغری ، الم تنزیل ، و تبارک الذی بیدہ الملک۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۱ ج۲، باب القراءۃ فی العشاء،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۷۰۴)

(۱۲)......عن سلمة بن وهرام قال : رأیت طاؤوسا رحمه الله ما لا احصی یقرأ فی العشاء الآخرۃ الم تنزیل السجدۃ و تبارک ، ویسجد فیها ، فلم یسجد فیها لیلة ، فظننت انه رکع حین بلغ السجدۃ ، قرأها فی رکعتین۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۱ ج۲، باب القراءۃ فی العشاء ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۷۰۵)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز وتر کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز وتر میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ اعلیٰ، سورۂ کافرون، اور سورۂ اخلاص۔

(۲)......پہلی رکعت میں سورۂ تکاثر، دوسری رکعت میں سورۂ عصر، اور تیسری رکعت میں سورۂ کافرون۔

(۳)......پہلی رکعت میں سورۂ قدر، دوسری رکعت میں سورۂ نصر، اور تیسری رکعت میں سورۂ لہب۔

(۴)......پہلی رکعت میں سورۂ زلزال، دوسری رکعت میں سورۂ کوثر، اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص۔

(۵)......پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۂ کافرون، اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص اور معوذتین (یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس)۔

(۶)......معوذتین (یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس)۔

(۷)......پورا قرآن۔

(۸)......﴿آمن الرسول﴾۔

(۹)......معوذتین (یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس)۔

(۱۰)......سورۂ بقرہ۔

(۱۱)......تیسری رکعت میں ﴿آمن الرسول﴾ اور سورۂ اخلاص۔

(۱)......عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر ب: ﴿سبح اسم ربک الاعلی﴾ و ﴿قل للذین کفروا﴾ و: اللہ الواحد

الصمد۔(ابوداؤد، باب ما یقرأ فی الوتر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۴۲۳)

(۲/۳/۴)......عن علی رضی اللہ عنہ قال : کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بتسع سور من المفصل فی الرکعۃ الاولی " الھاکم التکاثر" و" انا انزلناہ فی لیلۃ القدر " و " اذا زلزلت" ، وفی الثانیۃ " والعصر " و" اذا جاء نصر اللہ " و" انا اعطیناک الکوثر " و فی الثالثۃ : " قل یاَیھا الکفرون " و" تبت " و" قل ھو اللہ احد "۔

(طحاوی ص۲۷۶ ج۲، باب الوتر رکعۃ من آخر اللیل ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۶۸۲)

عن علی رضی اللہ عنہ قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث ، یقرأ فیھن بتسع سور من المفصل ، یقرأ فی کل رکعۃ بثلاث سور ، آخرھن ﴿قل ھو اللہ احد﴾۔(ترمذی، باب ما جاء فی الوتر بثلاث ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۵۹)

(۵)......عن عبد العزیز بن جریج قال : سألت عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا : بایّ شیءٍ کان یؤتِر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ فذکر معناہ ، قال : وفی الثالثۃ ب :﴿ قل ھو اللہ احد﴾ والمعوذتین۔

(ابوداؤد، باب ما یقرأ فی الوتر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۴۲۴۔ترمذی، باب ما یقرأ فی الوتر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۶۳۔ابن ماجہ، باب ما جاء فیما یقرأ فی الوتر ، کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا ، رقم الحدیث:۱۱۷۳)

(۶)......عن انس بن سیرین ' عن عمر رضی اللہ عنہ : کان یقرأ بالمعوذتین فی الوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۱ ج۴، فی الوتر : ما یقرأ فیہ ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۶۳۵)

(۷)......عن ابن سيرين قال : كان عثمان رضى الله عنه يقرأ القرآن كله يؤتر به ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۳ ج۴، فى الوتر: ما يقرأ فيه ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۶۹۵۳)

(۸)......مغيرة قال : قلت لابراهيم رحمه الله : اقرأ فى وترى من آخر جزئى ﴿آمن الرسول بما انزل اليه من ربه﴾ الى آخر السورة ؟ قال : نعم ان شئت ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۳ ج۴، فى الوتر: ما يقرأ فيه ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۶۹۵۶)

(۹)......عن ابراهيم رحمه الله قال : اقرأ فى الوتر بالمعوذتين ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۳ ج۴، فى الوتر: ما يقرأ فيه ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۶۹۵۷)

(۱۰)......عن الحسن رحمه الله قال : وددتُ انِّى اَقدر ان اُوتر بالبقرة ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۴ ج۴، فى الوتر: ما يقرأ فيه ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۶۹۵۸)

(۱۱)......عن ابراهيم رحمه الله قال : اقرأ فى الركعتين الاوليين من الوتر بسورتين وفى الآخرة : ﴿آمن الرسول﴾ و﴿قل هو الله احد﴾ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۴ ج۴، فى الوتر : ما يقرأ فيه ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۶۹۵۹)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز جمعہ کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز جمعہ میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ اعلی، اور سورۂ غاشیہ۔

(۲/۳)......سورۂ جمعہ، اور سورۂ منافقون۔

(۱)......النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی العیدین وفی الجمعۃ ب﴿سبح اسم ربک الاعلی﴾ و ﴿ھل اتک حدیث الغاشیۃ﴾ قال : واذا اجتمع العید والجمعۃ فی یوم واحد ‘یقرأ بھما ایضا فی الصلا تین۔ (مسلم، باب ما یقرأ فی صلاۃ الجمعۃ ،کتاب الجمعۃ ، رقم الحدیث:۸۷۸)

(۲)......وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی صلوۃ الجمعۃ سورۃ الجمعۃ والمنافقین۔ (مسلم، باب ما یقرأ فی صلاۃ الجمعۃ ،کتاب الجمعۃ ، رقم الحدیث:۸۷۹)

(۳)......عن الحکم ، عن اُناس من اھل المدینۃ اُری فیھم ابا جعفر قال : کان یقرأ فی الجمعۃ بسورۃ الجمعۃ والمنافقین ، فأما سورۃ الجمعۃ : فیبشِّرُ بھا المؤمنین و یُحرِّضُھم ، واما سورۃ المنافقین : فیؤیس بھا المنافقین و یوبِّخُھم بھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۸ج۴، ما یقرأ بہ فی صلوۃ الجمعۃ ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۵۴۹۸)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز عیدین کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز عیدین میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ اعلیٰ، اور سورۂ غاشیہ۔

(۲)......سورۂ ق، اور سورۂ قمر۔

(۳)......سورۂ نبا، اور سورۂ شمس۔

(۱)......النعمان بن بشير رضى الله عنه قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فى العيدين وفى الجمعة ب﴿سبح اسم ربک الاعلى﴾ و ﴿هل اتک حديث الغاشية﴾ قال : واذا اجتمع العيد والجمعة فى يوم واحد 'يقرأ بهما ايضا فى الصلا تين۔(مسلم، باب ما يقرأ فى صلاة الجمعة ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۸۷۸)

(۲)......ان عمر بن الخطاب سأل ابا واقد الليثى : ما كان يقرأ به رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الاضحى والفطر ؟ فقال : كان يقرأ فيهما ب:﴿ق والقرآن المجيد﴾ و ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر﴾۔

(مسلم، باب ما يقرأ فى صلاة الجمعة ،كتاب صلوة العيدين ، رقم الحديث:۸۹۱)

(۳)......عن ابن عباس : انّ النبى صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فى صلوة العيدين ب:﴿عم يتساء لون﴾ ﴿والشمس وضحاها﴾۔

(مجمع الزوائد ص۳٦٦ ج۲، باب القراء ة فى صلاة العيد ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۲۴۲)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے سنت فجر کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے سنت فجر میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱/۲)......سورۂ کافرون، اور سورۂ اخلاص۔

(۳)......پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر:۱۳۶/﴿قُوْلُوْآ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا﴾ اور دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران کی آیت نمبر:۵۲/﴿ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ج وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾۔

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه، ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قرأ فی ركعتی الفجر ﴿قل يآيُّها الكٰفرون﴾ و ﴿ قل هو الله احد﴾۔

(مسلم، باب استحباب ركعتی سنة الفجر، والحث عليهما و تخفيفهما والمحافظة عليهما، وبيان ما يستحب ان يقرأ فيهما، كتاب صلوة المسافرين و قصرها، رقم الحديث:۷۲۶)

(۲)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: رمقت النبی صلی الله عليه وسلم شهرا، فكان يقرأ فی الركعتين قبل الفجر ب:﴿قل يآيُّها الكٰفرون﴾ و ﴿ قل هو الله احد﴾۔(ترمذی، باب ما جاء فی تخفيف ركعتی الفجر والقراءة فيهما، كتاب الصلوة، رقم الحديث:۴۱۷)

(۳)......انّ رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يقرأ فی ركعتی الفجر فی الاولی منهما: ﴿قُوْلُوْآ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ الآية التی فی البقرة، وفی الآخرة منهما:﴿ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ج وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾۔

(مسلم، باب استحباب ركعتی سنة الفجر، والحث عليهما و تخفيفهما والمحافظة عليهما، وبيان ما يستحب ان يقرأ فيهما، كتاب صلوة المسافرين و قصرها، رقم الحديث:۷۲۷)

تشریح:......''ابوداؤد شریف'' میں ہے کہ: آپ ﷺ اکثر فجر کی سنتوں میں یہ آیات پڑھتے تھے:''انّ کثیرا مما کان یقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رکعتی الفجر''۔(ابوداؤد، باب : فی تخفیفھما ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۲۵۹)

سنت ظہر کی منقول سورت

(۱)......سورۂ ق۔

(۱)......عن المسیب بن رافع عن رجل : انّ عمر رضی اللہ عنہ قرأ قبل الظھر بقاف

(کنز العمال ، قراء ۃ صلوۃ النفل ،الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۳۳۶۶۔مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۷۹ج۴، الاربع قبل الظھر یُطوَّلْنَ أو یخفَّفْنَ ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۶۰۰۹)

سنت مغرب کی منقول سورتیں

(۱)......﴿قل یاأیُّھا الکٰفرون﴾اور﴿ قل ھو اللہ احد﴾۔

(۱)......عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، انہ قال : ما احصی ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الرکعتین بعد المغرب وفی الرکعتین قبل صلوۃ الفجر : ب﴿قل یاَیُّھا الکٰفرون﴾و﴿ قل ھو اللہ احد ﴾۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الرکعتین بعد المغرب والقراء ۃ فیھما ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۴۳۱)

عشاء کے بعد چار رکعت کی منقول سورتیں

نمازعشاء کے بعد چار رکعت نفل میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ تنزیل سجدہ، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ

کے بعد سورۂ دخان، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰس اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ملک۔

(۱)......عن ابی حنیفة رحمه الله عن محارب ابن دثار رحمه الله، عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى اربعا بعد العشاء لايفصل بينهن بتسليم يقرأ فى ركعة واحدة بفاتحة الكتاب و تنزيل السجدة ، وفى الركعة الثانية بفاتحة الكتاب وحم الدخان، وفى الركعة الثالثة بفاتحة الكتاب و يٰسٓ، وفى الركعة الاخيرة بفاتحة الكتاب و تبارك الملك ، كتب له كمن قام ليلة القدر و شفع فى اهل بيته كلهم ممن وجبت له النار ، و اجير من عذاب القبر۔

(مسند الامام الاعظم (للحافظ ابى محمد الحارثى) ص۳۱۹ ج۱، ما اسنده ابو حنيفة رحمه الله عن محارب بن دثار ، رقم الحديث:۴۰۲۔مسند الامام الاعظم (من رواية العلامة الحصكفى) (مترجم)ص۲۴۸، باب من صلّى اربع ركعات بعد العشاء فى المسجد)

نماز وتر کے بعد دو رکعت نفل کی منقول سورتیں

آپ ﷺ سے وتر کے بعد کی دو رکعتوں میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ رحمٰن اور سورۂ واقعہ۔

(۲)......﴿ اذا زلزلت ﴾ اور ﴿قل يايها الكٰفرون ﴾۔

(۱)......عن انس رضى الله عنه : ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقرء فى الركعتين بعد الوترب (الرحمن، والواقعة)۔

(طحاوی ص۴۴۴ ج۱، باب التطوع بعد الوتر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۱۹۶۵)

(۲)......عن ابی امامة رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلیهما بعد الوتر وهو جالس یقرأ فیهما " اذا زلزلت " و " قل یا ایها الکافرون"۔

(طحاوی ص۳۴۴ ج۱، باب التطوع بعد الوتر ، رقم الحدیث:۱۹۶۶۔کنز العمال ، رقم الحدیث: ۲۱۹۱۷)

نماز چاشت کی منقول سورتیں

(۱)......چاشت کی چار رکعتوں کی پہلی رکعت میں سورۂ شمس یعنی ﴿والشمس وضحها﴾، دوسری رکعت میں سورۂ لیل یعنی ﴿واللیل اذا یغشی﴾، تیسری رکعت میں سورۂ ضحیٰ یعنی ﴿والضحی﴾، اور چوتھی رکعت میں سورۂ الم نشرح یعنی ﴿الم نشرح لک صدرک﴾ پڑھنا چاہئے۔(عمدۃ الفقہ ص۳۰۱ ج۲، نماز چاشت)

(۱)......عن عقبة بن عامر رضی الله عنهما ' قال : امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نصلی الضحی بسور ، منها والشمس وضحها و الضحی۔

(کنز العمال ، صلوۃ الضحی ، رقم الحدیث:۲۱۴۹۴۔اعلاءالسنن ص۳۵ ج۷، باب السنن والنوافل ، تحت رقم الحدیث:۱۷۸۱)

نمازِ تہجد کی منقول سورتیں

آپ ﷺ، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ سے تہجد کی نماز میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ نساء۔

(۲)......سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ، اور سورۂ انعام۔

(۳)......دو رکعتوں میں سورۂ بقرہ۔

(۴)......اس ایک آیت ﴿اِن تعذبهم فانهم عبادک و ان تغفر لهم فانک انت العزيز الحكيم﴾ کو ساری رات میں پڑھنا۔

(۵)......اس ایک آیت ﴿ام حسب الذين اجترحوا السيئات﴾ کو ساری رات میں پڑھنا۔

(۶/۷/۸)......ایک رات میں پورا قرآن کریم۔

(۱)......عن حذيفة رضى الله عنه : ان النبى صلى الله عليه وسلم قرأ البقرة و آل عمران والنساء فى ركعة ، لا يمرّ باية رحمة الا سأل ، ولا بعذاب الا استجار۔

(نسائی، مسالة القارئ اذا مر بآية رحمة ،كتاب الافتتاح ، رقم الحديث:۱۰۱۰)

(۲)......عن حذيفة بن اليمان رضى الله عنه انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من الليل ، قال : فلما دخل فى الصلوة قال : الله اكبر ذو الملكوت والجبروت والكبرياء والعظمة ، قال : ثم قرأ البقرة ،......حتى قرأ البقرة وآل عمران و النساء والمائدة او الانعام ،الخ۔

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فى عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم)

(۳)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : ما هجرت الا وجدت النبی صلی الله عليه وسلم قسم سورة البقرة فی ركعتين يصلی۔

(مجمع الزوائد ص۲۶۱ ج۲، باب صلوة سيدِنا رسول الله صلی الله عليه و سلم ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۶۴۷/۳۶۴۸)

(۴)......قام النبی صلی الله عليه وسلم حتی اذا اصبح بآية ، والآية ﴿ ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفر لهم فانک انت العزيز الحكيم ﴾۔

(نسائی، ترديد الآية ،كتاب الافتتاح ، رقم الحديث:۱۰۱۱۔طحاوی ص۴۵۲ ج۱، باب جمع السور فی ركعة ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۰۰۰)

(۵)......هذا مقام اخيک تميم الداری رضی الله عنه ، لقد رايته قام ليلة حتی اصبح ، او كاد ان يصبح ، يقرأ آية ، يركع بها و يسجد ، و يبكی :﴿ام حسب الذين اجترحوا السيئات﴾۔

(طحاوی ص۴۵۳ ج۱، باب جمع السور فی ركعة ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۰۰۹)

(۶)......كان تميم الداری رضی الله عنه يحی الليل كله بالقرآن كله ، فی ركعة۔

(طحاوی ص۴۵۳ ج۱، باب جمع السور فی ركعة ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۰۰۸)

(۷)......عن عبد الله بن الزبير رضی الله عنه : انه قرأ القرآن فی ركعة۔

(طحاوی ص۴۵۳ ج۱، باب جمع السور فی ركعة ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۰۱۰)

(۸)......عن سعيد بن جبير: انه قرأ القرآن فی ركعة فی البيت۔

(طحاوی ص۴۵۳ ج۱، باب جمع السور فی ركعة ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۰۱۱)

صلوۃ التسبیح کی سورتیں

صلوۃ التسبیح میں یہ سورتیں پڑھیں:

(۱)......تسبیح کی مناسبت سے ایسی سورتوں کا پڑھنا افضل ہے جن کی ابتدا میں تسبیح کا ذکر ہے، جیسے: سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف اور سورۂ تغابن وغیرہ۔

(۲)......پہلی رکعت میں سورۂ زلزال، دوسری رکعت میں سورۂ عادیات، تیسری رکعت میں سورۂ نصر، اور چوتھی رکعت میں سورۂ اخلاص۔

(۳)......پہلی رکعت میں سورۂ تکاثر، دوسری رکعت میں سورۂ عصر، تیسری رکعت میں سورۂ کافرون، اور چوتھی رکعت میں سورۂ اخلاص۔

(۱)......تتمه : قيل لابن عباس رضى الله عنهما : هل تعلم لهذه الصلوة سورة ؟ قال: التكاثر والعصر والكافرون والاخلاص، وقال بعضهم : الافضل نحو الحديد والحشر والصف والتغابن للمناسبة فى الاسم۔

(شامی ص۴۷۲ ج۲، مطلب: فی صلوة التسبيح ، باب الوتر والنوافل ، كتاب الصلوة ، ط:مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

محدث عظیم ملاعلی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''وان يقرأ فيها تارة بالزلزلة والعاديات والفتح والاخلاص ، و تارة بالهاكم والعصر والكافرون والاخلاص۔

(مرقاۃ ص۲۱۷ ج۳، باب التطوع ، الفصل الثانى " صلوة التسبيح"، ط: مکتبہ امدادیہ، ملتان)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے سورج گرہن کی نماز کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے سورج گرہن کی نماز میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(١)......سورۂ نجم۔

(٢)......پہلی رکعت میں سورۂ عنکبوت یا سورۂ روم، اور دوسری رکعت میں سورۂ یس۔

(٣)......پہلی رکعت میں سورۂ عنکبوت، اور دوسری رکعت میں سورۂ لقمان اور سورۂ روم۔

(٣)......سورۂ حج اور سورۂ یس۔

(٥)......سورۂ معارج۔

(٦)......پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ، اور دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران۔

(١)......عن الحسن : ان النبی صلی الله علیه وسلم صلی فی کسوف رکعتین، فقرأ فی احداهما بالنجم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص٤٣٠ ج ٢، باب ما یقرأ به فی الکسوف، رقم الحدیث:٨٤١١)

(٢)......عن عائشة : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلّی فی کسوف الشمس والقمر و اربع سجدات، وقرأ فی الرکعة الاولی بالعنکبوت أو الروم، وفی الثانیة بیاسین۔

(سنن الدار قطنی ص١٥ ج ٢، باب صفة صلوة الخسوف و الکسوف و هیئتهما، کتاب العیدین، رقم الحدیث:١٧٧٤)

(٣)......عن عائشة : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلّی فی کسوف الشمس اربع رکعات واربع سجدات، فقرأ فی الرکعة الاولی ب"العنکبوت" وفی

الثانية ب"لقمان " أو"الروم "۔

(سنن بیہقی ص۴۲ ج۷، باب من اختار الجهر بها ،كتاب صلوة الخسوف ، رقم الحديث:۶۴۱۹)

(۴)......عن خنس بن ربيعة قال : انكسفت الشمس علىٰ عهد علِى رضى الله عنه قال : فخرج فصلى بمن عنده فقرأ سورة " الحج" و "يس"۔

(سنن بیہقی ص۲۹ ج۵، باب من اجاز ان يصلى فى الخسوف ركعتين فى كل ركعة اربع ركوعات ،كتاب صلوة الخسوف ، رقم الحديث:۶۴۰۰)

(۵)......عن الماجشون قال : سمعت ابان بن عثمان رضى الله عنه قرأ فى كسوف ﴿سال سائل ﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳۰ ج۵، ما يقرأ به فى الكسوف ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۸۴۱۱)

(۶)......عن سعيد بن جبير ان ابن عباس رضى الله عنهما قرأ فى الركعة الاولى فى الكسوف : الحمد والبقرة ، وفى الثانية الحمد وآل عمران۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۰۱ ج۲، باب الآيات ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۴۹۲۸۔

طحاوی ص۴۲۶ ج۱، باب صلوة الكسوف كيف هى ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۱۸۸۱)

چاند گرہن کی نماز کی منقول سورتیں

آپ ﷺ اور حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی لیلی رحمہ اللہ سے چاند گرہن کی نماز میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......پہلی رکعت میں سورۂ عنکبوت یا سورۂ روم، اور دوسری رکعت میں سورۂ یٰس۔

(۲)......سورۂ یٰس۔

(۱)......عن عائشة : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلّى فى كسوف الشمس والقمر و اربع سجدات ، وقرأ فى الركعة الاولى بالعنكبوت أو الروم ، وفى الثانية بياسين۔

(سنن الدارقطنی ص۱۵ ج۲، باب صفة صلوة الخسوف و الكسوف و هيئتهما ، كتاب العيدين ، رقم الحديث:۱۷۷۴)

(۲)......عن عبد الله بن عيسى قال : صلى بنا عبد الرحمن بن ابى ليلى حين انكسف القمر مثل صلا تنا هذه فى رمضان ، قال : وقرأ اول شىء قرأ﴿يس، والقرآن الحكيم﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳۰ ج۵، ما يقرأ به فى الكسوف ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۸۴۱۳)

نماز استخارہ کی سورتیں

استخارہ کی نماز میں یہ سورتیں پڑھنی چاہئے:

(۱)......پہلی رکعت میں سورۂ کافرون، اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص۔

(۲)......پہلی رکعت میں سورۂ کافرون کے ساتھ یہ آیت: ﴿وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ ط مَا کَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ، وَرَبُّکَ یَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ﴾ (پ:۲۰/سورۂ قصص، آیت نمبر:۶۸/۶۹) پڑھے، اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص کے ساتھ یہ آیت: ﴿وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً مُّبِیْنًا﴾ (پ:۲۲/سورۂ احزاب، آیت نمبر:۳۶) پڑھے۔

(۱)......و یقرأ فی الاولی منهما بعد الفاتحة ﴿قل یایها الکفرون﴾ ، وفی الثانیة ﴿قل هو الله احد﴾۔

(الاذکار من کلام سید الابرار (للنووی) ص۲۲۸، باب دعاء الاستخارة ، کتاب الاذکار والدعوات للامور العارضات ، رقم الحدیث:۵۲۰)

(۲)......یقرأ فی الرکعة الاولی الکافرون ، وفی الثانیة الاخلاص، و عن بعض السلف انه یزید فی الاولی ﴿وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ﴾ وفی الثانیة ﴿وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ﴾ الایة۔

(شامی ص۴۷۰ ج۲، مطلب : فی رکعتی الاستخارة ، باب الوتر والنوافل ، کتاب الصلوة ، ط : مکتبه دار الباز ، مکة المکرمة)

نماز حاجت کی سورتیں

حاجت کی نماز میں یہ سورتیں پڑھنی چاہیئے:

(۱)......پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور آیت الکرسی تین مرتبہ، پھر دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک مرتبہ۔

(۱)......واما فی التجنیس وغیرہ ، فذکر انہا اربع رکعات بعد العشاء ، وان فی الحدیث المرفوع : یقرأ فی الاولی الفاتحۃ مرۃ و آیۃ الکرسی ثلا ثا، وفی کل من الثلا ثۃ الباقیۃ یقرأ الفاتحۃ و الاخلاص والمعوذتین مرۃ مرۃ۔

(شامی ص۴۷۳ ج۲، مطلب : فی صلوۃ الحاجۃ ، باب الوتر والنوافل ، کتاب الصلوۃ ، ط : مکتبہ دار الباز ، مکۃ المکرمۃ)

نماز سفر کی سورتیں

سفر کی نماز میں یہ سورتیں پڑھنی چاہیئے:

(۱)......پہلی رکعت میں سورۂ کافرون ،اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص۔

(۲)......پہلی رکعت میں سورۂ فلق ،اور دوسری رکعت میں سورۂ ناس۔

(۱)......قال بعض اصحابنا : یستحب ان یقرأ فی الاولی منہما بعد الفاتحۃ ﴿ قل یایہا الکفرون﴾ ، وفی الثانیۃ ﴿ قل ہو اللہ احد﴾، وقال بعضہم : یقرأ فی الاولی بعد الفاتحۃ ﴿قل اعوذ برب الفلق ﴾ وفی الثانیۃ ﴿ قل اعوذ برب الناس﴾۔

(الاذکار من کلام سید الابرار(للنووی) ص۲۲۸، باب اذکارہ عند ارادتہ الخروج من بیتہ ، کتاب اذکار المسافر ، رقم الحدیث:۵۲۰)

نمازاحرام کی منقول سورتیں

(ا)......نمازاحرام کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد: ﴿قل یٰایُّھا الکٰفرون ﴾اور دوسری رکعت میں: ﴿ قل ھو اللہ احد﴾ پڑھنا مستحب ہے۔

(شرح مہذب ص۲۳۲ ج ۷۔شرح مناسک ص۹۹۔ ہدایت السالک ص۴۹۶۔شرح احیاء ص ۵٦٦ ج۴)

(ا)......ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے ’’ظہیریہ‘‘ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: نماز احرام کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور﴿قل یٰایُّھا الکٰفرون ﴾ کے بعد﴿ربنا لا تزغ قلوبنا ﴾آخرتک پڑھے۔اوردوسری رکعت میں سورۂ اخلاص﴿ قل ھو اللہ احد ﴾ کے بعد﴿ربنا آتنا من لدنک رحمۃ﴾ پڑھے، بیشتر علماء کا یہ عمل رہا ہے۔

(شرح مناسک ص۹۹۔شمائل کبریٰ ص۹۲ جلد دوازدہم (۱۲)، بعنوان: نمازاوراحرام کی دورکعت میں کونسی سورۃ پڑھے؟)

نمازطواف کی منقول سورتیں

(ا)......طواف کے بعدکی دورکعتوں میں﴿قل یٰایُّھا الکٰفرون ﴾اور﴿ قل ھو اللہ احد﴾۔

(ا)......عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الرکعتین ﴿ قل ھو اللہ احد﴾ و ﴿قل یاَیُّھا الکٰفرون﴾۔

(مسلم، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۲۱۸)

نماز استسقاء کی منقول سورتیں

(۱)......نماز استسقاء کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت میں: ﴿اذا الشمس کورت﴾ اور دوسری رکعت میں: سورۂ ﴿والضحی﴾ پڑھے۔

(۱)......عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال : قحط الناس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج من المدينة الى بقيع الغرقد معتما بعمامة سوداء قد ارخى طرفها بين يديه والاخرى بين منكبيه متكئا قوسا عربية ، فاستقبل القبلة فكبرو صلى باصحابه ركعتين جهر فيهما بالقراء ة ، قرأ فى الاولى ﴿ اذا الشمس كورت﴾ والثانية ﴿والضحى﴾ ، الخ۔

(کنز العمال ، صلوة الاستسقاء ، رقم الحديث:۲۳۵۴۶)

حفظ قرآن کی آسانی کے لئے نماز کی منقول سورتیں

(۱)......پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰس، دوسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ دخان، تیسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ الم سجدہ اور چوتھی میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ملک۔

(۱)......فصلِّ اربع ركعات ، تقرأ فى الركعة الاولى بفاتحة الكتاب وسورة يٰسٓ ، و فى الركعة الثانية بفاتحة الكتاب وحم الدخان ، وفى الركعة الثالثة بفاتحة الكتاب والم تنزيل السجدة ، فى الركعة الرابعة بفاتحة الكتاب و تبارک المفصل ، الخ۔

(ترمذی، باب فى دعاء الحفظ ، احاديث شتى من ابواب الدعوات ، رقم الحديث:۳۵۷۰)

استفتاء

نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا

اس استفتاء میں اس مسئلہ کی وضاحت طلب کی گئی ہے کہ احناف کے یہاں نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا کیسا ہے؟، مسلک احناف کے دلائل، دیگر ائمہ کا مسلک اور ان کے دلائل، تراویح میں مقتدی کا قرآن کریم دیکھ کر لقمہ دینا، آخر میں خلاصۂ بحث اور ارباب افتاء کی خدمت میں غور کی درخواست وغیرہ امور لکھے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرونا وائرس کے زمانہ میں کئی مسائل درپیش آئے، ان میں سے ایک مسئلہ یہ بھی بار بار پوچھا گیا کہ: اس وقت حفاظ اپنے اپنے گھروں میں تراویح پڑھا رہے ہیں، اور ہر گھر میں ایک سے زائد حافظ کا ہونا مشکل ہے، کیا اس حالت میں مقتدی قرآن کریم کو دیکھ کر سن سکتا ہے اور لقمہ دے سکتا ہے؟

اسی طرح یہ سوال بھی پوچھا گیا کہ: حافظ قرآن پاک دیکھ کر تراویح پڑھا سکتا ہے؟

ایک سوال یہ بھی آیا کہ کیا حافظ کے سامنے رحل پر قرآن رکھا رہے اور غلطی پر وہ قرآن کریم دیکھ کر غلطی کی اصلاح کر لیا کرے، کیا اس سے نماز فاسد ہو جائے گی؟

ان سوالات پر فقہ حنفی کا مشہور اور مفتی بہ قول ہی بتایا گیا، مگر خیال آیا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کر کے ایک تفصیلی استفتاء ارباب افتاء اور اہل علم کی خدمت میں ارسال کیا جائے، کیا ایسی ضرورت کے وقت ان مسائل میں دوسرے ائمہ اور خود حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر عمل کی گنجائش ہے؟

یہ مختصر رسالہ ان ہی سوالات کی تحقیق کے لئے مختلف دار الافتاؤں میں ارسال کیا گیا، اور اسی نیت سے شائع کیا جا رہا ہے۔ جواب موصول ہونے پر ان کو بھی شامل اشاعت کیا جائے گا۔

لوگ یہ پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک کمزور اور حدیث کے خلاف ہے، اس لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دلائل بھی پیش کئے گئے ہیں، اور ثابت کیا گیا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کا مسلک الحمد للہ دلائل سے مبرہن ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے کے چند مسائل

مسئلہ:......اگر قرآن مجید میں دیکھ کر بغیر اٹھائے ہوئے قراءت کی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اسی پر فتوی ہے، اس لئے کہ یہ تعلّم ہے، یعنی قرآن اس کو سکھاتا ہے اور نمازی سیکھتا ہے، گویا نمازی کو غیر کی طرف سے تلقین و تعلیم ہوئی جو مفسد نماز ہے۔

مسئلہ:......اگر قرآن کریم محراب میں لکھا ہوا ہے اور اس کو دیکھ کر پڑھتا ہے تب بھی صحیح یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ:......ظاہر روایت میں قرآن کریم یا محراب سے دیکھ کر تھوڑا پڑھنے یا بہت پڑھنے میں امام یا منفرد میں کوئی فرق نہیں ہے، یعنی نماز فاسد ہے۔

مسئلہ:......ایسا امی جو بغیر دیکھے نہ پڑھ سکتا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ دیکھ کر پڑھنے سے اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، بس اس کو بلا قرائت نماز پڑھنی چاہئے، یہی اس کے لئے کافی ہے۔

مسئلہ:......بعض مشائخ نے کہا کہ ایک آیت کی مقدار پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی، ورنہ فاسد نہیں ہوگی، یہی اظہر ہے، اس لئے کہ یہ اتنی مقدار ہے جتنی سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز جائز ہوجاتی ہے۔

مسئلہ:......صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک قرآن کریم یا محراب میں دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، لیکن اگر اہل کتاب کی تشبہ کی نیت سے کرے گا تو مکروہ ہے ورنہ مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ:......اگر قرآن کریم کو اٹھا کر پڑھے گا تو عمل کثیر ہونے کی وجہ سے امام ابوحنیفہ اور

صاحبین رحمہم اللہ سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ:......اگر قرآن کریم کا کچھ حصہ زبانی یاد ہے، اور اس حفظ کئے ہوئے حصہ کو قرآن کریم اٹھائے بغیر قرآن میں دیکھ کر پڑھتا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، کیونکہ نہ اس میں سیکھنا ہے، نہ عمل کثیر ہے۔

مسئلہ:......اگر نماز میں کسی لکھے ہوئے پر نظر پڑی اور وہ قرآن مجید کی آیت تھی اور اس کو سمجھ لیا تو بلا خلاف نماز جائز ہے۔(مستفاد: عمدۃ الفقہ ص۲۵۳/۲۵۴ ج ۲، مفسدات نماز کا بیان)

''ویفسدھا قراء ته من مصحف عند ابی حنیفة رحمه الله تعالی ، وقالا لا یفسد ، له ان حمل المصحف و تقلب الاوراق و النظر فیه عمل کثیر ، وللصلوة عند بد ، و علی ھذا لو کان موضوعا بین یدیه علی رحل وھو لا یحمل ولا یقلب ' أو قرأ المکتوب فی المحراب لا تفسد ، ولان التلقن من المصحف تعلم و لیس من اعمال الصلوة ، و ھذا یوجب التسویة بین المحمول وغیره فتفسد بکل حال ، وھو الصحیح ، ھکذا فی الکافی ، ولو کان یحفظ القرآن وقرأ من مکتوب من غیر حمل المصحف قالوا لا تفسد لعدم الامرین ، ولم یفصل فی المختصر ولا فی الجامع الصغیر بین اذا قرأ قلیلا أو کثیرا من المصحف ، وقال بعض المشایخ : ان قرأ مقدار آیة تفسد صلوته والا فلا ، وقال بعضھم مقدار الفاتحة تفسد والا فلا ، ولو نظر الی مکتوب وھو قرآن و فھمه لا خلاف فیه لاحد انه یجوز''۔

عالمگیری ص۱۰۱ ج۱، الباب السابع فیما یفسد الصلوة وما یکره فیها ، الفصل الاول فیما یفسدھا۔

(الفتاوی التاتارخانیة ص۲۲۷ ج۲، ما یفسد الصلوة و ما لا یفسد ، الفصل ۵/ کتاب الصلوة ، رقم المسئلة :۲۲۴۵/۲۲۴۶/۲۲۴۷)

احناف کا اصل مسلک تو یہی ہے، اور اس پر قوی دلائل ہیں۔ چند احادیث اور آثار یہ ہیں:

مسلک احناف کے دلائل

(۱)......عن رفاعة بن رافع رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم- فقص هذ الحدیث- قال فیه : فتوضأ کما امرک الله ' ثم تشهَّدُ ' فَأَقِم ثم کبّر ' فاِنُ کان معک قرآن فاقُرأ به ' والا فاحمَدِ الله عز وجل و کبِّره وهلِّلُهُ ، وقال فیه : و ان انتقصت منه شیئا انتقصت من صلا تک۔

(ابوداؤد، بابُ صلوة من لا یُقیمُ صُلبَهُ فی الرّکوع والسّجود ، رقم الحدیث:۸۶۰۔ترمذی، بابُ ما جاء فی وصف الصلوة ، رقم الحدیث:۳۰۲۔نسائی، باب الرخصة فی ترک الذکر فی السجود رقم الحدیث:۱۱۳۷)

ترجمہ:......حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے یہ حدیث (اعرابی کی نماز والی) بیان کی، اس حدیث میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: جیسے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے ویسے وضو کرو، پھر اذان کہو، پھر نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ، پھر تکبیر تحریمہ کہو، پھر جو قرآن یاد ہو وہ پڑھو، (اور اگر یاد نہ ہو تو) اللہ تعالی کی حمد بیان کرو، اور اس کی تکبیر و تہلیل کرو، (یعنی: الحمد الله ' الله اکبر ' لا اله الا الله' کہو)۔

تشریح:......اس حدیث میں آپ ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا کہ قرآن یاد نہ ہو تو کوئی بات نہیں دیکھ کر پڑھ لیا کرو، بلکہ تسبیحات کے پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(۲)......عن عبد الله بن ابی اوفی رضی الله عنه قال : جاء رجل الی النّبی صلی الله علیه وسلم فقال : انّی لا استطیع ان آخُذَ من القرآن شیئا ' فعلّمُنِی ما یُجزِئُنِی منه ، فقال : قل : سبحان الله ' والحمد لله ' ولا اله الا الله ' والله اکبر ' ولا حول

ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ، قال : یا رسول اللہ ! ھذا للہ ' فما لی؟ قال : قل : اللھم ارحمنی وارزقنی وعافنی واھدنی ، فلما قام قال : ھکذا بیدہ ، فقال : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : امّا ھذا فقد ملأ یدہ من الخیر۔

(ابوداؤدص۱۲۱ج۱، بابُ ما یُجزئ الاُمیُّ والاعجمی من القراءۃ ، رقم الحدیث:۸۳۱۔

نسائی ص۱۰۷ج۱، باب ما یجزیء من القراءۃ لمن لا یُحسن القرآن ، رقم الحدیث:۹۲۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگے کہ: میں قرآن کریم سے کچھ حاصل کرنے کی (یعنی حفظ یاد کرنے کی) طاقت نہیں رکھتا، لہذا آپ مجھے کچھ سکھائیں جو میرے لئے کافی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: تم کہو: سبحان اللہ ' والحمد للہ ' ولا الہ الا اللہ ' واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ، (اس پر انہوں نے) کہا کہ: اے اللہ کے رسول یہ کلمات تو اللہ (کی تعریف) کے لئے (خاص) ہیں، میرے (فائدہ کے) لئے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات پڑھا کرو: ''اللھم ارحمنی و ارزقنی وعافنی واھدنی '' جب وہ صاحب جانے لگے تو انہوں نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ (میں نے اتنی دولت کمالی۔ یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے خیر سے اپنا ہاتھ بھر لیا۔

تشریح:......اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا کہ قرآن یاد نہ ہو تو کوئی بات نہیں دیکھ کر پڑھ لیا کرو، بلکہ تسبیحات کے پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(۳)......عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال : نھانا امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ : ان نؤمّ الناس فی المصحف و نھانا ان یؤمّنا الا المحتلم۔

(کنز العمال ص۲۶۳ج۸، فصل فی آداب الامام ، رقم الحدیث:۲۲۸۳۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ: ہم قرآن کریم میں دیکھ کر لوگوں کی امامت کریں، اوراس سے منع فرمایا کہ: ہماری امامت بالغ کے علاوہ کوئی اور کرے۔

(۴)......عن جابر رضی اللہ عنہ : عن عامر رضی الله عنه قال : لا يؤمّ في المصحف۔

ترجمہ:......حضرت جابر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: قرآن کریم میں دیکھ کر امامت نہ کرائی جائے۔

(۵)......عن ابراهيم قال : كانوا يكرهون ان يؤمّهم وهو يقرأ في المصحف ، فيتشبهون باهل الكتاب۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: (حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ امام قرآن میں دیکھ کر پڑھے، (اور وہ حضرات اسے) اہل کتاب سے مشابہت تصور کرتے تھے۔

(۶)......عن ابراهيم : انه كره ان يؤمّ الرجل في المصحف ، كراهة ان يتشبهوا باهل الكتاب۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ قرآن میں دیکھ کر امامت کو مکروہ سمجھتے تھے، اہل کتاب سے مشابہت کی وجہ سے۔

(۷)......عن ابراهيم قال : كانوا يكرهون ان يؤمّهم الرجل وهو يقرأ في المصحف۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: (حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ

عنہم)اس بات کومکروہ سمجھتے تھے کہ امام قرآن میں دیکھ کر پڑھے۔

(۸)......عن مجاهد انه كرهه ۔

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ بھی (نماز میں قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کو) مکروہ سمجھتے تھے۔

(۹)......عن مجاهد : انه كان يكره ان يؤمّ الرجل في المصحف۔

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ قرآن میں دیکھ کر امامت کومکروہ سمجھتے تھے۔

(۱۰)......عن سليمان بن حنظلة البكري : انه مرّ على رجل يؤمّ قوما في المصحف ' فضربه برجله۔

ترجمہ:......حضرت سلیمان بن حنظلہ بکری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: آپ ایک آدمی کے پاس سے گذرے' جوقرآن کریم میں دیکھ کر ایک قوم کی امامت کر رہا تھا،تو آپ نے اسے پیر سے مارا۔

(۱۱)......عن ابي عبد الرحمن : انه كره ان يؤمّ في المصحف۔

ترجمہ:......حضرت ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: آپ قرآن کریم میں دیکھ کر امامت کومکروہ سمجھتے تھے۔

(۱۲)......عن الحسن : انه كرهه ' وقال : هكذا يفعل النّصارى۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (قرآن کریم میں دیکھ کر امامت کو) مکروہ سمجھتے تھے،اورفرماتے تھے کہ: نصاریٰ ایسا ہی کرتے ہیں۔

(۱۳)......عن حماد و قتادة : في رجل يؤمّ القوم في رمضان في المصحف ' فكرهاه

ترجمہ:......حضرت حماد اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ اس کومکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص رمضان میں قوم کی امامت قرآن کریم کو دیکھ کر کرے۔

(۱۴)......عن سعید بن المسیب قال : اذا کان معه من یقرأ ردّدوه ' ولم یؤمّ فی المصحف۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تمہارے ساتھ کوئی ایسا (آدمی ہو جو زبانی قرآن پڑھ سکتا ہو تو وہی نماز پڑھائے، اور جتنا یاد ہو) اس کو لوٹاتا رہے، اور قرآن میں دیکھ کر امامت نہ کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۹ ج۵، من کرهه ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۷۳۰۹/۷۳۰۳/ ۷۳۰۴/۷۳۰۵/۷۳۰۱/۷۳۰۲/۷۳۰۲/۷۳۰۷/۷۳۰۸/۷۳۰۶۔ مصنف عبدالرزاق ص۴۱۹ ج۲، باب الامام یقرأ فی المصحف ، رقم الحدیث:۳۹۲۷/۳۹۲۸)

نماز میں قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنے کے سلسلہ میں دیگر ائمہ کے مسالک

مسئلہ:......شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک نماز میں قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ:......امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ قرآن کریم کو دیکھ کر لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھائے۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ فرض نماز میں قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا: میں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔

مسئلہ:......امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی رمضان (کی نماز تراویح) میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھتا ہے تو کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: ہمارے اکابر قرآن مجید دیکھ کر پڑھتے تھے۔

مسئلہ:......شیخ زکریا انصاری رحمہ اللہ کی شرح ''روض الطالب'' میں ہے: قرآن مجید میں دیکھ کر پڑھا، اگرچہ اوراق الٹنے پڑے تو بھی نماز باطل نہیں ہوگی، اس لئے کہ یہ معمولی یا غیر مسلسل (عمل) ہے، جس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اعراض کر رہا ہے، جس عمل کے کثیر

ہونے کی صورت میں نماز باطل ہوجاتی ہے، اگر اس قسم کا قلیل عمل بلا حاجت عمداً کرے تو نماز مکروہ ہے۔

مسئلہ:...... مالکیہ کے نزدیک فرض نماز میں قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے، خواہ نماز کے شروع میں پڑھے یا درمیان میں۔ اور نفل نماز کے درمیان میں قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے کہ اس میں اشتغال ہوجائے گا، اور نفل نماز کے شروع میں قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، اس لئے کہ نفل نماز میں وہ چیزیں معاف ہیں جو فرض میں معاف نہیں۔ (موسوعہ فقہیہ اردو ص ۸۲/۸۱، ج ۳۳، قراءت)

چاروں مسالک کی عبارات کے ترجمے اور حوالے

علامہ ابوالحسن علی بن خلف ابن بطال مالکی قرطبی رحمہ اللہ (م: ۴۴۹ھ) لکھتے ہیں:

ابن سیرین، الحکم بن عتیبہ، عطاء اور حسن بصری رحمہم اللہ نے مصحف سے (دیکھ کر) نماز پڑھانے کی اجازت دی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے اور ان کا غلام ان کے پیچھے مصحف لے کر کھڑا ہوتا تھا اور جب کسی آیت میں ان کو اشتباہ ہوتا تو وہ ان کو مصحف کھول کر وہ جگہ دکھاتا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے مصحف سے دیکھ کر تراویح کی امامت کی اجازت دی ہے۔ (شرح ابن بطال ص ۳۸۲ ج ۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ)

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی: ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ نمازی کا مصحف سے دیکھ کر نماز میں قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔

(فتح الباری ص ۲۸۶ ج ۲، دارالمعرفۃ، بیروت ۱۴۲۴ھ)

علامہ یحیٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ (متوفی: ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

اگر مصحف سے قرآن پڑھا تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی خواہ اس کو قرآن یاد ہو یا نہ ہو، بلکہ جب اس کو سورۃ الفاتحہ حفظ نہ ہو تو اس پر مصحف سے دیکھ کر پڑھنا واجب ہے، اور اگر اس نے کبھی کبھی نماز میں ورق پلٹے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی،.....اور ہمارے نزدیک تلقین سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(شرح المہذب ص۱۵۲ ج۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ)

علامہ منصور بن یونس البہوتی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی:۱۰۵۱ھ) لکھتے ہیں:

نماز میں مصحف سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے، خواہ وہ حافظ ہو، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: ان کے غلام ذکوان ان کو رمضان میں مصحف سے دیکھ کر نماز پڑھاتے تھے۔ زہری رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے عمدہ لوگ مصحف سے دیکھ کر نماز پڑھتے تھے خواہ وہ حافظ ہوں۔

(کشف القناع ص۴۶۴ ج۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ۔نعمۃ الباری ص۵۷۳ ج۲)

جواز کے قائلین ائمہ کے دلائل

(۱)......وکانت عائشة : يؤمُّها عبدها ذكوان من المصحف۔

ترجمہ:......اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی امامت ان کے غلام ذکوان مصحف سے دیکھ کر کراتے تھے۔ (بخاری، باب امامة العبد والمولی ، کتاب الاذان ، قبل رقم الحديث :۶۹۲)

(۱)......عن عائشة : كانت تقرأ فی المصحف وهی تصلی۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قرآن کو دیکھ کر نماز پڑھتی تھیں۔

(۲)......عن ايوب قال : سمعت القاسم يقول : يؤم عائشة عبد يقرأ فی المصحف۔

ترجمہ:......حضرت ایوب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت قاسم رحمہ اللہ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک غلام امامت کراتے ہوئے قرآن کو دیکھ پر پڑھتے تھے۔

(۳)......ان عـائشة اعتقـت غـلامـا لهـا عـن دُبـرٍ فـكـان يؤُمُّهـا فى رمضـان فى المصحف۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک غلام مدبر بنایا جو رمضان میں قرآن دیکھ کر امامت کراتے تھے۔

(۴)......عـن عـائشة ابـنة طلحة انها كانت تأمر غلاما او انسانا يقرأ فى المصحف يؤُمُّها فى رمضان۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا کسی غلام یا کسی انسان کو جو رمضان میں ان کی امامت کرتا تھا حکم دیتی تھیں کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھے۔

(۵)......عـن عبـد القدوس بن حبيب ابو سعيد عن الحسن قال : سمعته يقول : لا بأس ان يوم الرجل فى شهر رمضان وهو يقرأ فى المصحف۔

ترجمہ:......حضرت عبدالقدوس بن حبیب سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: آدمی رمضان میں قرآن کریم کو دیکھ کر امامت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۶)......كان محمد لا يرى بأسا ان يؤم الرجل القوم يقرأ فى المصحف۔

ترجمہ:......حضرت محمد رحمہ اللہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی کسی قوم کی امامت کراتے ہوئے قرآن کو دیکھ کر پڑھے۔

(۷)...... كان ابن سيرين يصلى و المصحف الى جنبه ' فاذا تردد نظر فيه۔

ترجمہ:......حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نماز پڑھتے تھے اور اس حال میں کہ ان کے پہلو میں قرآن کریم رکھا رہتا تھا، جب انہیں کوئی مشابہت لگتی تو قرآن مجید میں دیکھ لیتے تھے۔

(۸)...... عن الحکم : فی الرجل یؤم فی رمضان یقرأ فی المصحف : رخص فیہ۔

ترجمہ:......حضرت حکم رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ: رمضان میں قرآن کریم دیکھ کر تلاوت کرتے ہوئے کوئی امامت کرسکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۹)......عن الحسن و محمد قالا : لا بأس بہ۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین رحمہما اللہ (نماز میں دیکھ کر قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں) فرماتے تھے کہ: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۰)......عن عطاء قال: لا بأس بہ۔

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ (نماز میں دیکھ کر قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں) فرماتے تھے کہ: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۱)......عن الحسن قال: لا بأس ان یؤم فی المصحف اذا لم یجد ، یعنی :من یقرأ ظاھرا۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: زبانی پڑھنے والا امام نہ ملے تو قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنے والا امامت کراسکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۶/۸۷ ج۵، فی الرجل یؤم القوم وھو یقرأ فی المصحف ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۷۲۹۲۔ مصنف عبدالرزاق ص۴۱۹ ج۲، باب الامام یقرأ فی المصحف ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۳۹۲۹/۳۹۳۰/۳۹۳۱)

تراویح میں مقتدی کا قرآن کریم دیکھ کر لقمہ دینا

مسئلہ:......اگر نماز تراویح میں امام حنفی المسلک ہے اور مقتدی حنبلی یا مالکی یا غیر مقلد ہیں جن کے یہاں تراویح اور نوافل میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے کی گنجائش ہے تو ایسے مقتدی اگر حنفی امام کو قرآن دیکھ کر لقمہ دیں اور امام لقمہ لے لے تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر مقتدی کا لقمہ لینا تو جائز نہیں ہے، لیکن مقتدی کا لقمہ لینا جائز ہے، اور اس مسئلہ میں دوسرے مسالک کے مقتدی اگر اپنے مسلک کے مطابق قرآن کریم دیکھ کر لقمہ دیں تو نماز صحیح اور درست ہے۔

’’وبه قال الشافعي واحمد ‘ وعند مالک واحمد فی روایة : لا تفسد فی النفل ‘‘۔

(اعلاء السنن ص۶۲ ج۵، باب فساد الصلوۃ بالقراءۃ من المصحف ، کتاب الصلوۃ)

’’ولو صلی علی وجه لا یصححه والشافعي یصححه فعند القفال لا یصح اقتداء الشافعي به ‘ وعند ابی حامد یصح اعتبارا باعتقاد المأموم ‘‘۔

(روضۃ الطالبین ص۳۴۷ ج۱، باب صفة الائمة ، المکتب الاسلامی)

’’واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعي فیجوز ما لم یعلم ما یفسد الصلوۃ علی اعتقاد المقتدی علیه الاجماع ، انما اختلف فی الکراهة......... وفی رسالة الاهتداء فی الاقتداء لملا علی القاری : ذهب مشایخنا الی الجواز اذا کان یحتاط فی موضع الخلاف والا لا ‘‘۔(شامی ص۵۶۳ ج۱، باب الامامة ،ط:سعید، کراچی)

(فتاوی قاسمیہ ص۲۱۶ ج۷، سوال نمبر:۱۵۸۸۔فتاوی دار العلوم زکریا ص۵۰۹ ج۲)

حضرت انس رضی اللہ کا عمل بھی اس طرح کا منقول ہے:

’’ کان انس یصلی و غلامه یُمسِک المصحف خلفه ‘ فاذا تَعایا فی آیة فتح

علیه''۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے، اوران کا ایک غلام ان کے پیچھے قرآن پاک اٹھائے کھڑا ہوتا تھا، جب کسی جگہ آپ بھولتے تو وہ انہیں لقمہ دیتا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۶/۸۷ ج ۵، فی الرجل یؤم القوم وهو يقرأ فی المصحف ، کتاب الصلوة ، رقم الحديث :۷۳۰۰)

خلاصہ بحث اورارباب افتاء کی خدمت میں غور کی درخواست

خلاصہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقا نماز میں قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنا مفسد صلوۃ ہے۔ اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ اور دیگر ائمہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مفسد صلوۃ نہیں۔ اور مالکیہ اورامام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک نفل میں مفسد صلوۃ نہیں۔

اس لئے حنفیوں کو اپنے پیشوا حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک پر عمل کرنا چاہئے، مگر ایسے حالات میں جبکہ مجبوری ہو، اور حفاظ کا ملنا مشکل ہوتو حضرات صاحبین اور دیگر ائمہ کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے نوافل میں دیکھ کر قرآن کریم کو پڑھنے کی اجازت دینے پر ارباب فتوی اور اہل علم کو غور کرنا چاہئے۔ اسی طرح کسی ایک گھر میں ایک ہی حافظ ہو اور دوسرا کوئی حافظ قرآن کریم کو سننے والا بھی نہ مل سکے تو پیچھے کوئی مقتدی قرآن کریم کو دیکھ کر لقمہ دے تو نماز کے فساد کے بارے میں اہل افتاء غور کریں، والله تعالى اعلم۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۹/شوال المکرّم ۱۴۴۱ھ، مطابق ۲۱/جون ۲۰۲۰ء

بروز اتوار

نماز کے تیرہ مسائل

اور ان کے دلائل

اس رسالہ میں نماز حنفی کے دلائل کی احادیث، مع حوالۂ کتب اور آسان اردو ترجمہ کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔ ہر مکتب میں بڑے بچوں کو اِن احادیث کے یاد کرانے کی سخت ضرورت ہے تاکہ یہ بچے آئندہ بڑے ہوکر اپنی نمازیں بصیرت کے ساتھ ادا کرسکیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

عرض مرتب

ہمارے مکاتب میں طلبہ کو نماز کے مسائل سکھانے کا اہتمام ہے، اور بعض اچھی اچھی کتابیں اس موضوع پر اہل علم نے بڑی محنت اور تجربہ سے لکھی ہیں۔ مگر اب کچھ ایسے حالات ہوگئے ہیں کہ مکاتب کے بچوں کو اپنے مسلک کے دلائل کی احادیث پڑھائی اور یاد کرائی جائیں، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے مکاتب میں برسوں پڑھنے والے بعض بچے جب کالج اور یونیورسٹی جائیں تو بہت مختصر وقت میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہو جائیں، اور صحیح لفظوں میں مبتلا کئے جائیں۔ کالج اور یونیورسٹی میں بعض حضرات ان بچوں کو ''بخاری'' اور چند کتب احادیث کے ترجموں کی بعض روایتیں جو ان کے خیال کے موافق ہوتی ہیں دکھلا کر بہکاتے ہیں کہ تمہاری نماز صحیح نہیں، یہ بچے جب آپ ﷺ کی احادیث دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ واقعی ان کی بات صحیح ہے، اور متأثر ہو کر رفع یدین آمین بالجہر جیسے چند مسائل اپنی اپنی مساجد میں آکر شروع کر دیتے ہیں، جس سے اچھا خاصا ایک فتنہ پیدا ہو جاتا ہے، اور آہستہ آہستہ وہ بچے جو ہمارے گھروں میں پیدا ہوئے اور ایک زمانہ تک ہمارے پاس پڑھتے رہے ہیں اچانک اپنے مسلک سے متنفر ہو کر دوسرے مسلک کو اختیار کر لیتے ہیں، اور بعض بے ادب تو اپنے والدین اور اساتذہ سے نفرت تک کرنے لگتے ہیں اور بحث ومباحثہ سے گھر کے ماحول کو خراب کرتے ہیں، سب والدین عالم تو ہوتے نہیں سو وہ ان کی حرکت سے پریشان ہو جاتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ کالج جانے سے پہلے ہی ان بچوں کو اپنے مسلک کی احادیث پڑھائی اور یاد کرائی جائے، امید ہے کہ انشاء اللہ وہ دوسروں کے خیالات سے متأثر ہونے کے بجائے ان کو بھی متأثر کرلیں۔ اسی مقصد کے لئے یہ مختصر رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی اسے قبول فرما کر جس مقصد کے لئے لکھا گیا اس میں کامیاب فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

(۱)......نماز میں پیروں کو چوڑا نہ رکھے

(۱)......خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ دَارِهِ اِلَی الْمَسْجِدِ ، فَاِذَا رَجُلٌ یُصَلِّیْ صَافًّا بَیْنَ قَدَمَیْهِ ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : اَمَا هٰذَا فَقَدْ اَخْطَأَ السُّنَّةَ ، وَلَوْ رَاوَحَ بَیْنَ قَدَمَیْهِ کَانَ اَحَبَّ اِلَیَّ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۶ ج۵، من کان یراوح بین قدمیه فی الصلوة ، رقم الحدیث:۷۱۳۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے مکان سے مسجد تشریف لائے ، ایک آدمی اس حال میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کے پاؤں چوڑے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے سنت میں غلطی کی (یعنی سنت طریقے کے خلاف کھڑا ہوا ہے) مجھ یہ پسند ہے کہ وہ مراوحہ کر لیتا۔

تشریح :......’’مراوحہ‘‘ یہ ہے کہ: پیروں کو اس طرح رکھنا کہ کبھی ایک سیدھا اور تنا ہوا ہوٗ اور دوسرا ڈھیلا، اور کبھی دوسرا زمین پر تنا ہو اور پہلا ڈھیلا ہو۔

(۲)......عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : کَانَ لَا یُفَرْسِخُ بَیْنَهُمَا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۶۴ ج۲، باب التحریک فی الصلاة ، رقم الحدیث:۳۳۰۰)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں پاؤں کو پھیلا کر نہیں کھڑے ہوتے تھے۔

(۳)......کَانَ اِبْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : لَا یَفْرِجُ بَیْنَ قَدَمَیْهِ وَلَا یَمَسُّ اِحْدَاهُمَا بِالْاُخْریٰ ، وَلٰکِنْ بَیْنَ ذٰلِکَ لَا یُقَارِبُ وَلَا یُبَاعِدُ۔

(المغنی ص۱۱ ج۲، فصل : ترک شئی من سنن الصلوة)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں پاؤں کے درمیان نہ کشادگی کرتے

تھے، نہ ایک قدم کو دوسرے قدم سے ملاتے تھے، بلکہ اس کے درمیان درمیان رکھتے تھے، نہ بہت قریب کرتے تھے نہ بہت دور۔

(۴)......عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : كُنْتُ مَعَ اَبِىْ فِى الْمَسْجِدِ، فَرَأٰى رَجُلًا يُصَلِّىْ صَافًّا بَيْنَ قَدَمَيْهِ ، فَقَالَ : اَلْزِقْ اِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى ، لَقَدْ رَاَيْتُ فِىْ هٰذَا الْمَسْجِدِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا رَاَيْتُ اَحَداً مِّنْهُمْ فَعَلَ هٰذَا قَطُّ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷ ج ۵ ،من كان يراوح بين قدميه فى الصلوة ، رقم الحديث:۷۱۳۶)

ترجمہ:......حضرت عیینہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں اپنے والد صاحب کے ساتھ مسجد میں تھا، تو انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس نے قدم چوڑے کر رکھے ہیں (یعنی درمیان میں زیادہ فاصلہ ہے) تو میرے والد صاحب نے اس سے فرمایا کہ: ایک پاؤں کو دوسرے سے ملا دو (یعنی قریب کردو) میں نے اس مسجد میں اٹھارہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کسی نے اس طرح کا فعل کبھی نہیں کیا، (یعنی وہ حضرات پیروں کو چوڑا کر کے کھڑے نہیں ہوتے تھے)

....

(۲)......تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کا کانوں تک اٹھانا

(۱)......عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا اُذُنَیْہِ ۔

(مسلم شریف ص۱۶۸ ج۱، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین ، رقم الحدیث:۳۹۱)

ترجمہ:......حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے ۔

(۲)...... عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : اَنَّہُ رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکَادَ اِبْھَامَاہُ تُحَاذِیْ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ ۔

(نسائی شریف ص۱۰۲ ج۱، باب موضع الابھامین عند الرفع ، کتاب الافتتاح ، رقم الحدیث: ۸۸۳)

ترجمہ:......حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے نماز شروع فرمائی تو دونوں ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو تک پہنچ گئے ۔

(۳)......عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ کَبَّرَ ' ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ اِبْھَامَیْہِ اُذُنَیْہِ ،الخ ۔

(دار قطنی ص۳۰۰ ج۱، باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر ، رقم الحدیث:۱۱۳۵)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر (تحریمہ) کہتے ، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اس قدر اٹھاتے کہ دونوں انگوٹھے کانوں تک ہوتے ۔

(۳)......ہاتھوں کوناف سے نیچے باندھنا

(۱)......عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَهُ عَلٰی شِمَالِهٖ فِی الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۱ ج۳، وضع الیمین علی الشمال ، رقم الحدیث:۳۹۵۹)

ترجمہ:......حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر ناف کے نیچے رکھا۔

(۲)......عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَی الْكَفِّ فِی الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(ابوداؤد، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوۃ ، رقم الحدیث:۷۵۲)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

(۳)......عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه: اَخْذُ الْاَكُفِّ عَلَی الْاَكُفِّ فِی الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(ابوداؤد، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوۃ ، رقم الحدیث:۷۵٦)

ترجمہ:......حضرت ابو وائل رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

....

(۴)......نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا

(۱)......عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ : سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰى جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ۔

(ابوداؤد ص۱۶۸ ج۱، باب من رأى الاستفتاح بسبحانک ، رقم الحديث :۷۷۴)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو پڑھتے: سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰى جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ۔

(۲)......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا اِذَا اسْتَفْتَحْنَا الصَّلٰوةَ اَنْ نَقُوْلَ : سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰى جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ ، وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يُعَلِّمُنَا وَ يَقُوْلُ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهُ۔(مجمع الزوائد ص۲۲۷ ج۲، باب ما يستفتح به الصلوة ، رقم الحديث :۲۶۱۷)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ ہمیں سکھلاتے تھے کہ: جب ہم نماز شروع کریں تو کہیں: ’’سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰى جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ ‘‘۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ہمیں یہی کلمات سکھلاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ: رسول اللہ ﷺ یہی (کلمات ادا) فرماتے تھے۔

خلفاء راشدین، ابن مسعود رضی اللہ عنہم ’’سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ‘‘ پڑھتے تھے

(۳)......عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ : حَدَّثَنِیْ مَنْ اَصْدَقَ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ عُثْمَانَ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا اسْتَفْتَحُوْا قَالُوْا :’’ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ‘‘ قَبْلَ الْقِرَاءَ ۃِ ۔(کنز العمال ، الثنا ، رقم الحدیث :۲۲۰۷۲)

ترجمہ:......ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: مجھے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس کی میں تصدیق کرتا ہوں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہ: یہ اصحاب جب نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: ’’سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ‘‘ قراءت شروع کرنے سے پہلے۔

قرآن کریم سے بھی ثنا کا ثبوت ملتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴾۔

(سورۂ طور، آیت نمبر:۴۸)

ترجمہ:......اور جب تم اٹھتے ہو اس وقت اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اس آیت سے مراد نماز کے شروع میں نمازی کا ’’سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ‘‘ کہنا ہے۔(احکام القرآن للجصاص ص۲۹۶ج۵، اول سورۃ الطور)

....

(۵)......بسم اللہ آہستہ کہنا

(۱)......عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

(مسلم ص۱۷۲ج۱، باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ ، رقم الحدیث:۳۹۹)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی، لیکن ان میں سے کسی کو بھی ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

(۲)......عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُ قَالَ : سَمِعَنِیْ اَبِیْ وَاَنَا فِی الصَّلٰوۃِ اَقُوْلُ :'' بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' فَقَالَ لِیْ : اَیْ بُنَیَّ ! مُحْدَثٌ، اِیَّاکَ وَالْحَدَثَ ، قَالَ : وَلَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اَبْغَضَ اِلَیْہِ الْحَدَثُ فِی الْاِسْلَامِ – یَعْنِیْ مِنْہُ –وَقَالَ : وَقَدْ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ ،فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقُوْلُھَا ، فَلاَ تَقُلْھَا، اِذَا اَنْتَ صَلَّیْتَ فَقُلْ'' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ''۔

(ترمذی، باب ما جاء فی ترک الجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم ، رقم الحدیث:۲۴۴)

ترجمہ:......یعنی عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ: میرے والد صاحب نے نماز میں مجھے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ''پڑھتے ہوئے سنا، تو مجھ سے فرمایا کہ: اے بیٹے! بدعت ہے اور بدعت سے بچو۔ فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ

کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ ان کے نزدیک اسلام میں بدعت ایجاد کرنے سے زیادہ کوئی چیز مبغوض ہو، اور فرمایا کہ: میں نے آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم (سب) کے ساتھ نماز پڑھی ہے، لیکن ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ کہتے ہوئے نہیں سنا، لہٰذا تم بھی نہ کہو۔ جب تم نماز پڑھو تو کہو: ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ‘‘۔

زور سے بسم اللہ پڑھنے پر وعید

(۳)......وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : اَنَّہُ صَلّٰی خَلْفَ اِمَامٍ، فَجَھَرَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : یَا عَبْدَ اللّٰہِ ! اِحْبِسْ عَنَّا نَغْمَتَکَ ھٰذِہٖ ، فَاِنِّیْ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ فَلَمْ اَسْمَعْھُمْ یَجْھَرُوْنَ بِھَا، وَھٰذَا صَحَابِیٌّ ۔(مسند امام اعظم (مترجم) ص۱۷۴، باب لا یجھر ببسم اللہ فی الصلوۃ)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی، امام صاحب نے بسم اللہ آواز سے پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اپنے اس گانے کو بند کر (یعنی زور سے بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے) کیونکہ میں نے آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ حضرات بسم اللہ زور سے نہیں پڑھتے تھے۔ یہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔

....

(۶)......امام کے پیچھے قراءت نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾۔

ترجمہ:......اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو، اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحمت ہو۔ (سورۂ اعراف، آیت نمبر ۲۰۴۔ آسان ترجمہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق مروی ہے کہ: یہ فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۸۸)

(۱)......عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلْیَؤُمُّكُمْ اَحَدُكُمْ ، وَاِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ (مسلم ص ۱۷۴ ج ۱، باب التشهد فی الصلوة ، رقم الحدیث: ۴۰۴)

ترجمہ:......حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے (نماز کا طریقہ) سکھلایا اور فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے ایک امام بنے اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

(۲)......عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ ، فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔

(مسلم ص ۱۷۴ ج ۱، باب التشهد فی الصلوة ،رقم الحدیث: ۴۰۴)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

(۳)......عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : کُلُّ مَنْ کَانَ لَہُ اِمَامٌ ، فَقِرَاءَ تُہُ لَہُ قِرَاءَ ۃٌ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۸۲ ج۳، من کرہ القراء ۃ خلف الامام ، رقم الحدیث:۳۸۲۳)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر وہ شخص جس کا امام ہو(یعنی جس نے امام کی اقتدا کی) تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

سری نماز میں بھی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے

(۴)......عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ قَالَ : صَلَّیالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَہُ '' سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی '' فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ : مَنْ قَرَأَ '' سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی '' ؟ قَالَ رَجُلٌ : اَنَا ، قَالَ : قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ قَدْ خَالَجَنِیْہَا۔

(نسائی ص۱۰۶ ج۱، ترک القراء ۃ خلف الامام فیما لم یجہر فیہ ، رقم الحدیث:۹۱۸)

ترجمہ:......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک صاحب نے آپ کے پیچھے:''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی ''پڑھی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تم میں سے کس نے:''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی ''پڑھی؟ ایک صاحب نے کہا: میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خیال ہوا کہ تم میں سے کوئی مجھے خلجان میں ڈال رہا ہے۔

....

(۷)......آمین آہستہ آواز سے کہنا

(۱)......عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ : غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ' فَقَالَ : آمِيْن، وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ ۔(ترمذی، باب ما جاء فی التأمین ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۴۸)

ترجمہ:......حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے (نماز میں)''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْن''پڑھا تو آپ ﷺ نے آمین کہی، اور آمین کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی آواز کو پست کردیا۔

(۲)......عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَرْبَعٌ يُّخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ : اَلتَّعَوُّذُ ' وَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ' وَ آمِيْنَ ' وَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

(کنز العمال،ص۲۷۴ج۸، آداب المأموم وما یتعلق بها ، رقم الحدیث:۲۲۸۹۳)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: امام چار چیزوں کو آہستہ کہے:(۱): اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ،(۲): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ،(۳): آمین،(۷): اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

(۳)......عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ : كَانَ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ' وَلَا بِالتَّعَوُّذِ ' وَلَا بِالتَّامِيْنِ۔

(طحاوی، باب قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلاۃ ، رقم الحدیث :۱۱۷۳)

ترجمہ:......ابووائل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نہ تو بسم اللہ اور اعوذ باللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے، اور نہ ہی آمین اونچی آواز سے کہتے تھے۔

....

(۸)......ترک رفع یدین

(۱)......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ: اَلاَ اُصَلِّی بِکُمْ صَلاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَصَلّٰی ، فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً۔

(نسائی ص۱۲۰، الرخصة فی ترک ذلک ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۰۵۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی طرح نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھائی اور دونوں ہاتھ نہیں اٹھائے مگر ایک بار۔

(۲)...... عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ یَدَیْهِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِنْ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَایَعُوْدُ۔

(ابوداؤد ص۱۰۹ ج۱، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع ،کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۷۴۹)

ترجمہ:......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے قریب تک اٹھاتے پھر (رفع یدین) نہ فرماتے۔

حضرات خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا رفع یدین نہ کرنا

(۳)......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهقَالَ : صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، وَ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ مَعَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَهُمْ اِلَّا عِنْدَ التَّکْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ۔

(دارقطنی ص۲۹۵ ج۱، باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح ، الخ ، رقم الحدیث:۱۱۲۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، انہوں نے نماز کے شروع میں تکبیر اُولی کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔

(۴)......عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ : -وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ- اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى الَّتِيْ يَفْتَتِحُ بِهَا الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ:......عاصم بن کلیب الجرمی (رحمہ اللہ) سے روایت بیان کی گئی کہ: وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں- جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں سے تھے- کہ: بیشک وہ تکبیر اولی میں رفع یدین کرتے جس سے نماز کا آغاز فرماتے، پھر نماز میں کسی بھی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مؤطا امام محمد (مترجم) ص ۷۷، باب افتتاح الصلوۃ، رقم الحدیث:۱۰۹)

(۵)......عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ : اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۶ ج ۲، من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود، رقم الحدیث:۲۴۵۸)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے، پھر نہیں کرتے تھے۔

(۶)......اَخْبَرَنَا مَالِكٌ ، اَخْبَرَنِيْ نُعَيْمُ الْمُجْمَرُ وَاَبُوْ جَعْفَرِ الْقَارِئُ : اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَكَبَّرَ كُلَّمَا خَفَضَ وَ رَفَعَ ، قَالَ اَبُوْ جَعْفَر : وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ وَيَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ۔ (مؤطا امام محمد ص ۹۰)

ترجمہ:......امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے نعیم بن عبداللہ المجمر اور ابوجعفر القاری

رحمہما اللہ نے بتایا کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھاتے تھے تو ہر اونچ نیچ میں تکبیر کہتے تھے، اور رفع یدین نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت کرتے تھے۔

(مؤطا امام محمد (مترجم، مکتبہ حسان، کراچی) ص۷۵، باب افتتاح الصلوۃ، رقم الحدیث:۱۰۴)

(۷)......عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ ' فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِى التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ۔

(طحاوی ص۲۹۲ ج۱، باب التكبير للركوع والتكبير للسجود والرفع من الركوع هل مع ذلك رفع ام لا ؟، كتاب الصلوة، رقم الحديث:۱۳۲۳)

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نماز میں تکبیر اُولی کے علاوہ کسی وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

(۸)......عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْىٰ قَالَ : صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ عُبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ : فَجَعَلْتُ اَرْفَعُ اَيْدِىْ فِىْ كُلِّ رَفْعٍ وَّ خَفْضٍ، قَالَ يَا ابْنَ اَخِىْ ! رَاَيْتُكَ تَرْفَعُ فِىْ كُلِّ رَفْعٍ وَّ خَفْضٍ، وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِىْ اَوَّلِ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِىْ شَىْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ۔ (بسط اليدين لنيل الفرقدين ص۵۳)

ترجمہ:......محمد بن یحی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے پہلو میں نماز پڑھی، فرماتے ہیں کہ: میں ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرنے لگا، انہوں نے فرمایا: بھتیجے! میں نے تجھے دیکھا ہے کہ تم ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کررہے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہیں کیا۔

(۹)......سجدے سے اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ کا نہ ٹیکنا

(۱)......عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ....نَھٰی اَنْ یَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰی یَدَیْہِ اِذَا نَھَضَ فِی الصَّلٰوۃِ۔

(ابوداؤد ص۱۴۲ ج۱، باب کراھیۃ الاعتماد علی الید فی الصلوۃ ، رقم الحدیث:۹۹۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے نماز میں (دوسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت) دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر اٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

(۲)......عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْہِ قَبْلَ یَدَیْہِ ' وَاِذَا نَھَضَ رَفَعَ یَدَیْہِ قَبْلَ رُکْبَتَیْہِ۔

(ابوداؤد ص۱۲۲ ج۱، باب کیف یضع رکبتیہ قبل یدیہ ؟ رقم الحدیث:۸۳۸)

ترجمہ:......حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سجدے میں تشریف لے جاتے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ،اور جب سجدے سے کھڑے ہوتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے۔

(۳)......عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ ' عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ حَدِیْثَ الصَّلٰوۃِ قَالَ : فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعَتَا رُکْبَتَاہُ اِلَی الْاَرْضِ قَبْلَ اَنْ یَقَعَا کَفَّاہُ،

قَالَ ھَمَّامٌ : وَحَدَّثَنَا شَقِیْقٌ : حَدَّثَنِیْ عَاصِمُ بْنُ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ھٰذَا ، وَفِیْ حَدِیْثِ اَحَدِھِمَا ' وَاَکْبَرُ عِلْمِیْ اَنَّہُ فِیْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَۃَ : وَاِذَا نَھَضَ نَھَضَ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ

وَاعْتَمَدَ عَلٰی فَخِذِہٖ۔

(ابوداؤدص۱۳۲ج۱، باب کیف یضع رکبتیه قبل یدیه ؟ رقم الحدیث:۸۳۹)

ترجمہ:......حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: انہوں نے آپ ﷺ کی نماز کی حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو آپ کے گھٹنے ہتھیلیوں سے پہلے زمین پر لگے۔

حضرت ہمام (رحمہ اللہ راوی حدیث) فرماتے ہیں کہ: ہمیں حضرت شقیق رحمہ اللہ نے اور حضرت شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: مجھے حضرت عاصم بن کلیب رحمہ اللہ نے اپنے والد کے واسطے سے آپ ﷺ سے اسی کے مثل حدیث بیان کی ہے، اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی حدیث میں ہے، اور میرا زیادہ (رجحان اور) علم یہی ہے کہ وہ محمد بن جحادہ کی حدیث ہے کہ: جب آپ ﷺ اٹھے تو گھٹنوں کے بل اٹھے اور اپنی رانوں پر سہارا لیا۔

(۴)......عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قال : اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِی الصَّلٰوۃِ الْمَكْتُوْبَةِ اِذَا نَهَضَ الرَّجُلُ فِی الرَّكْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ اَنْ لَا یَعْتَمِدَ بِیَدَیْهِ عَلَی الْاَرْضِ ، اِلَّا اَنْ یَكُوْنَ شَیْخًا كَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴۳ ج۳، فی الرجل یعتمد علی یدیه فی الصلوۃ، رقم الحدیث:۴۰۲۰)

ترجمہ:......حضرت ابوجحیفہ رحمہ اللہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے فرمایا: فرض نماز میں سنت یہ ہے کہ آدمی پہلی دو رکعتوں میں زمین پر ہاتھ ٹیک کر نہ اٹھے، الا یہ کہ وہ بہت بوڑھا ہو، جس کو اس کے بغیر اٹھنے کی ہمت نہ ہو۔

....

(۱۰)......جلسۂ استراحت

(۱)......عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ یُصَلِّیْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ ، فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ ، فَقَالَ لَهُ : اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ، فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ سَلَّمَ ، فَقَالَ : وَ عَلَیْکَ ، اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ، قَالَ فِی الثَّالِثَةِ : فَاَعْلِمْنِیْ ، قال : اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَکَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَیَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْآنِ ، ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَکَ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ وَ تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّهَا۔

(بخاری ص۹۸۶ج۲، باب اذا حنث ناسیا فی الایمان ، کتاب الایمان والنذور ، رقم الحدیث: ٦٦٦٧)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک آدمی مسجد میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی، اور رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے، وہ آئے اور آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: واپس جاؤ، نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، وہ واپس گئے پھر نماز پڑھی اور واپس آ کر آپ ﷺ کو سلام کیا، تو آپ ﷺ نے وعلیک سے جواب دیا اور فرمایا: واپس جاؤ، اور نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: انہوں نے تیسری مرتبہ (آپ ﷺ کے ارشاد پر) کہا کہ: مجھے نماز کا طریقہ سکھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

جب تم قیام کا ارادہ کرو تو مکمل وضو کرو، پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو، پھر اللہ اکبر کہو، اور قرآن میں سے جو آسانی (سے تمہیں یاد) ہو پڑھو، پھر اطمینان سے رکوع کرو، پھر اپنا سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اعتدال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو حتی کہ اطمینان کے ساتھ سجدہ کرلو، پھر سجدہ سے اٹھو حتی کہ سیدھے ہو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو حتی کہ اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ حتی کہ اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اپنی پوری نماز کو اسی طریقہ سے پڑھو۔

(۲)......عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ،

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ ، يَخْتَارُوْنَ اَنْ يَنْهَضَ الرَّجُلُ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ۔

(ترمذی ص۶۵ ج۱، باب ما جاء كيف النهوض من السجود ، باب منه ايضا ، رقم الحديث : ۲۸۸)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نماز میں دونوں پیروں کی انگلیوں پر زور دے کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہی اہل علم کا عمل ہے، کہ آدمی پیروں کی انگلیوں پر زور دے کر کھڑا ہو جائے، (یعنی بیٹھے نہیں)۔

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے

(۳)......عَنِ الشَّعْبِیِّ : اَنَّ عُمَرَ وَ عَلِيًّا وَاَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَنْهَضُوْنَ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ اَقْدَامِهِمْ۔

ترجمہ:......حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عمرؓ حضرت علی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں اپنے قدموں کے بل کھڑے ہوا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳۰ ج۳، من کان ینهض علی صدور قدمیه ، رقم الحدیث:۴۰۰۴)

عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے

(۴)......عَنِ النُّعُمَانِ بُنِ اَبِیُ عَیَاشٍ قَالَ : اَدُرَکُتُ غَیُرَ وَاحِدٍ مِنُ اَصُحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ ، فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاُسَہُ مِنَ السَّجُدَۃِ فِیُ اَوَّلِ رَکُعَۃٍ وَالثَّالِثَۃِ قَامَ کَمَا ھُوَ وَلَمُ یَجُلِسُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳۲ ج۳، من کان یقول : اذا رفعت رأسک من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ الاولی فلا تقعد ، رقم الحدیث :۴۰۱۱)

ترجمہ:......حضرت نعمان بن ابی عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ کے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے کہ: وہ جب پہلی اور تیسری رکعت کے سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تھے تو ایسے ہی سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے، بیٹھتے نہیں تھے۔

....

(۱۱)......تورک

قعدہ کی دو ہیئتیں ہیں: ایک: افتراش، دوسری: تورک۔

افتراش: ......یعنی بائیں پاؤں کو بچھا کراس پر بیٹھ جانا، اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لینا۔

تورک: ...... کی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بایاں پاؤں اس کے نیچے سے دائیں جانب نکال دے اور سرین پر بیٹھے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ: دونوں پاؤں دائیں جانب نکال دے۔ (درس ترمذی ص۶۰ ج ۲۔ تحفۃ الالمعی ص۸۶ ج ۲)

(۱)......عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ.....وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى، الخ۔ (مسلم ص۱۹۴ ج۱، باب ما يجمع صفة الصلوة الخ ، رقم الحديث:۴۹۸)

ترجمہ: ......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ نماز اللہ اکبر کے ساتھ شروع فرماتے تھے.....اور آپ ﷺ بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں کھڑا رکھتے تھے۔

(۲)......عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ ' قُلْتُ : لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' فَلَمَّا جَلَسَ – يَعْنِيْ لِلتَّشَهُّدِ – اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى – يَعْنِيْ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى – وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ، وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ۔ (ترمذی ص۶۵ ج۱، باب كيف الجلوس فى التّشهد ، رقم الحديث:۲۹۲)

ترجمہ: ......حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے (اپنے جی میں) کہا کہ: میں آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے ضرور دیکھوں گا (میں

نے دیکھا کہ) جب تشہد میں بیٹھے تو آپ ﷺ نے بایاں پاؤں بچھا کر اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھ لیا اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اہل علم کی اکثریت کا اسی پر عمل ہے۔

(٣)......عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : (اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَعْرَابِيْ :)......: اِذَا سَجَدْتَّ فَمَكِّنْ لِسُجُوْدِكَ ' فَاِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى۔ (سنن کبری بیہقی ص٥٢٣ ج٢، باب تعيين القراءة المطلقة فيما روينا بالفاتحة ، رقم الحديث:٣٩٤٩)

ترجمہ:......حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:(آپ ﷺ نے اعرابی سے فرمایا کہ:)...... جب تم سجدہ کرو تو اچھی طرح سجدہ کرو اور جب (تشہد سے) اٹھو تو اپنے بائیں ران (پاؤں) پر بیٹھو۔

(٤)......عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْاِقْعَاءِ وَالتَّوَرُّكِ فِي الصَّلٰوةِ۔

(سنن کبری بیہقی ص١٧٣ ج٢، باب الاقعاء المكروه فى الصلوة ، رقم الحديث:٢٧٤٠)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے نماز میں اقعاء اور تورک سے منع فرمایا ہے۔

(٥)......عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْاِقْعَاءِ وَالتَّوَرُّكِ ، الخ۔

(مجمع الزوائد ص١٩٦ ج٢، باب الاقعاء والتورك فى الصلاة ، رقم الحديث:٢٤٦٨)

ترجمہ:......حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے نماز میں تورک اور

اقعاء سے منع فرمایا ہے۔

(۶)......عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہُ اَخْبَرَہُ : اَنَّہُ کَانَ یَرٰی عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَتَرَبَّعُ فِی الصَّلٰوۃِ اِذَا جَلَسَ، فَفَعَلْتُہُ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ حَدِیْثُ السِّنِّ ، فَنَھَانِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ، وَقَالَ : اِنَّمَا سُنَّۃُ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی وَتَثْنِیَ الْیُسْرٰی ، فَقُلْتُ: اِنَّکَ تَفْعَلُ ذٰلِکَ ؟ فَقَالَ : اِنَّ رِجْلَیَّ لَا تَحْمِلاَنِیْ۔

(بخاری ص۱۱۴ ج۱، باب سنة الجلوس فی التّشهّد ، رقم الحدیث:۸۲۷)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ: وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھتے تھے کہ جب آپ (قعدہ میں) بیٹھتے تو چوکڑی مار کر بیٹھتے (فرماتے ہیں کہ:) میں ابھی بالکل نوعمر تھا، میں بھی ایسا کرنے لگا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس سے روکا، اور فرمایا کہ: نماز میں سنت یہ ہے کہ (بیٹھنے میں) دایاں پاؤں کھڑا رکھو اور بایاں پاؤں پھیلا دو، میں نے کہا کہ: آپ تو اس طرح کرتے ہیں (یعنی چوکڑی مارتے ہیں) آپ نے فرمایا: میرے پاؤں میرا بار نہیں اٹھا سکتے۔

(۷)......عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ– وَھُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ– عَنْ اَبِیْہِ قَالَ : مِنْ سُنَّۃِ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْیُمْنٰی وَاسْتِقْبَالُہُ بِاَصَابِعِھَا الْقِبْلَۃَ وَ الْجُلُوْسُ عَلَی الْیُسْرٰی ۔(نسائی ص۱۳۰ ج۱، باب الاستقبال باطراف اصابع القدم القبلة عند القعود للتشهد ، رقم الحدیث:۱۱۵۹)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے فرمایا: نماز کی سنت میں سے ہے کہ (تشہد میں) دایاں پاؤں کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ رکھی جائیں اور بائیں پاؤں پر بیٹھا جائے۔

(۱۲)......تشہد میں انگلی کو حرکت نہ دینا

(۱)......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيْرُ بِاِصْبَعِهِ اِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا۔

(ابوداؤد (مع بذل) ص ۵۴۷ ج ۴، باب الاشارة فی التّشهّد ، رقم الحديث:۹۸۹۔

نسائی، باب بسط اليسرى على الركبة ، رقم الحديث:۱۲۷۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ اپنی انگلی مبارک سے اشارہ کرتے تھے، اور اس کو حرکت نہیں دیتے تھے۔

(۲)......عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبِ الْجَرَمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ –رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ، وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ وَ بَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ : يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔ (ترمذی ص ۱۹۹ ج ۲، ابواب الدعوات ، رقم الحديث:۳۵۸۷)

ترجمہ:......حضرت عاصم کلیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت شہاب بن مجنون جرمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اور آپ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر، اور دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا ہوا تھا، اور انگلیاں بند رکھی تھیں، اور شہادت کی انگلی پھیلا رکھی تھی، (یعنی آپ ﷺ قعدہ میں بیٹھے ہوئے تھے) اور یہ دعا پڑھ رہے تھے: ''اے دلوں کو پھیرنے والی ذات میرا دل اپنے دین پر ثابت قدم فرما''۔

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ: آپ ﷺ نے انگلی مبارک کو نماز کے آخر تک پھیلا رکھا تھا، اس حدیث میں انگلی مبارک کو ہلانے کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۳)......فرض نماز کے بعد کی دعا

فرض نماز کے بعد دعا کی قبولیت واہمیت

قرآن پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴾۔(سورۂ الم نشرح)

ترجمہ:......لہذا جب تم فارغ ہوجاؤ تو (عبادت میں) اپنے کو تھکاؤ۔(آسان ترجمہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت قتادہ، حضرت ضحاک، حضرت مقاتل رحمہم اللہ نے اس آیت کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ: جب فرض نماز یا مطلق نماز سے فارغ ہو تو دعا کرو اور اللہ تعالی سے مانگنے کی طرف راغب ہو۔(تفسیر مظہری، سورۂ الم نشرح)

(۱)......عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قِیْلَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ ؟ قَالَ : جَوْفُ اللَّیْلِ الْآخِرُ وَ دُبُرَ الصَّلٰوتِ الْمَکْتُوْبَاتِ۔

(ترمذی ص۱۸۷ج۲، کتاب الدعوات ،رقم الحدیث:۳۴۹۹)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو رات کے آخری حصہ میں، اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جائے۔

نماز کے بعد دعا نہ کرنے پر وعید

(۲)......عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلصَّلٰوةُ مَثْنٰی مَثْنٰی ، تَشَهُّدٌ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ ، وَتَخَشُّعٌ وَ تَضَرُّعٌ وَتَمَسْکُنٌ وَ تُقْنِعُ یَدَیْکَ یَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰی رَبِّکَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَکَ وَ تَقُوْلُ یَا رَبِّ ! یَارَبِّ ! وَمَنْ لَمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ فَهُوَ کَذَا

وَ کَذَا۔

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی : وَقَالَ غَیْرُ ابْنِ الْمُبَارَکِ فِی ھٰذَا الحدیث :'' مَنْ لَمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ فَھِیَ خِدَاجٌ ''۔(ترمذی ص۸۷ج۱، باب ما جاء فی التخشع فی الصلاۃ ، رقم الحدیث:۳۸۵)

ترجمہ:......حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز دو دو رکعتیں ہیں، ہر دو رکعت کے بعد التحیات (قعدہ) ہے، اور (نماز، خشوع، خضوع اور تمسکن (ڈرنا، عاجزی کرنا، مسکینی ظاہر کرنا) ہے، اور اٹھائے تو اپنے دونوں ہاتھ۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: مطلب یہ ہے کہ تو اپنے پروردگار کے حضور میں اس طرح سے ہاتھ اٹھا کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں تیرے چہرے کی طرف ہوں، دعا کرے اور کہے: یا رب! یا رب! جس نے ایسا نہیں کیا، وہ ایسا اور ایسا ہے، یعنی اس کی نماز ناقص ہے۔

آپ ﷺ کا فرض نماز کے بعد دعا فرمانا

(۳)......عَنِ الْمُغِیْرَۃِ ابْنِ شُعْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ دُبُرَ صَلَاتِہٖ۔

(اخرجہ البخاری فی التاریخ الکبیر ۳/۲:۸۰، استحباب الدعاء بعد الفرائض ص۹۹)

ترجمہ:......حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نماز کے بعد دعا فرمایا کرتے تھے۔

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا

(۴)......عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُقَالَ : صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَی الْقَوْمِ فَقَالَ : اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا

وَبَارِکْ لَنَا فِی مُدِّنَا وَصَاعِنَا۔

(طبرانی،سمہودی ص ۱/ ۳۷، رجاله ثقات ، استحباب الدعاء بعد الفرائض ص ۹۸)

ترجمہ:......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی پھر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ دعا مانگی: اے اللہ! ہمارے شہر میں برکت عطا فرما اور ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔

ضروری تشریح:......اس روایت میں جمع کا صیغہ ارشاد فرمایا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سب مقتدیوں نے بھی آپ کے ساتھ دعا مانگی، فلیتدبر۔

(۵)......ذَکَرَ اِبْنُ الْکَثِیْرِ فِیْ قِصَّةِ عَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِیّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَنُوْدِیَ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ، فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ جَثَا عَلٰی رُکْبَتَیْهِ وَجَثَا النَّاسُ، وَنَصَبَ فِی الدُّعَاءِ وَرَفَعَ یَدَیْهِ، وَفَعَلَ النَّاسُ مِثْلَهُ، الخ۔(البدایۃ والنہایۃ ص ۳۲۸ ج ۶)

ترجمہ:......حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ذکر کیا ہے کہ: جب صبح صادق ہوگئی تو فجر کی نماز کے لئے اذان دی گئی تو آپ نے لوگوں (یعنی صحابہ و تابعین) کو نماز پڑھائی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ اور لوگ دوزانو بیٹھ گئے، آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے، لوگوں نے بھی آپ ہی کی طرح کیا،

امام صرف اپنے لئے دعا نہ کرے

ایک حدیث شریف میں ہے کہ: امام کو چاہئے کہ مخصوص اپنے لئے دعا نہ کرے، بلکہ مقتدیوں کو بھی اپنی دعا میں شامل کرلیا کرے:

(۶)......عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قال : لَا

يَحِلُّ لِامْرِىءٍ اَن يَّنْظُرَ فِيْ جَوْفِ بَيْتِ امْرِئٍ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ ، فَاِنْ نَظَرَ فَقَدْ دَخَلَ ، وَلا يَؤُمُّ قَوْمًا فَيَخُصُّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُوْنَهُمْ ، فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ ، وَلا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ حَقِنٌ۔

(ترمذی ص۸۲ ج۱، باب ماجاء فی کراھیة ان یخص الامام نفسه بالدعاء ، رقم الحدیث:۳۵۷)

ترجمہ:......حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے اجازت لینے سے پہلے اس کے گھر میں جھانکنا حلال نہیں، اگر اس نے دیکھ لیا تو گویا وہ اس میں داخل ہوگیا۔ اور کوئی شخص کسی کی امامت کرتے ہوئے ان لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لئے دعا کو مخصوص نہ کرے، اور اگر کسی نے ایسا کیا تو اس نے ان سے خیانت کی۔ اور نماز میں تقاضہ حاجت (پیشاب' پاخانہ) کو روک کر کھڑا نہ ہو۔

نماز کے بعد دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا

(۷)...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنِ يَحىَ الْاَسْلَمِيُّ قَالَ : رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ قَبْلَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَا تِهِ ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ لَهُ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهِ۔

(طبرانی ص۱۲۹ ج۱۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رجالہ ثقات، استحباب الدعاء بعد الفرائض ص۱۰۳)

ترجمہ:......حضرت محمد بن یحی اسلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا ہے، جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو اس سے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ جب تک نماز سے فارغ نہ ہوجاتے تھے دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا

''احسن الفتاوی'' کا ایک تفصیلی فتوی

اور اس پر

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ کا تبصرہ

جمع وترتیب وپیش لفظ

مرغوب احمد لاجپوری

پیش لفظ

باسمہ تعالی

سجدہ کی حالت میں ایڑیوں کا ملانا

قال المرتب: شامی میں ہے:

(قوله ویسن ان یلصق کعبیه)قال السید ابو السعود وکذا فی السجود ایضا۔

(شامی ص۱۹۶ ج۲، کتاب الصلوۃ ، مطلب : قراء ۃ البسملة بین الفاتحة)

''اعلاء السنن'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

((فقدت رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان معی علی فراشی فوجدته ساجدا راصا عقیبیه))

میں نے ایک رات آپ ﷺ کو نہیں پایا حالانکہ آپ ﷺ میرے ساتھ ہی میرے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، پس میں نے آپ ﷺ کو حالت سجدہ میں پایا اس طرح کہ پاؤں کی ایڑیاں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے ملی ہوئی تھیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

واما سنیة الصاق الکعبین فی السجود فیدل علیه حدیث عائشة ؓ ....وفیه " فوجدته ساجدا راصا عقیبیه " ای ملصقا احدهما بالاخر۔

(اعلاء السنن ص۴۲ ج۳، باب طریق السجود)

حضرت مولانا احمد نقشبندی رحمہ اللہ کا ایک واقعہ

حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب متبحر اہل حدیث عالم تھے۔ ان کا ایک کتب خانہ

بھی تھا۔ ہمیشہ تقوی اور اعتدال کی راہ پر گامزن رہتے۔ حضرت (مولانا احمد خان رحمہ اللہ) کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ تشریف لائے اور چار پانچ روزہ قیام کے دوران اپنا تعارف تک نہ کروایا۔ رخصت ہوتے وقت اتنا کہا کہ: آپ کا باطنی معاملہ جو اللہ تعالی کے ساتھ ہے اسے تو آپ ہی بہتر جانتے ہوں گے۔ میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ نماز اور اس کے واجبات کی ادائیگی میں آپ کا عمل کامل طور پر سنت مطہرہ کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی ذات مجدد کی حیثیت رکھتی ہے، البتہ آپ کا سجدے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا کتب احادیث سے ثابت نہیں۔ حضرت نے فوراً ''بیہـــقـــی'' منگوا کر درج ذیل حدیث پیش کی جس سے وہ مطمئن ہو گئے:

((عن عروة بـن الـزبير رضى الله عنهما يقول: قالت عائشة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وسلم :فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان معى على فـراشى فوجدته ساجدا راصا عقيبيه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة ' فسمعته يقول: اعـوذ بـرضاک من سخطک وعفوک من عقوبتک وبک منک اثنى عليک لا ابلغ كل ما فيک)) الى آخر الحديث۔

(السنن الكبرى للبيهقى ص۱۱٦ ج۲، باب ما جاء فى ضم العقبين فى السجود)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے (ایک رات) بستر پر رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا، حالانکہ آپ ﷺ میرے پاس ہی لیٹے ہوئے تھے پس میں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ ﷺ سجدے میں تھے اور آپ ﷺ کے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ایک دوسری کے ساتھ مضبوطی سے ملی ہوئی تھیں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب تھا، پس میں نے

سنا کہ آپ ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے، (اے اللہ!) میں تیری ناراضگی سے رضا کی، تیرے عذاب سے تیرے عفو کی اور تجھ سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ تیری حمد وثنا کرتا ہوں اور تیرے اوصاف کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ آخر حدیث تک۔ (بیس مردان حق ص ۵۳۵ ج ۱)

یہ سنت عام طور پر متروک ہے، بہت کم اس پر عمل کرتے دیکھا گیا۔ میرے استاذ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ نے ایک رسالہ میں اس کو شائع فرما کر زندہ کرنے کی کوشش کی تو بعض حضرات نے اس کے خلاف ''احسن الفتاوی'' (ص ۴۹ تا ۵۰ ج ۳) کا فتوی پیش کیا۔ موصوف مدظلہ نے اس پر تبصرہ تحریر فرمایا، جو یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ مرغوب

احسن الفتاوی کا جواب

س:......مرد سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کے ٹخنے آپس میں ملا کر رکھیں یا علیحدہ؟ ''عرف الشذی'' میں ٹخنے ملانے کی روایت ہے:

''وفی صحیح ابن حبان عن عائشةؓ الرص بین العقبین فی السجدة ای ضمها واکثر الناس عن هذا غافلون''۔ اس کے بارے میں اپنی تحقیق تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم ملهم الصواب:...... ''اعلاء السنن'' میں سوال میں مذکور حدیث کے بعد'' تفاجج بین القدمین'' کی حدیث بھی منقول ہے:

((عن عائشة رضی الله عنها فی حدیث اوله فقدت رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان معی علی فراشی فوجدته ساجدا راصا عقیبیه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة))، رواه ابن حبان فی صحیحه باسناد حسن۔ (التلخیص الحبیر ص ۹۸ ج ۱)

وللنسائی وقد سکت عنه وهو ساجد وقدما منسوبان ۔الحدیث۔ (نسائی ص ۱۶۶ ج ۱)

عن البراء رضی اللہ عنہ کان صلی اللہ علیہ وسلم اذا رکع بسط ظهره واذا سجد وجه اصابعه قبل القبلة فتفاج (یعنی وسع بین رجلیه)رواه البیهقی.قلت احتج به الحافظ بن حجر بعد ما ضعف روایة الدار قطنی عن عائشة رضی الله عنها وسکت عنه فهو حسن او صحیح عنده۔(اعلاءالسنن ص۴۲ ج۳،باب طریق السجود)

بصورت تعارض اولاً تطبیق پھر ترجیح کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

تطبیق:......حدیث اول میں رصّ بین العقبین تقریب پر محمول ہے، کما حمل علیه العلامة الطحاوی رحمه الله حدیث ضم الکفین فی الدعاء۔

خود اسی حدیث میں حمل علی التقریب پر دو قرائن بھی ہیں: ایک استقبال الاصابع القبلۃ، دوسرا نصب القدمین۔ یہ دونوں سنتیں رص بین العقبین کی صورت میں علی وجہ الکمال ادا نہیں ہوسکتیں۔مزید بریں اس میں بلاضرورت پاؤں کو حرکت دینے کی قباحت بھی ہے۔

ترجیح:......حدیث ثانی مردوں کے لئے رکوع وسجود میں سنت تجافی کے مطابق ہے۔وکفی به مرجحا وبهذا رجح الامام الطحاوی رحمه الله حدیث وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع علی حدیث التطبیق ۔نیز نماز میں امر خشوع سے بھی اسی کی ترجیح ثابت ہوتی ہے، کیونکہ بلاضرورت حرکت خشوع کے منافی ہے۔قال صلی الله علیه وسلم :فی مصل یعبث بلحیته لو خشع قلبه یسکن جوارحه۔

یہ بحث تبرعاً لکھدی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفۂ مقلد نہیں۔فقہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔شامیہ میں صرف ابوالسعو د رحمہ اللہ سے نقل کر کے صحت نقل میں کلام فرمایا ہے اور''سعایہ'' میں رکوع وسجود میں الصاق الکعبین پر مفصل ومدلل تردید فرمائی ہے۔''احسن الفتاوی''میں رکوع میں ٹخنے ملانے کی بحث میں ''سعایہ'' کی تحقیق منقول ہے۔(۳/۵۰)

سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا

احسن الفتاوی'' کے جواب پر تبصرہ

از: حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ

الجواب : والله هو الموفق للصواب

((عن عائشة رضى الله عنها قالت فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان معى على فراشى فوجدته ساجدا راصا عقيبيه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة))۔

(التلخيص ص۲۵٦ ج۱۔صحیح ابن خزیمة ص۳۲۸ ج۱)

''صحیح ابن حبان'' کی جس روایت کا ذکر''العرف الشذی''اور''تلخیص الحبیر'' میں ہے وہ''صحیح ابن حبان''میں بھی انہی لفظوں کے ساتھ مذکور ہے۔''ابن خزیمہ'' نے اس حدیث کو''باب ضم العقبين فى السجود'' کے تحت ذکر کیا ہے۔میں نے وہیں سے اس کو نقل کیا ہے۔ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ نے بھی اس سنت کی طرف توجہ دلائی ہے۔فالحمد لله على ذلک۔

اس حدیث کے خلاف کوئی صریح حدیث نہیں ہے،اس لئے ہمارے خیال میں ضم عقبین کے ظاہر ہی پر عمل کرنا چاہئے،کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔فقہ کی کتابوں میں اس کا ذکر نہ ہونا عمل سے روکنے یا تاویل کرنے کے لئے کافی نہیں۔

''اعلاء السنن''میں ہے:

''واما سنية الصاق الكعبين فى السجود فيدل عليه حديث عائشة رضى الله عنها۔(اعلاء السنن ص۳۲ ج۳، باب طريق السجود)

دیکھئے! حضرت مولانا ظفر احمد صاحب رحمہ اللہ نے اس کی کوئی تاویل نہیں کی، بلکہ شامی سے مفتی ابوالسعود کا قول نقل کیا: ''والصاق كعبيه في السجود سنة'' اھ۔

(شامی ۱۹۶ ج ۲)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ نے حدیث میں لفظ ''فتفاجَّ'' کو (جس کی تفسیر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''وسّع بين رجليه'' سے کی ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معارض سمجھا۔ یہ سمجھنا ہمارے خیال میں صحیح نہیں۔

(۱)......اولا تو اس لئے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ''تلخيص'' میں ''تفريج بين الركبتين'' کی دلیل میں پیش کیا ہے، جیسے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ''اذا سجد فرج بين فخذيه'' کا لفظ ہے اور ضم فخذین کا مسئلہ ضم عقبین سے الگ ہے، یہ دونوں دو مسئلے ہیں۔ ''ابن خزيمه'' نے دونوں کے لئے الگ الگ باب قائم کیا ہے اور دونوں میں الگ الگ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

(۲)......ثانیا حافظ رحمہ اللہ نے جو معنی لئے ہیں وہ متعین نہیں، بلکہ ''فتفاج'' جو ''فجّ'' سے ہے، جس کے معنی کشادگی کا ہے وہ ''تجافی'' کے قریب قریب ہے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت ''بيهقي'' نے ذکر کی ہے، جس میں ''جنح'' کا لفظ ہے اس کا مطلب خود بیہقی نے شیخ ابوزکریا العنبری رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے:

''جنح الرجل في صلوته اذا مد ضبعيه و تجافى في الركوع والسجود'' ۔

اسی صفحہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ان الفاظ سے پیش کی ہے:

''اذا سجد تجافى حتى يرى بياض ابطيه'' اھ۔

(سنن کبری ص ۱۱۵ ج ۲، باب يجافي مرفقيه عن جنبيه)

یہ مضمون بہت سی حدیثوں میں آیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ کھل کر سجدہ کرتے تھے کہ بغل کھلی رکھتے اور پیٹ پر ران کو نہ رکھتے، نیز حافظ رحمہ اللہ نے ''تلخیص'' میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ایک اور لفظ نقل کیا ہے:

''کان اذا سجد بسط کفیه و رفع عجینته''، پھر لکھا ہے کہ:

''رواه ابن خزیمه والنسائی وغیرهما بلفظ اذا سجد جحنی یقال جنح الرجل فی صلوته اذا مد ضبیعیه''

ان سب الفاظ سے بھی یہی ظاہر ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سجدہ نبوی کی جو مشہور کیفیت ہے اس کو بیان کر رہے ہیں، یعنی بغل کو کھلا رکھنا اور پیٹ اور رانوں کو جدا رکھنا، اس مطلب کی رو سے اس کا ضم عقبین سے کوئی تعارض نہیں۔

اسی طرح ابو حمید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ''فرج بین فخذیه'' کا مطلب ''بذل المجهود'' میں یہی بیان کیا ہے کہ ''باعد بین فخذیه و بطنه'' اور آگے روایت میں یہ جو لفظ ہے ''غیر حامل بطنه علی شئی من فخذیه'' اس کو اس کی تاکید بتایا، پھر اس مطلب کی تائید ابن نجیم صاحب بحر رحمہ اللہ کے قول سے پیش کی۔ (دیکھئے! بذل المجهود ص۸۶ ج۲)

لطف یہ ہے کہ ''بیهقی'' نے بھی ''سنن کبری'' میں ''تفریج بین الرکبتین'' کا باب قائم کیا، لیکن اس کے ذیل میں صرف ابو حمید رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی، تفریج کے اثبات کے لئے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر نہیں کی، جس سے معلوم ہوا کہ ''فتفاجّ'' کا مطلب ''بیهقی'' نے وہ نہیں لیا جو حافظ رحمہ اللہ نے لیا، بلکہ دوسرا مطلب لیا۔ (سنن کبری ص۱۱۵ ج۲)

تطبیق کی ضرورت ہے نہ ترجیح کی، اس لئے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا یہ فعل بلا

ضرورت ہے۔

ضم فخذین

رہا مسئلہ ضم فخذین کا جو ''ابن خزیمہ'' اور ''ابوداؤد'' میں ''ولیضم فخذیه'' کے لفظ سے مروی ہے، تو اس کے معارضہ میں حدیث ابوحمید ''فرج بین فخذیه'' وہ لوگ پیش کریں گے جو یہ مطلب لیتے ہیں کہ دونوں رانوں کو آپس میں ملاتے نہیں تھے۔ ''بیھقی'' اور ''شوکانی'' نے بھی یہی معنی لئے ہیں۔

(دیکھئے! سنن کبری ص ١١۵ ج ٢، وبذل المجھود ص ٨٦ ج ٢)

اور حافظ رحمہ اللہ نے ''فتفاج'' سے جو سمجھا وہ بھی اس کے معارض ہوگا، اس مسئلہ میں تطبیق یا ترجیح دی جائے تو ان دونوں حدیثوں کے ایک معنی کے لحاظ سے بظاہر تعارض ہونے کی وجہ سے معقول ہوگا، چنانچہ ''بیھقی'' نے ''سنن کبری'' میں تفریج کو ترجیح دی ہے اور اس کو نماز کی ہیئت سے زیادہ مشابہ قرار دیا ہے اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ نے ''بذل'' میں ''بین فخذیه'' کا وہ معنی لینا چاہا ہے جو اوپر مذکور ہوا، جس کی رو سے تعارض ہی نہیں رہتا اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے دونوں میں تطبیق دے کر تقریب کا معنی لیا ہے۔ (دیکھئے! اعلاء السنن ص ٣٢ ج ٣، باب طریق السجود)

میرا بھی اسی طرف رجحان ہے، اسی پر عمل بھی ہے، اس لئے کہ دونوں رانوں کو بالکل ملانا مشکل ہے۔

تنبیہ:...... مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے 'سعایہ' میں اصالۃً رکوع میں الصاق کعبین کی تردید فرمائی ہے اور ہم اس میں ان کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں۔ ضمنا سجدہ میں الصاق کی تردید بھی ہوگئی ہے یہ صحیح ہے، لیکن اس کی وجہ غالبا یہ ہے کہ ضم عقبین کی حدیث حضرت

مولانا رحمہ اللہ کی نظر میں نہیں ہے،اسی لئے الصاق کعبین فی الرکوع کی تردید میں شیخ ابوالحسن سندھی کا کلام نقل کیا ہے:''ولم یرد فی السنة علی ما وقفنا علیه''۔

(سعایہ ص۱۸۱ج۲)

اورخود مولانا رحمہ اللہ نے سجدہ کے بیان کے وقت اس مسئلہ سے تعرض نہیں کیا۔ہاں سجدہ کے بیان میں ضم فخذین کوسنت بتایااور''ابوداؤد'' کی حدیث کا حوالہ دیا'' ولیضم فخذیه''۔(دیکھئے!سعایہ ص۱۹۷ج۲)

باوجودیکہ اس سنت کوبھی ہمارے فقہاء نے ذکرنہیں کیااورحضرت مولانارحمہ اللہ نے اس لفظ ضم کی کوئی تاویل بھی نہیں کی،اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ کوئی سنت حدیث معتبر سے ثابت ہوتی ہوتو اس پرعمل کریں گے،یہ کہہ کراسے چھوڑ نہیں دیں گے کہ ہماری فقہ کی کتابوں میں اس کا ذکرنہیں،اسی لئے علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ جن کی نظر حدیث وفقہ پربہت وسیع اورعمیق ہے ضم عقبین کی سنت کی طرف توجہ دلارہے ہیں۔

اسی طرح کوئی عمل فقہ کی کتابوں میں سنت بتایا گیا،لیکن حدیث میں اس کا ذکرکہیں نہیں ملاتواس کوسنت نہیں سمجھیں گے،جیساکہ'' الصاق کعبین فی الرکوع'' کےساتھ ہمارے اکابر نے کیا،باوجودیکہ اس کو''کبیری شرح منیة المصلی ''اور''درمختار''میں سنت بتایا، لیکن ہمارے محققین نے اس کے سنت نہ ہونے کوترجیح دی،جیساکہ''سعایہ'' سے ظاہر ہے۔(سعایہ ص۱۸۲ج۲)

اگرضم عقبین کی حدیث ان کےسامنے ہوتی توکبھی وہ اس کی تردید نہ فرماتے،واللہ اعلم۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی چند باتوں کا جواب

قولہ:......''رص بین العقبین '' کوتقریب پرمحمول کریں گے،جیساکہ''طحطاوی'' نے

"ضم الكفين فی الدعاء" کوتقریب پرمحمول کیا۔(احسن الفتاوی ص۴۹ ج۳)

جواب:......رص اورضم میں لغۃً فرق ہے۔﴿کانهم بنيان مرصوص﴾ سے ظاہر ہے کہ رص بالکل ایک دوسرے سے مل جانے کو کہتے ہیں، برخلاف ضم کے کہ وہ قریب پر بھی بولا جاتا ہے۔

قولہ:......استقبال قبلہ اور نصب القدمین ، یہ دونوں رص کے ساتھ علی وجہ الکمال نہیں ہو سکتے۔(معنیً)

جواب:...... یہ نص حدیث کے خلاف ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رص اور استقبال قبلہ دونوں بول رہی ہیں، جو کچھ حضرت ﷺ نے کیا وہی ہمارے لئے سنت ہے۔

ہم نے عملاً کر کے دیکھ لیا ہے کہ یہ تینوں کام مکمل ہو سکتے ہیں،من شاء فلينظرنا۔اس وقت دونوں پاؤں قریب کر لئے جائیں گے۔

قولہ:......اس میں بلاضرورت پاؤں کوحرکت دینے کی قباحت بھی ہے۔

جواب:...... بلاضرورت نہیں سنت کی ادائیگی کے لئے ہے،جیسے ہاتھ کی انگلیوں کوسجدہ میں ملانا سنت ہے، باوجودیکہ رکوع میں پھیلانا سنت تھا،اس میں حرکت کوکون منع کرتا ہے؟ وتر میں قنوت سے پہلے احناف رفع یدین کی حرکت کرتے ہیں۔عیدین میں کرتے ہیں۔بین السجدتین بائیں پاؤں کو پھیلا کر اس پر بیٹھتے ہیں، کیوں نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پر کرتے ،جس میں عقبین پر بیٹھنا آیا ہے،اس میں حرکت نہیں ہوگی۔

اور جیسا کہ شہادت کی انگلی شہادت کے وقت اٹھانا۔بعض لوگوں نے مفتی صاحب مدظلہ والی علت کی وجہ سے اس اشارہ سے انکار کیا تو محققین نے حدیث پیش کر کے تردید کی۔فتدبر و كن على بصيرة۔

اصل میں یہ سب بناء فاسد علی الفاسد ہے۔تعارض سمجھ کر ایسا فرمار ہے ہیں وھوممنوع۔

قولہ:......حدیث ثانی سنت تجافی کے مطابق ہے۔

جواب:......حدیث ثانی کا حال معلوم ہو چکا ہے کہ اس میں جو سنت تجافی بیان ہوتی ہے وہ ضم عقبین کے ساتھ حاصل ہے اور اگر حافظ کا مطلب لیجئے یعنی تفریج بین الرکبتین او الفخذین تو یہ بھی ضم عقبین کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اس مسئلہ میں نہ تطبیق کی ضرورت ہے نہ ترجیح کی،اس لئے کہ روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

علامہ انورشاہ صاحب کشمیری اور حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی اور مفتی ابوالسعود صاحب رحمہم اللہ کے فرمانے کے مطابق اس سنت پر عمل کرنا چاہئے۔

البتہ ضم فخذین کے مسئلہ میں من وجہٍ دلائل میں ظاہری تعارض اور فی نفسہ حقیقی ضم مشکل ہونے کی وجہ سے تقریب پر عمل کریں گے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب۔(علمی مکتوبات)

فضل الرحمٰن اعظمی

۲/ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ،مطابق:۲/مئی ۱۹۹۵ء

منگل

فرض کی جگہ اور مسجد میں سنن ونوافل پڑھنا

اس رسالہ میں ان دومسئلوں کو وضاحت اور تفصیل سے لکھا گیا ہے کہ سنن ونوافل کا مسجد میں ادا کرنا جائز ہے، اور احادیث سے ثابت ہے، اوراس غفلت کے دور میں بہتر ہے کہ نماز کی قبلیہ وبعدیہ سنن ونوافل مسجد میں ادا کی جائیں۔اسی طرح فرض کی جگہ نوافل پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا نوافل فرض کی جگہ سے ہٹ کر ہی پڑھنے چاہئے؟ یا اس جگہ بھی پڑھ سکتے ہیں؟۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین ، اما بعد

نماز کے پہلے اور بعد کی سنن ونوافل مسجد میں پڑھی جائیں یا گھر میں؟ بعض حضرات نے کرونا کی وجہ سے مساجد پر پابندی کے سلسلے میں یہاں تک لکھ دیا کہ نوافل تو مسجد میں ہیں ہی نہیں ، ان کے لئے حکم ہے کہ گھر میں ہی پڑھے جائیں۔ اس لئے اس مسئلہ کی صراحت کرنی پڑی کہ یہ نظریہ درست نہیں کہ سنن ونوافل صرف گھر میں پڑھنے کا حکم ہے اور مسجد میں پڑھنے ہی نہیں چاہئے۔ مسجد میں بھی سنن ونوافل پڑھنا آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بکثرت روایات میں ثابت ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے، اور اس پر عمل بھی اس طرح کیا جا رہا ہے کہ گویا یہ بھی کوئی وجوبی حکم ہے، وہ یہ کہ جس جگہ فرض نماز پڑھی گئی ہے وہاں قطعا سنت ونوافل نہیں پڑھنی چاہئے ، بلکہ وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ ہی پڑھنا چاہئے ، چاہے اس کے لئے مسبوق سے آگے سے گذرنا پڑے، حالانکہ نمازی سے آگے سے گذرنا گناہ ہے، اور فرض کی جگہ سے ہٹ کر سنن ونوافل پڑھنا مستحب ہے، اور مستحب کی ادائیگی کی خاطر گناہ کا ارتکاب جائز نہیں۔

اس مختصر رسالہ میں ان دو مسئلوں پر تفصیل سے لکھا گیا ہے، فقہاء کی تصریح کے ساتھ احادیث اور آثار بھی جمع کئے گئے ہیں کہ اب مقلد کا ذہن بھی صرف فقہی جزئیہ پر مطمئن نہیں ہوتا جب تک کہ حدیث یا اثر کا حوالہ نہ ہو۔

اللہ تعالی اس کاوش کو قبولیت عطا فرمائے اور ذریعہ نجات وذخیرۂ آخرت بنائے، آمین

مرغوب احمد لاجپوری

۱۴/ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق: ۶/ جولائی ۲۰۲۰ء، پیر

نو(۹): نمازوں کے علاوہ دوسرے نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے

مسئلہ:......سنتیں خواہ فرضوں سے پہلے کی ہوں یا بعد کی اور نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے، سوائے ان نو(۹) نمازوں کے:

(۱)......نماز تراویح، کیونکہ یہ جماعت سے پڑھی جاتی ہے، اور جماعت کا محل مسجد ہے۔

(۲)......تحیۃ المسجد۔

(۳)......واپسیٔ سفر کے دو نفل۔

(۴)......احرام کی دو رکعتیں، جبکہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو۔

(۵)......طواف کی دو رکعتیں جو کہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھی جاتی ہیں۔(یہ واجب لغیرہ ہیں، یعنی دراصل نفل ہیں اور ان کا وجوب عارضی ہے)۔

(۶)......اعتکاف کرنے والے کے نوافل۔

(۷)......سورج گہن کی نماز، کیونکہ یہ بھی جماعت سے پڑھی جاتی ہے، اور جماعت کا محل مسجد ہے۔

(۸)......جس کو یہ خیال ہو کہ گھر میں جا کر کاموں میں مشغول ہو جانے کے سبب سنن و نوافل فوت ہو جائیں گے، اسی طرح اگر گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو افضل یہ ہے کہ سب ہی سنن و نوافل مسجد میں پڑھے۔ خلاصہ یہ کہ جہاں ریا نہ ہو اور خشوع خضوع و اخلاص زیادہ ہو وہاں افضل ہے۔

(۹)......نماز جمعہ سے قبل کی سنتیں بھی مسجد میں پڑھنا افضل ہے، اس لئے کہ جمعہ کے وقت سے پہلے جلدی مسجد میں جانا افضل ہے، پس اس کے لئے یہ سنتیں مسجد میں پڑھنا لازمی افضل ہو جائے گا۔(عمدۃ الفقہ ص ۳۰۹ ج ۲، سنن و نوافل کے مخصوص مسائل)

’’شامی‘‘ کے حاشیہ میں ان نو (۹) نوافل کو درج ذیل اشعار میں جمع کیا گیا ہے ۔

نوافلنا فی البیت فاقت علی التی　　نقوم لها فی المسجد غیر تسعة

صلوة تراویح ، کسوف ، تحیة　　وسنة احرام ، طواف بکعبة

و نفل اعتکاف أو قدوم مسافر　　و خائف فوت ، ثم سنة جمعة

’’والافضل فی النفل غیر التراویح المنزل ، الخ‘‘۔

(شامی ص٤٦٤ ج٢، باب الوتر والنوافل ، مطلب : فی الکلام علی حدیث النهی عن النذر ، کتاب الصلوة ، ط : مکتبة الباز ، مکة المکرمة)

گھر میں نفل پڑھنے کا حکم اور ترغیب

احادیث میں بھی گھر میں نفل پڑھنے کا حکم اور ترغیب دی گئی ہے، اور خود آپ ﷺ کا گھر میں سنن پڑھنا منقول ہے۔

(۱)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اجعلوا فی بیوتکم من صلوتکم ، ولا تتَّخِذوها قبورا۔(بخاری، باب التطوع فی البیت ، کتاب التهجد ، رقم الحدیث:۱۱۸۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں میں بھی اپنی نمازوں سے حصہ رکھو اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔

(۲)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : صلوة المرء فی بیته افضل من صلوته فی مسجدی هذا الا المکتوبة ۔

(ابوداؤد، باب صلوة الرجل التطوّع فی بیته ، رقم الحدیث:۱۰۴۴)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نماز اپنے گھر میں میری اس مسجد کی نماز سے بھی افضل ہے سوائے فرض نماز کے۔

(۳)......ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى قبل الظهر ركعتين و بعدها ركعتين ' وبعد المغرب ركعتين في بيته ' وبعد العشاء ركعتين ' وكان لا يصلى بعد الجمعة حتى ينصرف ' فيصلى ركعتين۔

(بخاری، باب الصلوۃ بعد الجمعة و قبلها ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۹۳۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے اور مغرب کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھتے تھے اور عشاء کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے، اور آپ ﷺ جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے حتی کہ (اپنے گھر) لوٹ آتے پھر آپ دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

اس زمانہ میں سنن ونوافل مسجد میں پڑھنے چاہئے

مسئلہ:......مسجد میں بھی نوافل پڑھنا جائز ہے، اور اس غفلت کے دور میں بہتر یہی ہے کہ نماز کے پہلے اور بعد کی سنن ونوافل مسجد میں ادا کی جائیں۔اس لئے کہ:

(۱)......آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے مسجد میں بھی نوافل کا پڑھنا ثابت ہے۔(آگے احادیث آرہی ہیں)

(۲)......اور اس لئے بھی کہ نماز اور سنت کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہئے۔فقہاء تو جن نمازوں کے بعد سنن ہیں ان میں اوراد اور طویل دعا بھی منع فرماتے ہیں، بس مختصر اوراد کے بعد سنت پڑھ لی جائے اور اوراد بعد میں ادا کئے جائیں۔

(۳)......اور اس لئے بھی کہ فرض نماز اور سنن کے درمیان دنیوی بات سے ثواب میں نقص آجائے گا۔

(۴)......اور اس لئے بھی کہ آج کل گھروں کے ماحول میں بے دینی غالب ہے، بہت

ممکن ہے جو دھیان اور خشوع مسجد میں حاصل ہو وہ گھر میں مفقود ہو۔

(۵)......اور اس لئے بھی کہ غفلت اور مشغولی کی وجہ سے کہیں نوافل بھول ہی نہ جائے۔

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اصل یہی ہے کہ نوافل وسنن کو گھر میں ادا کرنا افضل ہے، مگر اس زمانہ میں جب نمازی مسجد سے باہر نکل جاتے ہیں تو سیدھے گھر جا کر سنن ونوافل میں نہیں لگتے، بلکہ دوسرے امور میں لگ جاتے ہیں، اس لئے افضل اس زمانہ میں یہی ہے کہ مسجد ہی میں پڑھ لئے جائیں۔(فتاوی قاسمیہ ص ۱۸۷ ج ۸، سوال نمبر: ۳۰۶۲)

’’واذا صلی المغرب فی المسجد بالجماعة یصلّی رکعتی المغرب فی المسجد ان کان یخاف ان لو رجع الی بیته یشتغل بشیء ، وان کان لا یخاف فالافضل ان یصلی فی بیته‘‘۔

(تاتارخانیہ ص ۳۰۶ ج ۲، الفصل الحادی عشر فی مسائل التطوع ، کتاب الصلوۃ ، رقم: ۲۵۰۳)

’’والافضل فی النفل غیر التراویح المنزل ، الا لخوف شغل عنها ، والاصح ما کان اخشع و أخلص ، وفی الشامیة : وحیث کان هذا افضل یراعی ما لم یلزم منه خوف شغل عنها لو ذهب لبیته ، أو کان فی بیته ما یشغل باله و یقلل خشوعه‘ فیصلیها حینئذ فی المسجد ، لان اعتبار الخشوع أرجح‘‘۔

(شامی ص ۴۶۴ ج ۲، باب الوتر والنوافل ، مطلب : فی الکلام علی حدیث النهی عن النذر ، کتاب الصلوۃ ، ط : مکتبة الباز ، مکة المکرمة)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسجد میں سنن ونوافل پڑھنا

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسجد میں فرض کے بعد کی سنن ونوافل

پڑھنا ثابت ہے، چند روایتیں یہ ہیں:

(۱)...... کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يُطيل القراء ة في الرّكعتين بعد المغرب حتى يتفرّقَ اهلُ المسجد۔

(ابوداؤد، باب ركعتَيِ المغرب اين تُصلّيان ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۱۳۰۱)

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد کی دو رکعتوں میں (کبھی کبھی) قرائت (اس قدر) طویل فرماتے کہ اہل مسجد متفرق ہو جاتے، (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی اپنی سنتوں سے فارغ ہو کر چلے جاتے)۔

تشریح:...... آپ ﷺ کی یہ دو رکعت سنت نماز مسجد میں تھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ظاهره انه كان يصلّيهما في المسجد''۔ (بذل المجهود ص۱۴۱ ج۵)

(۲)...... عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه ، انه قال : ما احصى ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الركعتين بعد المغرب وفي الركعتين قبل صلوة الفجر : ب﴿ قل يآأيّها الكفرون ﴾ و﴿ قل هو الله احد ﴾۔

(ترمذی، باب ما جاء في الركعتين بعد المغرب والقراء ة فيهما ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۴۳۱)

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں شمار نہیں کر سکتا کہ کتنی بار میں نے رسول اللہ ﷺ سے مغرب کے بعد کی دو رکعتوں اور فجر سے پہلے کی دو رکعتوں میں یہ دو سورتیں سنی یعنی ﴿ قل يآأيّها الكفرون ﴾ اور ﴿ قل هو الله احد ﴾۔

تشریح:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مغرب کی سنتیں اور نماز فجر کی سنتیں مسجد میں بھی پڑھتے تھے، ورنہ لاتعداد مرتبہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیسے آپ ﷺ کی قرائت کو سنتے ، ظاہر ہے کہ ہر وقت تو مغرب کے بعد اور فجر سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے گھر جا کر سنت کی قرائت نہیں سنتے تھے۔

جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں مسجد میں

(۳)......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کی نماز کے لئے آئے وہ جمعہ سے قبل چار رکعت پڑھے اور جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھے۔

(شمائل کبری ص ۴۴۵ جلد ہشتم ،مطبوعہ: زمزم پبلشرز، کراچی)

تشریح......اس روایت سے بھی جمعہ سے قبل کی سنتوں کا مسجد میں پڑھنا معلوم ہوتا ہے ’’جو جمعہ کی نماز کے لئے آئے‘‘، یعنی مسجد میں آئے۔

(۴)......حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: حضرت عطاء رحمہ اللہ نے بکثرت مجھ سے یہ روایت کی ہے کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی ، جب جمعہ کی نماز پڑھ لی تو کھڑے ہوئے اور دو رکعت پڑھی ، پھر کھڑے ہوئے اور چار رکعت پڑھی۔ (شمائل کبری ص ۴۴۷ جلد ہشتم ،مطبوعہ: زمزم پبلشرز، کراچی)

(۵)......عن عطاء بن ابی رباح قال : رأیت ابن عمر حین فرغ من صلوۃ الجمعۃ تقدم من مصلاہ قلیلا فرکع رکعتین ، ثم تقدّم ایضا فرکع اربعا۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۴۷ ج ۳، باب الصلوۃ قبل الجمعۃ و بعدھا ، رقم الحدیث: ۵۵۲۳)

ترجمہ......حضرت عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب جمعہ سے فارغ ہوئے تو تھوڑا سا مصلی سے ہٹ کر دو رکعت پڑھی ، پھر آگے بڑھے اور چار رکعت پڑھی۔ (شمائل کبری ص ۴۴۷ جلد ہشتم ،مطبوعہ: زمزم پبلشرز، کراچی)

(۶)......ان عمران بن حصین رضی اللہ عنہ صلی مع زیاد الجمعة ، ثم قام فصلی بعدها اربعا ، الخ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۸ ج۳، باب الصلوة قبل الجمعة و بعدها ، رقم الحدیث:۵۵۳۰)

ترجمہ......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے زیاد کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی ، پھر کھڑے ہوئے (یعنی مسجد ہی میں)اور چار رکعتیں پڑھیں۔

(۷)......عن ابن جریج قال : قلت لعطاء : امساب الامام المسجد ' فلیصل فیه لیلا أو نهارا ؟ قال : نعم حسن۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۹ ج۳، باب الصلوة قبل الجمعة و بعدها ، رقم الحدیث:۵۵۳۲)

ترجمہ......حضرت ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے دریافت کیا: امام کا مسجد میں رکنا اور اس میں رات کے وقت یا دن کے وقت (نفل) نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں یہ اچھا ہے۔

(۸)...... قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا صلیتم بعد الجمعة فصلّوا اربعا.. ...فان عَجِل بک شیء فصلِّ رکعتین فی المسجد و رکعتین اذا رجعت۔

(مسلم، باب الصلوة بعد الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۸۱)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جمعہ کے بعد سنت پڑھو تو چار رکعت پڑھو، اگر جلدی ہو تو دو رکعت مسجد میں پڑھ لو، اور دو رکعت واپس آ کر پڑھ لو۔

(۹)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے عشاء کی (فرض) نماز پڑھی ، پھر چار رکعت (نفل) پڑھی یہاں تک کہ میرے اور آپ کے علاوہ مسجد میں کوئی نہ رہا۔ (مرعاۃ ص۱۵۲۔شمائل کبری ص ۲۹۵ جلد ہفتم)

جمعہ سے پہلے مسجد میں نفل پڑھنے کی صراحت

(۱۲)......عن سلمان الفارسی قال : قال النبی صلی الله علیه وسلم : لا یغتسل رجل یومَ الجمعة ویَتطهّر ما استطاع من الطّهر ' ویَدَّهِن من دُهنه أو یَمَسُّ من طیب بیته ' ثم یَخرُج فلا یُفرِّق بین اثنین ' ثم یصلّی ما کُتب له ' ثم یُنصِت اذا تکلّم الامام الا غُفر له ما بینه وبین الجمعة الاخری۔

(بخاری، باب الدّهن للجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۸۳)

ترجمہ:......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے، اور اپنی طاقت کے مطابق پاکیزگی حاصل کرے اور اپنے پاس جو تیل ہے اسے لگائے ، یا اپنے گھر سے خوشبو لگائے ، پھر (جمعہ کے لئے) نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان تفرقہ نہ کرے، پھر اتنی نماز پڑھے گا جتنی اس کے لئے مقدر ہے، پھر جب امام خطبہ دے تو وہ خاموش بیٹھا رہے تو اس شخص کے لئے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

صحابی رضی اللہ عنہ کا سنت فجر نماز کے بعد مسجد میں ادا کرنا

(۱۰)......رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم رجلا یصلّی بعد صلوة الصبح رکعتین ' فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : صلوة الصبح رکعتان ، فقال الرّجل : اِنّی لم اکن صلیتُ الرّکعتین اللّتین قبلهما فصلّیتُهما الآن ، فسکت رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو دیکھا کہ فجر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھ رہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: صبح کی نماز تو دو ہی رکعت ہے، (یہ آپ زائد رکعتیں کیا پڑھ

رہے ہیں؟) ان صاحب نے جواب دیا کہ: میں نے فجر سے پہلے کی سنت نہیں پڑھی تھی اس کو ابھی پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ ان کی بات سن کر خاموش رہے۔

(ابوداؤد، باب من فاتته متی یقضیها ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۲۶۷۔ ترمذی، باب ما جاء فیمن تفوته الرکعتان قبل الفجر یصلّیهما بعد صلوة الصبح ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۴۲۲۔ ابن ماجہ، باب ما جاء فیمن فاتته الرکعتان قبل صلوة الفجر متی یقضیهما ، کتاب اقامة الصلوة والسنة ، رقم الحدیث:۱۱۵۴)

جمعہ میں جلدی جانے کی فضیلت سے استدلال

جمعہ کے لئے جلدی جانے کی فضیلت حدیث میں آئی ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی جمعہ کو جلدی مسجد پہنچ جائے، تو ظاہر ہے جمعہ کی سنتیں مسجد ہی میں ادا کرے گا۔

(۱۱)......عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : من اغتسل یوم الجمعة غسلَ الجنابة ثمّ راح فکأنّما قرَّب بَدنة ، ومن راح فی السّاعة الثانیة فکأنّما قرَّب بقرة ، ومن راح فی الساعة الثالثة فکأنّما قرَّب کبْشا اقرن ، ومن راح فی الساعة الرابعة فکأنّما قرَّب دجاجة ، ومن راح فی الساعة الخامسة فکأنّما قرَّب بیضة ، فاذا خرج الامام حضرت الملا ئکة یستمعون الذّکر۔

(بخاری، باب فضل الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۸۱)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن اس طرح غسل کیا جس طرح وہ غسل جنابت کرتا ہے، پھر وہ جمعہ پڑھنے چلا گیا تو گویا اس نے اونٹ کا صدقہ کیا، اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا گائے کا صدقہ کیا، اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے گویا سینگ والے مینڈھے کا

صدقہ کیا، اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا مرغی کا صدقہ کیا، اور جو پانچویں ساعت میں گیا اس نے گویا انڈے کا صدقہ کیا، پس جب امام نکل آئے تو فرشتے آجاتے ہیں اور اور ذکر (یعنی خطبہ) سنتے ہیں۔

بات کرنے سے پہلے سنت پڑھنے کی فضیلت

احادیث میں سنت اور فرض کے درمیان بات کرنے کی ممانعت آئی ہے، اور بات نہ کرنے پر فضیلت بیان فرمائی گئی ہے، یہ بھی دلیل ہے کہ موجودہ دور میں سنن ونوافل مسجد میں ادا کرنے چاہئے، اس لئے کہ آدمی گھر جا کر سنت پڑھے گا تو سنن ونوافل کے درمیان کچھ نہ کچھ بات ہو ہی جائے گی۔

(۱)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلّى ركعتين بعد المغرب يعنى قبل ان يتكلّم رُفعت صلوته فى علِّيين۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۷۱ ج ۴، فى ثواب الركعتين بعد المغرب ، رقم الحديث:۵۹۸۶)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے اس کی نماز علیین کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔

(۲)......رأى ابن مسعود رجلا يكلّم آخر بعد ركعتى الفجر ، فقال : اِما ان تَذْكُرَ الله واما ان تَسكُت۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ فجر کی سنتوں کے بعد دوسرے آدمی سے بات کر رہا ہے، تو فرمایا: یا تو اللہ تعالی کا ذکر کرو یا خاموش رہو۔

(۳)......عن ابى عبيدة قال : ما من احد اَكْرَهُ اليه الكلام بعد ركعتى الفجر حتى يصلى الغداة من ابن مسعود۔

ترجمہ:......حضرت ابو عبیدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: فجر کی سنتوں کے بعد گفتگو کی ناپسندیدگی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا۔

(۴)......عن ابی عُبیدة قال: كان عبد الله يَعِزُّ عليه ان يُسمعَ متكلِّمٌ بعد الفجر – يعنى بعد الركعتين– الا بالقرآن أو بذكر الله حتّى يصلِّيَ۔

ترجمہ:......حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فجر کی سنتوں کے بعد سے لے کر فرضوں تک تلاوت اور ذکر اللہ کے علاوہ کوئی بات کرنا انتہائی ناپسند تھا۔

(۵)......عن سعيد بن جبير: انه كان يكره الكلام بعد ركعتي الفجر الا ان يذكر الله۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فجر کی سنتوں کے بعد ذکر اللہ کے علاوہ ہر طرح کے کلام کو ناپسند فرماتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۰/۳۹۱ ج۴، من كان لا يرخِّص فى الكلام بينهما، رقم الحديث: ۶۴۶۲/۶۴۶۳/۶۴۶۴/۶۴۶۵)

(۶)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلّى بعد المغرب ستَّ ركعات لم يتكلّم فيما بينهُنَّ بسوء عُدِلْنَ له بعبادة ثِنْتَيْ عشرة سنة۔

(ترمذی، فى باب ما جاء فى فضل التطوع ستّ ركعات بعد المغرب، رقم الحديث: ۴۳۵)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد کسی سے بری (گناہ کی) بات کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے تو اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کا اجر ہے۔

(۷)......عن ابن عباس: من صلّى اربع ركعات بعد المغرب قبل ان يتكلّم احدا رفعت له فى عليين، وكان كمن ادرك ليلة القدر فى المسجد الاقصى، وهن خير

من قیام نصف لیلة۔

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مغرب کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے پہلے چار رکعات ادا کیں، یہ رکعات اس کے نام سے علیین میں پہنچ جائیں گی، اور وہ اس شخص کے برابر ہوگا جس نے مسجد اقصی میں لیلۃ القدر کا قیام کیا، اور یہ چار رکعات آدھی رات کے قیام سے بہتر ہیں۔

(۸)...... عن انس : من صلّی بعد المغرب رکعتین قبل ان ینطق مع احد یقرأ فی الاولی بالحمد و ﴿قل یاَیها الکفرون﴾ وفی الرکعة الثانیة بالحمد و ﴿قل هو الله احد﴾ خرج من ذنوبه کما تخرج الحیّة من سلخها۔

ترجمہ:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مغرب کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے پہلے دو رکعت پڑھی اور پہلی رکعت میں الحمد کے ساتھ سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے ساتھ سورۂ اخلاص پڑھی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجائے گا جس طرح سانپ کینچلی سے نکل جاتا ہے۔

(۹)...... عن ابن عمر : من صلّی المغرب فصلی بعدها رکعتین قبل ان یتکلم ' اسکنه الله فی حظیرة القدس ' فان صلّی اربعا کان کم حج حجة ' فان صلّی ستّا غفرت له ذنوب خمسین سنة۔

ترجمہ:...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مغرب کی نماز پڑھی، اس کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے پہلے دو رکعت پڑھی تو اللہ تعالی اس کو حظیرۃ القدس میں جگہ عطا فرمائیں گے (جو جنت کا اعلی درجہ ہے) اور اگر چار رکعات ادا کیں تو گویا اس نے حج ادا کیا، اور جس نے چھ رکعات ادا کیں اس کے پچاس سال کے

گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

(کنز العمال ، الصلوۃ ، سنة المغرب ، رقم الحدیث:۱۹۴۴۵/۱۹۴۵۵/۱۹۴۵۲۔فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ص۲۱۶/۲۱۸ ج۴، حرف المیم ، رقم الحدیث:۸۸۰۶/وتحت:۸۸۰۲)

امام مسجد میں نفل نہ پڑھے مقتدی پڑھے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ امام پر نکیر فرمائی کہ وہ مسجد میں نفل پڑھے، مگر مقتدی کو اجازت دی۔اسی طرح کا فتوی حضرت سعید بن سائب رحمہ اللہ کا بھی منقول ہے۔

(۱)......عن عطاء انّ عَمرَو بن شعیب صلّی الجمعة ، ثم رکع علی اِثْرِھا رکعتین فی المسجد فنھاہ ابن عمر عن ذلک ، وقال : اما الامام فلا ، اذا صلّیت فانقلِب فصل فی بیتک ما بدا لک ، الا ان تطوف ، واما النّاس فانّھم یصلّون فی المسجد۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۸ ج۳، باب الصلوۃ قبل الجمعة و بعدھا ، رقم الحدیث:۵۵۲۸)

ترجمہ......حضرت عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی، پھر اس کے ساتھ ہی مسجد میں دو رکعت پڑھی، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو ایسا کرنے سے روکا اور فرمایا: امام (مسجد میں نفل) نہیں پڑھے گا، امام کو چاہیئے جب نماز جمعہ پڑھا چکے تو گھر چلے جائیں اور جتنی چاہے نوافل پڑھیں، ہاں اگر امام نے طواف کیا ہو (تو طواف کی دو رکعتیں مسجد میں پڑھ سکتا ہے) اور جہاں تک لوگوں کا تعلق ہے تو وہ مسجد میں (فرض کے بعد) نماز ادا کر سکتے ہیں۔

اشراق کی نماز مسجد میں

(۱)......قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من صلّی الفجر فی جماعة ، ثم قعد

يَـذكُرُ الله حتى تَطلُع الشمسُ ، ثم صلّى ركعتين كانت له كأجر حجة و عمرة ، قال قال : رسول الله صلى الله عليه وسلم : تامّةٍ تامّةٍ تامّة۔

(ترمذی، باب ما ذكر مما يستحب من الجلوس فى المسجد بعد صلوة الصبح حتى تطلع الشمس ، ابواب الجمعة ، رقم الحديث:۵۸۶)

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھے، پھر سورج طلوع ہونے تک اللہ تعالی کا ذکر کرتا رہے، پھر دو رکعت پڑھے تو اس کو حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا، آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: پورا اجر ملے گا۔

(۲)......عن ابن عمر قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا صلّى الفجر لـم يقُمْ من مجلسه حتى تُمْكِنَهُ الصلوة ، وقال : من صلّى الصبح ثم جلس فى مجلسه حتى تُمْكِنَه الصلوة كانت بمنزلة عمرةٍ و حجةٍ مُتقبَّلَتَيْن۔

(طبرانی اوسط ص۱۶۹ ج۴، باب الميم : من اسمه محمد ، رقم الحديث:۵۶۰۲)

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو اس جگہ سے نہیں اٹھتے تھے یہاں تک کہ نفل ادا نہ فرما لیتے۔ آپ نے فرمایا: جس نے فجر کی نماز پڑھی پھر اس جگہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ نفل پڑھے اس کو ایک مقبول حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (معجم اوسط (طبرانی، ارود) ص۳۴۳ ج۴)

تشریح:...... ان روایات میں صراحت ہے کہ فجر کی نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہے، طلوع شمس کے بعد نماز پڑھے، ان احادیث سے اشراق کی نماز کا مسجد میں پڑھنا معلوم ہوا۔

سفر سے واپسی کے نوافل مسجد میں

(۱)......عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال : كنت من النبى صلى الله عليه

وسلم فی سفر ' فلمّا قدمنا المدینة قال لی : اُدخُلِ المسجد فصلّ رکعتین۔

(بخاری، باب الصلوة اذا قدم من سفر ، کتاب الجهاد ، رقم الحدیث:۳۰۸۷)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، پس جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: مسجد میں داخل ہو، اور دو رکعت نماز پڑھو۔

(۲)......عن کعب رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا قدم من سفر ضُحًی دخل المسجد فصلی رکعتین قبل ان یَجلِس۔

(بخاری، باب الصلوة اذا قدم من سفر ، کتاب الجهاد ، رقم الحدیث:۳۰۸۸)

ترجمہ:......حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ جب کسی سفر سے چاشت کے وقت واپس آتے تو مسجد میں تشریف لے جا کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

تحیۃ المسجد کے نوافل مسجد میں

(۱)......عن ابی قتادة السّلمی رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس۔

ترجمہ:......حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھے۔

(بخاری، باب اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۴۴۴)

شب قدر کی طرح اجر والی چار رکعت نوافل مسجد میں

(۱)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من صلی بعد العشاء اربع رکعات

قبل ان یَخرُج من المسجد عدَلْنَ مثلهُنّ من ليلة القدر ۔

ترجمہ......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عشاء کے بعد مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعت (نفل ایک سلام سے) پڑھ لیں، تو وہ شب قدر کے برابر ہیں۔

(مسند امام اعظم ص ۲۴۸ (مترجم اردو)، باب من صلی اربع رکعات بعد العشاء فی المسجد۔

مسند الامام الاعظم ، للحافظ ابی محمد الحارثی ص ۳۲۰ ج ۱، رقم الحدیث: ۴۰۳)

اہل مدینہ ترویحہ کے درمیان نوافل مسجد میں پڑھتے تھے

اہل مدینہ تراویح کے درمیان کے نوافل مسجد میں ادا کرتے تھے، اور کسی نے اس پر نکیر نہیں کی۔ ''موسوعہ فقہیہ'' میں ہے:

شافعیہ نے کہا: اہل مدینہ چھتیس رکعات تراویح پڑھ سکتے ہیں، اس لئے کہ بیس رکعات میں پانچ ترویحہ ہوتے ہیں اور اہل مکہ ہر دو ترویحہ کے درمیان سات چکر طواف کرتے تھے، اہل مدینہ نے ہر سات چکر کے بدلہ ایک ترویحہ مقرر کرلیا، تاکہ اہل مکہ کے برابر ہوسکیں۔

(الموسوعة الفقهية ص ۱۴۳ ج ۲۷۔ موسوعہ فقہیہ - اردو - ص ۱۷۳ ج ۲۷، صلوۃ التراویح)

(۱)......عن ابن جبیر والحسن فی الرجل یقوم بین الترویحتین یقرأ حتی ینهض الامام فیدخل معه ، قال شعبة : کرهه احدُهُما و لم یَکرهُه الاخر ۔

ترجمہ:......حضرت (یونس) ابن جبیر اور حضرت حسن رحمہما اللہ اس شخص کے بارے میں جو ترویحہ کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہو فرماتے تھے کہ: وہ اس وقت تک پڑھ سکتا ہے جب تک امام کھڑا نہ ہوجائے، جب امام کھڑا ہوجائے تو اسے اس کے ساتھ شریک ہوجانا چاہئے۔ حضرت شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان دونوں حضرات میں سے ایک نے اسے پسند فرمایا اور دوسرے نے ناپسند۔

(۱۱)......عن هارون بن ابی مریم ' عن ابن الاسود : انه کان یصلّی بهم اربعین رکعة ویوتر بهم ' و یصلی بین الترویحتین اثنتی عشرة رکعة ، ویقول بین الترویحتین الصلوة۔

ترجمہ:......حضرت ہارون بن ابومریم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن اسود رحمہ اللہ لوگوں کوتراویح کی چالیس رکعات اور وتر پڑھایا کرتے تھے،اوروہ ہر دوترویحہ کے درمیان بارہ رکعتیں پڑھتے تھے،اورفرماتے تھے کہ: ہر دوترویحات کے درمیان نماز ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۴/۲۳۵/ج ۵، فی الصلوة بین التراویح ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۷۸۱۰/۷۸۱۱)

(۱۱)......عن داؤد بن قیس قال : ادرکتُ النّاس بالمدینة فی زمن عمر بن عبد العزیز و ابان بن عثمان یصلّون ستّة و ثلا ثین ویوترون بثلاث۔

ترجمہ:......حضرت داود بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے مدینہ منورہ کےلوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اورحضرت ابان بن عثمان رحمہما اللہ کے زمانے میں چھتیس (۳۶) رکعات تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴/ج ۵، کم یصلی فی رمضان من رکعة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۷۷۷۱)

سنن ونوافل فرض کی جگہ پڑھی جائیں یا جگہ بدل کر؟ سے استدلال

احادیث میں اس کا تذکرہ بھی مفصل آیا ہے کہ فرض نماز کے بعد سنن ونوافل اسی جگہ پڑھی جائیں جہاں فرض نماز پڑھی ہے یا جگہ بدل کر؟ یہ ساری روایات بھی مسجد میں سنن و نوافل پڑھنے کے جواز کی دلیل ہیں۔

فرض نماز کے بعد سنن ونوافل اسی جگہ پڑھی جائیں یا جگہ بدل کر

مسئلہ:......فرض نماز کے بعد سنن ونوافل اسی جگہ پڑھنا جہاں فرض نماز پڑھی ہے جائز ہے، البتہ بہتر ہے کہ جگہ بدل کر نوافل پڑھے جائیں۔

''اما المقتدی والمنفرد فانهما ان لبثا أو قاما الی التطوع فی مکانهما الذی صلیا فیه المکتوبة جاز ، والاحسن ان یتطوعا فی مکان آخر''۔

(شامی ص۲۴۸ج۲، باب صفة الصلوة ، مطلب : فیما لو زاد علی العدد فی التّسبیح عقِب الصلوة ، کتاب الصلوة ، ط : مکتبة الباز ، مکة المکرمة)

احادیث میں بھی اس کا تذکرہ مفصل آیا ہے کہ فرض نماز کے بعد سنن ونوافل اسی جگہ پڑھی جائیں یا جگہ بدل کر؟

نوافل وسنن فرض نماز کی جگہ سے ہٹ کر پڑھنے کی روایتیں اور آثار

(۱)......عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : أیَعجز احدُکم اذا صلّی ان یتقدم أو یتاخر ' أو عن یمینه أو عن شماله ، یعنی السّبحة۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ نماز کے بعد آگے' پیچھے یا دائیں بائیں ہو کر نفل پڑھو۔

(۲)......عن ابن عباس قال : یتقدم أو یتأخر۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (فرض نماز کے بعد سنن یا نفل پڑھنے کے لئے) آگے یا پیچھے ہو جاؤ۔

(۳)......انّ ابن عباس ' وابن الزبیر وابا سعید ' وابن عمر کانوا یقولون : لا یتطوّع حتی یتحوّلَ من مکانه الذی صلّی فیه الفریضة۔

ترجمہ:...... حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن زبیر اور حضرت ابوسعید اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ: آدمی اس وقت تک نفل نہ پڑھے جب تک اس جگہ سے ہٹ نہ جائے جہاں اس نے فرض نماز پڑھی ہے۔

(۴)......عن عامر قال : لا یتطوّع حتی ینهض خُطوةً أو خطوتین۔

ترجمہ:...... حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (آدمی اس وقت تک نفل نہ پڑھے جب تک ایک یا دو قدم آگے پیچھے نہ ہو جائے۔

(۵)......عن هشام ، قال : کان ابی اذا صلّی المکتوبة نکّب عن مکانه فسبّح۔

ترجمہ:...... حضرت ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میرے والد جب کوئی فرض نماز پڑھتے تو اس جگہ سے الگ ہو جاتے اور نفل پڑھتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۹/۳۰۰/ج ۴، فی الرّجل قضی صلوته ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث: ٦٠٦٥/٦٠٦٦/٦٠٦٧/٦٠٦٨/٦٠٦٩)

(٦)......عمر بن عطاء بن ابی الخوار : ان نافع بن جبیر ارسله الی السّائب بن یزید یسأله عن شیء رآه منه [معاویة] فی الصلوة ؟ قال : صلیتُ معه الجمعة فی المقصورة ، فلمّا سلّم قمتُ فی مقامی و صلّیت ، فلمّا دخل ارسل الَیَّ فقال : لا تَعُد لما فعلتَ ، اذا صلّیتَ الجمعة فلا تصلّها بصلوة حتی تتکلم أو أن تَخرُج ، فان النّبی صلی الله علیه و سلم امر بذلک ، وبه نأخذ۔

(مصنف عبد الرزاق ص ۴۴۹ ج ۳، باب فصل ما بین الجمعة و ما قبلها ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث: ۵۵۳۴)

ترجمہ:...... حضرت عمر بن عطاء بن ابو خوار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت نافع بن جبیر

رحمہ اللہ نے انہیں حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ کے پاس بھیجا تا کہ ان سے اس چیز کے بارے میں دریافت کریں جو انہوں نے نماز کے بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں دیکھی تھی، تو انہوں نے جواب دیا کہ: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقصورہ میں نماز ادا کی، جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور نماز پڑھی، جب میں داخل ہوا تو انہوں نے پیغام دے کر مجھے بلوایا اور فرمایا: جو تم نے کیا ہے دو بارہ ایسا نہ کرنا، جب تم جمعہ کی نماز ادا کرلو تو اس کے ساتھ کوئی اور نماز اس وقت تک نہ پڑھو جب تک تم کوئی (دینی) کلام نہ کرلو یا نکل نہ جاؤ، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس بات کا حکم دیا ہے۔

(امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:) ہم اسی کو لیتے ہیں (یعنی اسی کے مطابق فتوی دیتے ہیں)۔

(۷)......عکرمة یقول : اذا صلّیت الجمعة فلا تصلّها برکعتین خفیفتین حتی تفصل بینهما بتحوّلٍ أو کلامٍ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۴۹ ج۳، باب فصل ما بین الجمعة و ما قبلها ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۵۵۳۳)

ترجمہ:......حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب تم جمعہ کی نماز پڑھ لو تو اس کے ساتھ دو مختصر رکعات نہ ملاؤ جب تک تم اپنی جگہ سے منتقل نہ ہو جاؤ، یا (کوئی دینی) کلام کرکے فصل پیدا نہ کرلو۔

تشریح:......ان دونوں روایتوں میں مسجد میں نفل پڑھنے سے نہیں روکا گیا، بلکہ اسی جگہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

نوافل و سنن فرض نماز کی جگہ پڑھنے کی روایتیں اور آثار

(١)......سئل ابن مسعود عن الرّجل یصلی فی مکانه الذی یُصلّی فیه الفریضة ؟ قال لا بأس به۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ: کسی آدمی نے جس جگہ فرض ادا کئے ہوں کیا اسی جگہ نفل پڑھ سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(٢)......عن ابن عمر انه کان یصلّی سُبحته فی مکانه۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرضوں کی جگہ ہی نفل ادا کرلیا کرتے تھے۔

(٣)......عن عبید الله بن عمر قال : رأیت القاسم ، و سالما یصلّیان الفریضة ، ثم یتطوّعان فی مکانهما ، قال : و أنبأنی نافع : ان ابن عمر کان لا یری به بأسا۔

ترجمہ:......حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت قاسم اور حضرت سالم رحمہما اللہ کو دیکھا کہ وہ فرض نماز پڑھنے کے بعد اسی جگہ نفل ادا فرما لیتے تھے، مجھے نافع رحمہ اللہ نے بتایا کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔

(٤)......عن مسعر قال : سألت عطاءً عن الرّجل یتطوع فی مکانه ؟ فقال : لا بأس به۔

ترجمہ:......حضرت مسعر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ: جو شخص اسی جگہ (نفل) نماز پڑھ لے (جہاں اس نے فرض ادا کیا ہو)، تو انہوں نے فرمایا کہ: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۵)......عن هشام : عن الحسن و محمد انهما كانا يصلّيان التطوع فی مكانهما الذی يصلّيان فيه الفريضة۔

ترجمہ:......حضرت ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت حسن اور حضرت محمد رحمہما اللہ اسی جگہ نفل نماز پڑھتے تھے جہاں انہوں نے فرض نماز ادا کی تھی۔

(۶)......عن سعيد بن المسيب قال : غير الامام ان شاء لم يتحول۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام کے علاوہ دوسرے لوگ اگر چاہیں تو اپنی جگہ نہ بدلیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۰ ج۴، من رخص ان يتطوع فی مكانه ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:

۶۰۷۰/۶۰۷۱/۶۰۷۲/۶۰۷۳/۶۰۷۴/۶۰۷۵)

امام کے لئے نوافل وسنن فرض نماز کی جگہ سے ہٹ کر پڑھنے کی روایتیں

(۱)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا يصلّی الامام فی الموضِع الّذی صلّٰی فيه حتی يتحوّل۔

(ابوداؤد، باب الامام يتطوع فی مكانه ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۶۱۶)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اس جگہ پر (نفل) نہ پڑھے (جہاں اس نے فرض نماز) پڑھی ہے جب تک کہ وہاں سے ہٹ نہ جائے۔

(۲)......رأی ابن عمر رجلا يصلّی فی مقامه الذی صلّی فيه الجمعة فنهاه عنه وقال ألا اراک تصلی فی مقامک ، قال معمر : قال قتادة : فذكرت ذلک لابن المسيب فقال : انّما يكره ذلک للامام يؤم۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو اسی جگہ نماز ادا کرتے دیکھا

جہاں اس نے جمعہ کی نماز ادا کی تھی، تو انہوں نے اس شخص کو ایسا کرنے سے منع کیا اور فرمایا: کیا میں تمہیں دیکھ نہیں رہا ہوں کہ تم اسی جگہ پر نماز ادا کر رہے ہو؟

حضرت معمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اس بات کا تذکرہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ: امام جو امامت کرتا ہے اس کے لئے یہ بات مکروہ قرار دی گئی ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۴۴۹ ج ۳، باب فصل ما بین الجمعة و ما قبلها ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث: ۵۵۳۵)

(۳)......عن علی قال : اذا سلم الامام لم يتطوّع حتى يتحوّل من مكانه ' او يفصل بينهما بكلام۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب امام سلام پھیرے تو اس وقت تک نفل نہ پڑھے یہاں تک کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے یا فرضوں اور نفلوں کے درمیان کوئی بات نہ کرے۔

(۴)......عن ابن عمر : انه كره اذا صلّى الامام ان يتطوع فى مكانه ' ولم ير به لغير الامام بأسا۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بات کو مکروہ خیال فرماتے تھے کہ امام فرضوں کی جگہ نفل پڑھے، البتہ غیر امام کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(۵)......عن عبد الله بن عمرو : انه كره للامام ان يصلّى فى مكانه الذى صلى فيه الفريضة۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس بات کو مکروہ خیال فرماتے تھے کہ امام

فرضوں کی جگہ نفل پڑھے۔

(۶)......عن ابن ابی لیلی : انه کان یستحب للامام اذا صلّی ان لا یتطوع فی مکانه الذی صلی فیه ، أو قال : کان یکرهه۔

ترجمہ:......حضرت ابن ابی لیلی رحمہ اللہ اس بات کو مستحب خیال فرماتے تھے کہ امام نے جس جگہ فرض نماز پڑھی ہے اس جگہ نفل نہ پڑھے۔ یا یہ فرمایا کہ: مکروہ سمجھتے تھے۔

(۷)......عن سعید المسیب و الحسن : انهما کانا یعجبهما اذا سلم الامام ان یتقدم۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن مسیّب اور حضرت حسن رحمہما اللہ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ: جب امام سلام پھیرے تو آگے ہو جائے۔

(۸)......عن ابراهیم :انه کان یکره للامام ان یتطوع فی مکانه الذی صلی فیه الفریضة۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ امام کے لئے اس بات کو مکروہ خیال فرماتے تھے کہ: وہ اسی جگہ نفل ادا کرے جہاں اس نے فرض نماز پڑھی ہے۔

(۹)......عن سعید بن المسیب قال : الامام یتحوّل۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام جگہ بدلے۔

(۱۰)......عن سعید بن المسیب قال : غیر الامام ان شاء لم یتحول۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام کے علاوہ دوسرے لوگ اگر چاہیں تو اپنی جگہ نہ بدلیں۔

(۱۱)......عن ابراهیم قال : اذاصلی الامام المکتوبة ، ثم اراد ان یصلی التطوع تنحّی

من مكانه الذى صلى فيه الفريضة۔

ترجمہ:...... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب امام فرض نماز پڑھ لے اور نفل پڑھنا چاہے تو اس جگہ سے ہٹ جائے جہاں اس نے فرض نماز ادا کی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۰۱/۳۰۲/ج ۴، من كره للامام ان يتطوع فى مكانه ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۶۰۷۶/۶۰۷۷/۶۰۷۸/۶۰۷۹/۶۰۸۰/۶۶۰۸۱/۶۰۸۲/۶۰۸۳/۶۰۸۴)

نماز کی جگہ بدلنے کے لئے مسبوق کے آگے سے گذرنا منع ہے

نماز کے بعد جگہ بدلنے پر اس قدر اہتمام کرنا کہ نمازی کے آگے سے گذرنا پڑے تو یہ جائز نہیں، نوافل کے لئے جگہ کی تبدیلی مستحب ہے اور نمازی کے آگے سے گذرنا ناجائز ہے، اس پر سخت وعید آئی ہے، مثلاً: ''نمازی کے آگے سے گذرنے کا گناہ معلوم ہو جائے تو سو سال تک کھڑا رہے'' اور'' زمین میں دھنس جانا بہتر سمجھے'' اور قیامت میں خشک درخت ہونے کی تمنا کرے گا'' وغیرہ۔

(موطا امام مالک، ابن ماجہ، مسند احمد، کنز العمال، شمائل کبری ص ۱۹۵/۱۹۶/جلد ہفتم، ط: زمزم، کراچی)

اور عامۃً کوئی نہ کوئی مسبوق ہوتا ہے، اس لئے نفل کے لئے جگہ بدلنے کی وجہ سے مسبوق کے آگے سے گذرنا پڑے تو یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

مسجد کبیر وصغیر

اور مرور امام المصلی

اس رسالہ میں مسجد کبیر ومسجد صغیر کی تحقیق اور نمازی کے آگے سے گذرنے کے مسائل، اور نماز کے آگے سے گذرنے کی وعیدیں وغیرہ امور بیان کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

نمازی کے آگے سے گذرنے اور مسجد صغیر وکبیر کے چند مسائل

مسئلہ: ......نماز پڑھنے والے کی سجدہ کی جگہ میں سے کسی کا گذرنا مکروہ تحریمی اور سخت گناہ ہے، اگرچہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ: ......میدان اور بہت بڑی مسجد میں جو میدان کے حکم میں ہے نمازی کے قدموں سے سجدہ کی جگہ تک میں گذرنا مکروہ تحریمی ہے، اور گذرنے والا گنہگار ہے، اس کے بعد سے نہیں۔ اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے میں قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر نظر جمائے ہوئے ہو تو جتنی دور تک اس کی نگاہ پھیلے اتنی دور تک گذرنا مکروہ تحریمی ہے، اور اس کے بعد یعنی جب گذرنے والے پر اس کی نگاہ پھیل کر نہ پڑے تو مکروہ نہیں۔

(عمدۃ الفقہ ص۲۷۴ ج ۲، ان چیزوں کا بیان جو نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں: نمبر ۴۸)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اگر اتنی چھوٹی مسجد یا کمرہ یا صحن میں نماز پڑھ رہا ہو کہ اس کا کل رقبہ چالیس ہاتھ = ۳۶ .۸ مربع میٹر سے کم ہے تو نمازی کے سامنے سے گذرنا مطلقا ناجائز ہے، خواہ قریب سے گذرے یا دور سے، بہر حال گناہ ہے، البتہ اگر کھلی فضا میں یا: ۳۶.۸ / مربع میٹر یا اس سے بڑی مسجد یا بڑے کمرہ میں یا بڑے صحن میں نماز پڑھ رہا ہے تو سجدہ کی جگہ پر نظر جمانے سے آگے جہاں تک بالتبع نظر پہنچتی ہو وہاں تک گذرنا جائز نہیں، اس سے ہٹ کر گذرنا جائز ہے۔ بندہ نے اس کا اندازہ لگایا تو سجدہ کی جگہ سے ایک صف کے قریب ہوا، لہذا نمازی کے موضع قیام سے دو صف کی مقدار (تقریبا آٹھ فٹ = ۲.۴۴ / میٹر) چھوڑ کر گذرنا جائز ہے''۔ (احسن الفتاوی ص ۴۰۹ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’اگر میدان ہو، یا پورب، پچھم: ۶۰ر فٹ لمبی مسجد ہو تو اس میں: ۳۰ر صف تقریبا ۱۲ر فٹ کے بعد آگے سے گذر جانے کی اجازت ہے، اوراس سے کم میں بغیر حیلولت سترہ کے گذرنا منع ہے۔ (منتخبات نظام الفتاوی ص۳۲۲ ج۱)

ماہنامہ ’’البلاغ‘‘ کراچی میں شائع شدہ چند مسائل

مسئلہ......مسجد کے صغیر یا کبیر ہونے کی تحدید کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ جس مسجد کا رقبہ: ۶۰×۶۰ر ہاتھ یعنی مجموعی طور پر ۳۶۰۰ر ہاتھ (شرعی گز) یا اس سے زیادہ ہو تو وہ مسجد کبیر ہے، اور اگر اس سے کم ہو تو وہ مسجد صغیر ہے۔

لیکن اس بارے میں راجح اور مختار قول یہ ہے کہ جس مسجد کا رقبہ: ۴۰×۴۰ر ہاتھ یعنی مجموعی طور پر: ۱۶۰۰ر ہاتھ یا اس سے زائد ہو تو وہ مسجد کبیر ہے، اور اگر اس سے کم ہو تو وہ مسجد صغیر ہے۔ اس قول کے مطابق میٹروں کے لحاظ سے مسجد کبیر کا رقبہ: ۱۸.۲۸۸×۱۸.۲۸۸ر یعنی مجموعی طور پر ۳۳۴.۴۵۱ر مربع میٹر بنتا ہے، اور فٹ کے لحاظ سے: ۶۰×۶۰ر فٹ یعنی مجموعی طور پر: ۳۶۰۰ر مربع فٹ بنتا ہے۔ اور ’’احسن الفتاوی‘‘ میں بھی اسی دوسرے قول کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس راجح قول کے تحت ذکر کردہ پیمائش کی مزید وضاحت درج ذیل ہے:

ایک ہاتھ (شرعی گز) میں: ۱۸ر انچ ہوتے ہیں، اور ایک میٹر میں: ۳۹.۳۷۰ر انچ ہوتے ہیں، تو: ۴۰ر ہاتھ کے: ۷۲۰ر انچ بنیں گے، اور چونکہ: ۷۲۰ر انچوں کے: ۱۸.۲۸۸ر میٹر بنتے ہیں، لہذا: ۴۰ر ہاتھ ۱۸.۲۸۸ر میٹر کے برابر ہوئے، اور: ۴۰×۴۰ر ہاتھ: ۱۸.۲۸۸×۱۸.۲۸۸ر میٹر کے برابر اور مجموعی لحاظ سے: ۱۶۰۰ر سے ہاتھ: ۳۳۴.۴۵۱ر مربع میٹر کے برابر ہوئے۔

اور فٹ کے اعتبار سے تفصیل یوں ہے کہ ایک فٹ میں :۱۲/انچ ہوتے ہیں' اور ما قبل میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ :۴۰/ ہاتھ :۲۰ے/انچ کے برابر ہیں ۔اور :۲۰ے/انچ کے اگر فٹ بنائیں تو :۶۰/فٹ بنتے ہیں، لہذا :۴۰/ ہاتھ :۶۰/فٹ کے برابر ہوئے' اور :۴۰×۴۰/ ہاتھ :۶۰×۶۰/فٹ کے برابر اور مجموعی لحاظ سے :۱۶۰۰/ ہاتھ :۳۶۰۰/مربع فٹ کے برابر ہوئے۔

مسئلہ...... فقہی عبارات کے عموم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسجد کے صغیر یا کبیر ہونے کا اندازہ کرنے کے لئے اندرونی ہال، برآمدہ اور صحن تینوں کی مجموعی پیمائش کو مدنظر رکھا جائے گا۔

مسئلہ...... مسجد صغیر میں نمازی کے آگے سے بغیر کسی حائل کے گذرنا مطلقا ممنوع ہے، لہذا مذکورہ تمام صورتوں میں نمازی کے آگے سے بغیر کسی حائل کے گذرنا ممنوع ہوگا، اس کے لئے اس طرح انتظام کرنا چاہیئے کہ برآمدے میں موجود ستونوں کے درمیان خلاؤں میں لوہے' لکڑی یا پلاسٹک کے سترے رکھ دیئے جائیں تاکہ لوگ گناہ میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں، البتہ گذرنے کے لئے کناروں سے مناسب جگہ خالی چھوڑ دی جاے۔

مسئلہ...... مسجد کبیر ہونے کی صورت میں نمازی کے آگے کتنے فاصلے سے گذرنا جائز ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں ۔راجح قول یہ ہے کہ اگر نمازی کے سامنے کوئی حائل نہ ہو اور وہ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو بوقت قیام سجدہ کی جگہ کو دیکھنے کی حالت میں اس کی نظر جہاں تک پڑتی ہے' اس کے آگے سے گذرنا جائز ہے، اور تجربہ سے ثابت ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کو دیکھتے ہوئے نمازی کی نگاہ عموما :۳/ذراع (ساڑھے چار فٹ) سے متجاوز نہیں ہوتی، اور موضع قیام سے یہ فاصلہ تقریبا :۸/فٹ بنتا ہے' اور اس

صورت میں دو ایسی صفیں جو قدرے چوڑی ہوں' ان سے بھی آٹھ فٹ کا فاصلہ حاصل ہوجاتا ہے، لہذا نمازی کے آگے سے اتنی مقدار فاصلہ چھوڑ کر گذرنا جائز ہے، لیکن صفوں کی پیمائش چونکہ کم وبیش ہوسکتی ہے، اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ تین صف کا فاصلہ چھوڑ کر گذرا جائے۔

مسئلہ:......فقہی عبارات کے اطلاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسجد کبیر میں مرور کے متعلق مذکورہ حکم اندرونی ہال' برآمدے اور صحن سب کو شامل ہے، لہذا ان تینوں جگہوں میں نمازی کے موضع قیام سے آٹھ فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر گذرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

چند فقہی عبارات

(١)......(ومرور مارّ فی الصحراء أو فی مسجد کبیر بموضع سجوده) فی الاصح (أو) مروره (بین یدیه) الی حائط القبلة (فی) بیت و (مسجد) صغیر ، فانه کبقعة واحدة مطلقا (در) وفی الشامی : " انه قدرما یقع بصره علی المارّ لو صلی بخشوع أی رامیاً ببصره الی موضع سجوده۔

(شامی ص٣٩٨ ج٢، باب مایفسد الصلوة ، مطلب : اذا قرأ قوله تعالی ، الخ ،ط:مکتبه دارالباز)

(٢)......قوله : (فی المسجد الکبیر) هو ان یکون اربعین فاکثر ، وقیل : ستین فاکثر ، والصغیر بعکسه ، افاده القهستانی وأفاد ان المختار الاول۔

(حاشیۃ الطحطاوی ص٣٤٢، فصل فیما لا یفسد الصلوة ، باب مایفسد الصلوة)

(٣)......أو مسجد صغیر و هو ما کان اقل من اربعین ذراعا علی المختار۔

(مجمع الفقه الاسلامی وادلته ص٨٨٧ ج١، الفصل السادس : سنن الصلوة و صفتها ، موضع حرمة المرور)

(۴)...... فاعلم ان الصلوة ان كانت فى المسجد الصغير هو اقل من ستين ذراعا ، وقيل اربعين۔(مجمع الانھر ص۱۸۳ج۱، باب فيما لا يفسد الصلوة ' وما يكره فيها)

مرور امام المصلی کا گناہ جان لے تو سو سال تک کھڑا رہے

(۱)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لو يعلم المارّ بين يدى المصلى ما ذا عليه لكان ان يقف اربعين خيرا له من أن يمرّ بين يديه ، قال ابو النضر : لا ادرى قال : اربعين يوما أو شهرا أو سنة۔

(بخاری، باب اثم المارّ بين يدى المصلى ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۱۰)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو معلوم ہوجائے کہ اس کو کتنا گناہ ہوگا تو وہ چالیس تک ٹھہرا رہے تو یہ اس کے نمازی کے آگے سے گذرنے سے بہتر ہے۔ابوالنضر نے کہا: مجھے یاد نہیں کہ بسر بن سعید نے چالیس دن کہا تھا یا یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

(۲)......عن ابى هريره قال : قال النبى صلى الله عليه وسلم : لو يعلم احدُكم ما له فى ان يمُرّ بين يدى اخيه ' مُعترِضا فى الصلوة ' كان لأن يُقيم مائة عامٍ خيرٌ له من الخَطوة التى خطاها۔

(ابن ماجہ، باب المرور بين يدى المصلى ، كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها ، الخ ، رقم الحديث : ۹۴۶)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کو معلوم ہوجائے کہ اپنے بھائی کی نماز کے آگے سے گذرنے میں کتنا گناہ ہوگا تو اس کے لئے سو سال کھڑا رہنا ایک قدم اٹھانے سے بہتر ہوگا۔

نمازی کے آگے سے گذرنے والا شیطان ہے

(۳)......النبی صلی الله علیه وسلم یقول : اذا صلی احدکم الی شئی یستره من النّاس فاراد احد ان یجتاز بین یدیه ' فلیدْفعْه ، فان ابی فلیقاتِلْه فانّما هو شیطان۔

(بخاری، باب یرد المصلی من مرّ بین یدیه ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۵۰۹)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو لوگوں سے سترہ بنا کر نماز پڑھے پھر کوئی شخص اس کے سامنے سے گذرنے کا ارادہ کرے تو وہ اس کو دفع کرے، اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑے، کیونکہ وہی شخص شیطان ہے۔

نمازی کے آگے سے گذرنے والا تمنا کرے گا کہ: وہ سوکھا درخت ہوتا

(۷)......عن عبد الله بن عمرو العاص : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : ان الذی یمُرّ بین یدی الرجل –وهو یصلی – عمدا یتمنی یوم القیامة انه شجرة یابسة۔(معجم اوسط طبرانی اردو ص۹۳۹ج۱، باب الالف : احمد بن ابراهیم ، رقم الحدیث:۱۹۲۸)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص عمداً نمازی کے آگے سے گذرتا ہے وہ قیامت کے دن یہ تمنا کرے گا کہ: کاش! وہ سوکھا درخت ہوتا۔

ران ٹوٹ جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ نمازی کے آگے سے گذرے

(۴)......یزید بن جابر قال : سمعت عبد الحمید بن عبد الرحمن –عامل عمر بن عبد العزیز– و مرّ رجل بین یدیه وهو یصلی ' فجَبَذه حتی کاد یخرِقُ ثیابه ' فلمّا انصرف قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لو یعلم المارّ بین یدی المصلی لأحب ان ینکسِر فخِذه ' ولا یمرّ بین یدیه۔

ترجمہ:...... یزید بن جابر بیان کرتے ہیں کہ: میں نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن سے سنا- جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طرف سے گورنر تھے- وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص ان کے سامنے سے گذرا، انہوں نے اس کو بہت زور سے پکڑ کر کھینچا حتی کہ اس کے کپڑے پھٹنے کے قریب تھے، جب وہ مڑا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والا (اپنے گناہ کو) جان لے تو وہ پسند کرے گا کہ اس کی ران ٹوٹ جائے اور وہ نمازی کے آگے سے نہ گذرے۔

نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو بال پکڑ کر بھی روکنا پڑتا تو روکتا

(۵)......عن ابن سیرین قال : کان ابو سعید الخدری قائما یصلی ' فجاء عبد الرحمن بن الحارث بن هشام یمرّ بین یدیه فدفعه ' وابی الا أن یمضیَ ' فدفعه ابو سعید فطرحه ، فقیل له : تصنع هذا بعبد الرحمن ؟ فقال : والله لو ابی الا ان آخُذَه بشعره لاخذت۔

ترجمہ:...... حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام ان کے آگے سے گذرنے لگے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہیں روکا، لیکن انہوں نے گذرنے پر اصرار کیا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہیں زور سے پیچھے دھکیل دیا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ: آپ عبدالرحمٰن کے ساتھ ایسا کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر مجھے ان کے بال پکڑ کر بھی روکنا پڑتا تو میں انہیں روکتا۔

گذرنے والا نمازی سے زیادہ نقصان کر رہا ہے

(٦)......قال عبد الله : من استطاع منکم ان لا یُمَرّ بین یدیه وهو مصلی فلیفعل '

فان المارّ بین یدی المصلّی انقصُ من المُمَرِّ علیه۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: تم میں سے جو اس بات کی طاقت رکھتا ہو کہ نماز کے دوران کسی کو اپنے آگے سے نہ گذرنے دے تو ایسا ضرور کرے، کیونکہ گذرنے والا اس نمازی سے زیادہ اپنا نقصان کر رہا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۳۷ ج ۲، من کان یکره ان یمرّ الرجل بین یدی الرجل وهو یصلی ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث: ۲۹۲۸/۲۹۳۰/۲۹۳۲)

زمین میں دھنسنا بہتر ہے اس سے کہ وہ نمازی کے آگے سے گذرے

(۸)......انّ کعب الاحبار قال : لو یعلم المارّ بین یدی المصلی ما ذا علیه لکان ان یخسف به خیرا له من ان یمرّ بین یدیه۔

(مؤطا امام مالک، باب التشدید فی ان یمر احد بین یدی المصلی ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث: ۴۴۱)

ترجمہ:......حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس کو کتنا عذاب ہوگا تو اس کے لئے زمین میں دھنسایا جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ نمازی کے آگے سے گذرے۔

راکھ ہو کر بکھر جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ نمازی کے آگے سے گذرے

(۹)......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: انسان راکھ ہو کر فضا میں بکھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ عمداً کسی نمازی کے آگے سے گذرے۔

(فتح الباری لابن رجب حنبلی ص ۶۸۰ ج ۲، دار ابن الجوزی، ریاض: ۱۴۱۷ھ۔ نعمۃ الباری ص ۳۳۷ ج ۲)

آپ ﷺ کا چھوٹے بچوں کو نمازی کے آگے سے گذرنے سے منع فرمانا

(۱۰)......عن ام سلمة قالت : كان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى فى حجرة ام سلمة ، فمر بين يديه عبد الله أو عمر بن ابى سلمة ، فقال بيده ، فرجع ، فمرت زينب بنت ام سلمة ، فقال بيده هكذا ، فمضت ، فلمّا صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : هنّ اغلب۔

(ابن ماجہ، باب ما يقطع الصلوة ، كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها ، رقم الحديث:۹۴۸)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو ان کا بیٹا عبد اللہ یا عمر آپ کے سامنے سے گذرنے لگا تو آپ نے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا (کہ ٹھہر جاؤ) وہ لوٹ گیا، پھر ان کی بیٹی زینب آپ ﷺ کے سامنے سے گذرنے لگی تو آپ ﷺ نے اسے بھی اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، مگر وہ گذر گئی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: یہ عورتیں زیادہ غالب ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما خواتین کے سامنے سے گذرنے کو مکروہ سمجھتے تھے

(۱۱)......انّ عبد الله بن عمر كان يكره ان يمرّ بين أيدى النّساء وهنَّ يصلّين۔

(مؤطا امام مالک، باب التشديد فى ان يمر احد بين يدى المصلى ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۴۴۲)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتی ہوئی خواتین کے سامنے سے گذرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نہ نمازی کے سامنے سے گذرتے، نہ گذرنے دیتے

(۱۲)......انّ عبد الله بن عمر كان لا يمر بين يدى احد و لا يدع احدا يمرّ بين يديه،
ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ کبھی کسی نمازی کے سامنے سے گذرتے تھے اور نہ کسی کو گذرنے دیتے تھے۔(مؤطا، باب التشديد فى ان يمر الخ ، رقم الحديث:۴۴۳)

نمازی کے سامنے سے گذرنا کیوں منع ہے؟

نمازی کے سامنے سے گذرنے کی ممانعت تین وجوہ سے ہے:
پہلی وجہ ......حقِّ شعائر کی وجہ سے۔ نماز شعائر اللہ میں سے ہے۔ اور شعائر اللہ کی تعظیم واجب ہے۔ پس جو نمازی کے سامنے سے گذرتا ہے وہ شعائر اللہ کی توہین کرتا ہے، اور یہ بات کسی مؤمن کے شایانِ شان نہیں۔
دوسری وجہ......حقِّ نماز کی وجہ سے۔ جس طرح آقا کے سامنے اس کے غلام باادب کھڑے ہوتے ہیں، اور دست بستہ حاضری دیتے ہیں، اسی طرح نماز میں بھی ان کی مشابہت اختیار کرنا پیشِ نظر ہے۔''بخاری شریف'' کی روایت ہے کہ:''جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ پروردگار ہی سے سرگوشی کرتا ہے، اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے'' اس کے بعد قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت کا تذکرہ ہے۔(مشکوۃ، حدیث نمبر:۷۴۶) پس نماز کی تعظیم میں سے یہ بات ہے کہ کوئی نمازی کے سامنے سے نہ گذرے، کیونکہ آقا اور اس کے سامنے کھڑے ہوئے غلاموں کے بیچ میں سے گذرنا بڑی بے ادبی کی بات ہے۔
تیسری وجہ......حقِّ نمازی کی وجہ سے۔ نمازی کے سامنے سے گذرنے کی وجہ سے کبھی نمازی کا دل پراگندہ ہوجاتا ہے۔ اور اس کا نماز کا سارا لطف ختم ہوجاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے نمازی کو یہ حق دیا گیا ہے کہ گذرنے والے سے لڑے۔(رحمۃ اللہ الواسعۃ ص۳۷۵ ج۳)